امام ابو حنیفہ

عینی

اعظم اسٹیم پریس چار مینار حیدرآباد دکن

اپنے محترم دوست نواب حافظ لیلین جنگ بہادرُ
کے نام نامی سے اسکو معنون کیا ہے ۔ فقط

عینی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام نعمان بن ثابت۔

کنیت ابو حنیفہ۔

لقب امام اعظم

ولادت بمقام کوفہ۔ ۸۰ھ

حلیہ امام صاحب کو خدا نے سیرت کے ساتھ صورت بھی دی تھی۔ قد میانہ۔ صورت پاکیزہ۔ قامت موزوں۔ بدن چھریرا۔ ڈیل ڈول سجیلا۔ پیشانی اونچی۔ کتابی چہرہ۔ آنکھیں رسیلی۔ کشادہ سینہ۔ پھن واڑھی۔ دراز زلفیں۔ آواز صاف ستھری۔ گفتگو متین اور شیریں۔ وجاہت فطری تھی۔

خطیب نے تاریخ میں اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفہ سے روایت کی کہ میں اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان زوطی ہوں۔ ہم عجمی الاصل ہیں میرے دادا ابو حنیفہ نعمان ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ زوطی امیر المومنین علی علیہ السلام سے ملے تھے اور اپنے فرزند ثابت کو خدمتِ جناب ولایت مآب میں حاضر کیا۔ حضرت نے دعائیں دیں اور فرمایا اس کا ایک لڑکا جیّد عالم ہوگا۔ زوطی تا دم زیست خدمت جناب امیر المومنینؑ میں رہے۔ یکدن یہ تقریب نوروز بارگاہ امامت میں فالودہ حاضر کیا۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا چیز ہے فرمایا یہ فالودہ ہے اور آج نوروز ہے فرمایا۔ نوروزنا کل یوم ابو حنیفہ دعائے جناب امیر علیہ السلام کا گویا ثمرہ تھیں

آپ ہی کی دعا تھی کہ امام صاحب اتنے بڑے عالم اور مجتہد ہوئے۔

فضایل امام ابو حنیفہؒ کے مناقب میں بعض محدثین مثل خوارزمی۔ خطیب بغدادی خیر ولمی۔ دیلمی۔ صمیری۔ اور ابو العلار واسلی وغیرہم نے باسناد متصل روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آنے والی ہستی یعنی امام ابو حنیفہؒ کی نسبت پیش گوئی فرمائی ہے۔ اگرچہ بعض متشددین اہل حدیث نے اس کا سرے سے انکار کر دیا ہے مگر کوئی وجہ انکار معقول نہ ہونیکی وجہ سے انکے انکار کے باوجود اکثر محدثین نے اون روایتوں کو ثابت تسلیم کر لیا اور بعضوں میں ضعف رواۃ کے باوجود بطلان روایت کی اونہیں ہمت نہ ہوئی۔ چونکہ بڑے بڑے ائمہ فن نے انہیں ثابت تسلیم کر لیا ہے لہذا ہم بھی یہاں اونکی نقل کر دیتے ہیں۔ انہیں ثابت ماننا اون محدثین کا کام ہے جو انہیں ثابت مانتے ہیں اور انہیں موضوع کہنا اون متشددین کو مبارک جو ایسا کہہ گئے ہیں۔ ہم صرف ناقل ہیں ہمیں اس سے سروکار نہیں۔

۱۔ خوارزمی باسناد متصل حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت میں ابو حنیفہؒ نام ایک شخص ہوگا جو میری امت کا چراغ ہوگا۔

۲۔ خوارزمی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی کہ آنحضرت نے فرمایا میری امت میں نعمان نام ایک شخص ہوگا جسکی کنیت ابو حنیفہ رہیگی وہ میری امت کا چراغ ہے وہ میری امت کا چراغ ہے۔ وہ میری امت کا چراغ ہے۔

۳۔ خطیب نے تاریخ میں اور خوارزمی نے مناقب میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی کہ آنحضرت نے فرمایا میری امت میں ایک شخص نعمان نام ہوگا جو سراج امت ہے۔

۴۔ خطیب و خوارزمی باسناد متصل حضرت انس سے ناقل ہیں کہ آنحضرت فرماتے تھے میرے بعد ایک شخص نعمان نام عرف ابو حنیفہ پیدا ہوگا اسکے ہاتھوں خدا کا دین اور

میری سنت زندہ ہو گی۔

۵۔ خلیب تاریخ میں باسناد جید حضرت انس سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا میری امت میں نعمان نام ابوحنیفہ کنیت والا ایک شخص ہوگا جو خدا کے دین کو اور میری سنت کو زندہ کریگا۔

۶۔ خوارزمی باسناد متصل حضرت ابن عمرؓ سے راوی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا میرے بعد ابوحنیفہ نام ایک شخص ہوگا جسکے ہاتھوں میری سنت زندہ ہوگی۔

۷۔ خوارزمی عبداللہ بن مبارک سے ناقل ہیں ابن لہیعہ نے حدیث کہی کہ حضور نے فرمایا ہر قرن میں سابقین ہوں گے اور ابوحنیفہ اپنے قرن کا سابق ہوگا۔

۸۔ خوارزمی حضرت انس سے راوی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ابوحنیفہ نامی امت میں ایک شخص ہوگا وہ میری امت میں بہترین شخص ہوگا۔

۹۔ خوارزمی باسناد متصل حضرت انس سے ناقل ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا نعمان نام ایک شخص محیٔ سنت اور ماحیٔ بدعت ہمارے بعد پیدا ہوگا۔

۱۰۔ خوارزمی حضرت انس سے راقم ہیں آنحضرت فرماتے تھے میرے بعد ابوحنیفہ نام ایک شخص میرے دین کی تجدید کریگا۔

۱۱۔ خوارزمی نے کہا ہم سے حدیث کہی محمد بن اسحاق راجی نے اونسے ابوحفص عمر بن احمد کرابیسی نے اونسے محمد بن حسن ناصحی نے اونسے ابومحمد حسن نے اونسے عبدالحمید بن محمد طوانی نے اونسے اونکے باپ نے اونسے یونس بن طاہر نے اونسے احمد بن محمد واعظ نے اونسے محمد بن نصیر وراق نے اونسے ابوعبداللہ مامون نے اونسے احمد بن علی غنی نے اونسے فضل بن موسیٰ نے اونسے محمد بن عمرو نے اونسے ابی سلمہ نے اونسے ابوہریرہ نے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میری امت میں ابوحنیفہ نام

ایک شخص ہوگا جو قیامت کے دن سراج امت ہوگا۔ (ضیائے مقدسی نے مختارات میں اس حدیث کے بعد لکھا ہے کہ ابو حنیفہ سے تعصب کی بناء پر ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع کہا حالانکہ یہ حدیث ایس طریقوں سے مروی اور ثابت ہے)

۱۲۔ بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ سے۔ طبرانی قیس بن سعد بن عبادہ اور ابن مسعود سے۔ اور ابو نعیم و سیوطی ابو ہریرہ سے راوی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا اگر ثریا پر بھی علم ہوتا تو بھی ایک عجمی اوس کو لے لیتا۔

کتاب مناقب ابو حنیفہ میں اور مسانید امام کے اٹھارویں صفحہ تک خوارزمی نے ان گیارہ احادیث کے اسناد نقل کئے ہیں اور انہیں ثابت کیا ہے ہمارے عندیہ میں امام صاحب کا بلسان نبوت سراج امت ہونا اور سنت نبوی کو زندہ کرنا واقعات مابعد سے جب مسلم ہے تو ان حدیثوں کی صحت میں خصوصاً ضیائے مقدسی کی تصحیح کے بعد کوئی تردد نہیں ہوسکتا۔

ابو حنیفہ ملت بیضا کے روشن چراغ۔ علوم شرعیہ کے مسیحا۔ حدیث کے نقاد فقہ کے موجد۔ مجتہدوں کے اُستاد۔ محدثوں کے امام۔ عارفوں کے شیخ زاہدوں کے رہنما۔ ورع و تقویٰ میں اپنی آپ نظیر۔ مجاہدہ میں عدیم النظیر۔ ناسخ و منسوخ کے بڑے ماہر۔ سنت پیغمبرؐ کے شناور۔ ستر ہزار احادیث کے راوی اور ڈہائی لاکھ مسایل کے مدوِّن تھے۔ جب تو آنحضرت نے انہیں سراج امت فرمایا اور یہ اسکے یقیناً اہل ثابت ہوئے۔

حکومت ان دنوں عبد الملک ابن مروان حکمراں تہا اسکی وفات سنہ ۸۶ھ میں ہوئی اسکے بعد ولید تخت نشین ہوا اوسکی وفات سنہ ۹۶ھ میں ہوئی تو اسکا بہائی

سلیمان بن عبد الملک بادشاہ ہوا یہ عابد زاہد اور خدا ترس تھا اسکی وفات پر ۹۹ھ میں
حضرت عمر ابن عبد العزیز خلیفہ ہوئے آپ نے فدک کو مروانیوں سے نکالکر امام محمد باقر علیہ السلام
کے حوالہ کیا اور سالہا سال کی بدگوئی کو جو جناب امیر علیہ السلام کی جناب میں کیجاتی تھی حکماً
بند کروایا۔ انکی وفات پر یزید بن عبد الملک پھر ہشام بن عبد الملک تخت نشین ہوا اور ۱۲۵ھ
سے ۱۲۹ھ تک ولید بن یزید ۔ یزید ناقص ابراہیم بن ولید اور مروان الحمار ایک کے
بعد ایک بادشاہ ہوئے اور ۱۳۱ھ میں اموی سلطنت کی جگہہ عباسی حکومت کی بنا پڑی
ابو العباس سفاح پہلا عباسی بادشاہ ہوا انکے بعد ۱۳۶ھ میں انکا بھائی منصور تخت نشین ہوا
۱۴۶ھ میں بغداد کو دار السلطنت قرار دیا اور اجلہ محدثین فقہا و مفسرین کو بغداد دبلایا اور
یہیں ٹھرایا جنمیں امام ابو حنیفہ بھی تھے ۔ منصور کو حضرت زید بن امام زین العابدین سے
شکایت تھی اور ابو حنیفہ زید کے طرفدار تھے لہذا منصور ابو حنیفہ کا بھی دشمن ہوگیا۔ یکدن
آپ کو عہدۂ قضا پیش کیا۔ انکار پر قید کردیا اور تا زیست روزانہ اسی کوڑے آپ کے
جسم پر لگائے جاتے تھے اسی حالت زار میں بحالت قید ۱۵۰ھ میں ابو حنیفہ واصل
بحق ہوگئے۔

صحابہ

۸۰ھ سے ۱۱۰ھ تک ذیل کے اصحاب رسول اللہ بقید حیات تھے
(۱) عبد اللہ بن جعفر بن ابیطالب متوفی ۸۰ھ (۲) طارق بن شہاب بجلی
متوفی ۸۳ھ (۳) واثلہ بن اسقع متوفی ۸۵ھ (۴) قبیصہ بن ذوئب خزاعی متوفی
۸۵ھ (۵) عمرو بن حریث مخزومی امیر کوفہ متوفی ۸۵ھ (۶) بسر بن ارطاۃ عامری
متوفی ۸۶ھ (۷) صدی بن عجلان ابو امامہ باہلی متوفی ۸۶ھ (۸) عبد اللہ بن ابی اوفی
متوفی ۸۶ھ (۹) مقدام بن معدی کرب متوفی ۸۷ھ (۱۰) سہل بن سعد ساعدی متوفی ۸۸ھ

(۱۱) عبد اللہ بن حارث متوفی سنہ ۸۸ھ (۱۲) انس بن مالک کعبی متوفی سنہ ۸۸ھ (۱۳) عبد اللہ بن ثعلبہ متوفی سنہ ۸۹ھ (۱۴) عتبہ متوفی سنہ ۸۹ھ (۱۵) سائب بن خلاد متوفی سنہ ۹۱ھ (۱۶) مالک بن اوس متوفی سنہ ۹۲ھ (۱۷) انس بن مالک انصاری خزرجی متوفی سنہ ۹۳ھ (۱۸) سائب بن یزید کندی سنہ ۹۴ھ (۱۹) مالک بن حویرث لیثی متوفی سنہ ۹۴ھ (۲۰) عبد اللہ بن انیس جہنی متوفی سنہ ۹۵ھ (۲۱) عبد اللہ بن حارث بن جزء متوفی سنہ ۹۶ھ (۲۲) عبد اللہ بن بُسر مازنی متوفی سنہ ۹۶ھ (۲۳) عمر بن سلمہ بن قیس جرمی سنہ ۹۶ھ (۲۴) محمود بن لبید اوسی سنہ ۹۶ھ (۲۵) محمود بن ربیع خزرجی متوفی سنہ ۹۹ھ (۲۶) عبد اللہ بن حارث ہاشمی امیر بصرہ متوفی سنہ ۹۹ھ (۲۷) عایشہ بنت عجرد سنہ ۹۹ھ (۲۸) اسعد بن سہل بن حنیف ابو امامہ انصاری متوفی سنہ ۱۰۰ھ (۲۹) سائب بن ابی لبابہ متوفی سنہ ۱۰۲ھ (۳۰) ابو الطفیل عامر بن واثلہ متوفی سنہ ۱۱۰ھ یہی آخرین صحابی تھے جو سب میں آخر فوت ہوئے۔

رویت صحابہ امام صاحب کے تیس سالہ ہوئے تک جملہ تیس صحابہ بقید حیات تھے جن میں ۹ صحابہ کوفہ کے رہنے والے تھے (۱) امیر کوفہ عمر بن حریث متوفی سنہ ۸۵ھ (۲) عبد اللہ بن ابی اوفی متوفی سنہ ۸۷ھ (۳) سہل بن سعد متوفی سنہ ۸۸ھ (۴) عبد اللہ بن حارث زبیدی متوفی سنہ ۸۸ھ (۵) عبد اللہ بن ثعلبہ متوفی سنہ ۸۹ھ (۶) وابصہ بن معبد اسدی متوفی سنہ ۸۹ھ (۷) عتبہ بن عبد السلمی متوفی سنہ ۸۹ھ (۸) عبد اللہ بن انیس متوفی سنہ ۹۵ھ اسعد بن سہل بن حنیف ابو امامہ متوفی سنہ ۱۰۰ھ رضی اللہ عنہم۔

شہر بصرہ میں ۹ صحابہ زندہ تھے (۱) طارق بن شہاب ابو عبد اللہ بجلی متوفی سنہ ۸۳ھ (۲) انس بن مالک کعبی متوفی سنہ ۸۸ھ (۳) انس بن مالک انصاری متوفی سنہ ۹۳ھ (۴) مالک بن حویرث سنہ ۹۴ھ (۵) عمرو بن سلمہ جرمی متوفی سنہ ۹۶ھ (۶) عبد اللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب امیر بصرہ سنہ ۹۹ھ

(۷) عائشہ بنت عجرد ۹۹ھ (۸) سائب بن ابی لبابہ متوفی ۱۰۲ھ (۹) واثلہ بن اسقع متوفی ۸۵ھ۔

مدینہ منورہ میں ۷ صحابہ بقید حیات تھے:۔ (۱) قبیصہ بن ذوئب متوفی ۸۵ھ (۲) سائب بن خلاد متوفی ۹۱ھ (۳) مالک بن اوس ۹۲ھ (۴) سائب بن یزید کندی متوفی ۹۴ھ (۵) عبداللہ بن حارث بن جزء متوفی ۹۶ھ (۶) محمود بن لبید ۹۶ھ (۷) محمود بن ربیع ۹۹ھ۔

شام میں کوئی ۴ صحابہ موجود تھے (۱) بُسر بن ارطاۃ متوفی ۸۶ھ (۲) ابوامامہ باہلی ۸۶ھ (۳) مقدام بن معدی کرب متوفی ۸۷ھ (۴) عبداللہ بن بُسر متوفی ۹۶ھ۔

مکہ معظمہ میں خاتم الصحابہ ابوالطفیل عامر بن واثلہ لیثی نے ۱۱۰ھ میں بقول مسلم انتقال فرمایا۔

یہ مسلمہ ہے کہ امام صاحب نے کوفہ اور بصرہ والے صحابہ عمرو بن حریث۔ ابن ابی اوفی۔ سہل بن سعد۔ عبداللہ بن حارث۔ عبداللہ بن ثعلبہ۔ وابصہ بن معبد۔ عبداللہ بن اُنیس۔ اسعد بن سہل۔ واثلہ بن اسقع۔ انس بن مالک کعبی۔ مالک بن حویرث۔ عمرو بن سلمہ۔ عائشہ بنت عجرد۔ سائب بن ابی لبابہ۔ عبداللہ بن حارث مطلبی امیر بصرہ اور انس بن مالک انصاری خادم رسول اللہ کو اپنی آنکھوں سے یقیناً دیکھا تھا۔

امام صاحب نے ستر سال کی عمر پائی تھی اور ستر سال میں ۵۵ حج فرمائے اور پہلا حج ۹۴ھ میں بعمر چودہ سالگی ادا فرمایا اس ۹۴ھ میں حضرت ابوالطفیل مکہ میں اور سائب بن یزید و عبداللہ بن حارث بن جزء و محمود بن لبید و محمود بن ربیع مدینہ میں موجود تھے کیونکہ ان بزرگوں کا اس کے دو تین سال بعد انتقال ہوا ہے۔ لہذا امام صاحب کا بایام حج وزیارت

ان بزرگواروں سے ملنا قطعی ہے۔ مگر اہل روایت جو اکثر ابو حنیفہ کے مخالف ہیں وہ اس ملاقات اور رویت و روایت کے اس لئے قائل نہیں کہ ابو حنیفہ کا مرتبہ کہیں اور بڑھ نہ جائے۔ مگر جسکو خدا رکھے اوسکو کون چکھے۔ بعض وقت انہیں حضرات کے زبان و قلم سے ایسی باتیں نکل گئی ہیں جن سے امام صاحب کا تابعی ہونا اور جماعت صحابہ سے ملنا ملانا پایا جاتا ہے

(۱) ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان میں ناقل ہیں کہ امام ابو حنیفہ کا حضرت انس کو دیکھنا قطعی ہے چنانچہ حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے حضرت انس کو دیکھا ہے اور دوسری جگہہ تو کہتے ہیں ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ دیکھا حضرت انس کا سرخ خضاب کرنا ابو حنیفہ سے ہی معلوم ہوا۔

(۲) ابن سعد طبقات میں سیف بن جابر سے راوی ہیں کہ خود ابو حنیفہ مجھ سے کہتے تھے میں نے حضرت انس کو دیکھا اونکی داڑہی خضاب سے سرخ تھی ذہبی اس روایت کی صحت کے قائل ہیں۔

(۳) خطیب بغدادی نے تاریخ میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے انس کو دیکھا اور رجال تابعین عطا بن ابی رباح مکی و ابو اسحاق سبیعی و محارب و ہیثم و قیس و محمد بن منکدر و نافع و ہشام و یزید فقیر و سماک و علقمہ و عطیہ عوفی وغیرہم سے حدیث کی سماعت کی ہے۔

(۴) ذہبی نے تذکرہ حفاظ میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے حضرت انس کو متعدد مرتبہ دیکھا ہے جبکہ انس کوفہ آیا کرتے تھے (غالباً ذہبی کو یاد نہ رہا کہ خود ابو حنیفہ بیسوں مرتبہ بصرہ جایا آیا کرتے تھے)

(۵) نووی تہذیب الاسماء میں لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ کے وقت چار صحابہ کوفہ میں موجود تھے (پھر تو امام صاحب کا انھیں نہ دیکھنا تعجب ہے)۔

(۶) ابن جوزی علل متناہیہ میں باب کفالت کے تحت دارقطنی کا یہ قیاس نقل کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے اپنے زمانہ کے کسی صحابی سے کوئی حدیث سنی نہیں البتہ حضرت انس کو آنکھوں سے دیکھ لیا ہے (تعصب کا خدا بھلا کرے۔ ہم عصر اور اہل شہر صحابہ کا نہ دیکھنا ہی تعجب خیز تھا اس پر طرہ یہ کہ انسؓ کا دیکھنا تو ثابت مگر ان سے علیک سلیک بھی نہ کرنا مزید تعجب خیز ہے۔ یہ دارقطنی کا اندھا تعصب نہیں تو اور کیا ہے)

ان متعصب اہل روایت کی زہر افشانیوں کے باوجود امام صاحب کی رویت و روایت از صحابہ ثابت ہے۔

(۱) خوارزمی نے باسناد جید ہلال بن ملاء سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے خود ابو حنیفہ سے روایت کی ہے میں نے سات صحابہ رسولؐ سے ملاقات کی اور ہر ایک سے حدیث کی سماعت کی ہے (مناقب ابو حنیفہ از خوارزمی)

(۲) امام ابو یوسف ابو حنیفہ سے ناقل ہیں وہ کہا کرتے تھے میں نے حضرت انس کو بحالت نماز مسجد میں دیکھا۔

(۳) ابن خلکان دیباچہ تاریخ میں لکھتے ہیں کہ باسناد ثقات ثابت ہے کہ ابو حنیفہ کی چار صحابیوں سے ملاقات ہوئی۔

(۴) یافعی نے مرأۃ الجنان میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کا چار صحابہ سے ملنا ثابت ہے۔

(۵) ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہے اور اسی لئے آپکا شمار تابعین میں ہے۔

(۶) ابن حجر مکی شافعی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ کے وقت آٹھ صحابہ بقید حیات تھے جنھیں حضرت انس۔ ابن ابی اوفی۔ سہل بن سعد اور ابو الطفیل کو تو دیکھنا یقینی ہے۔

(۷) ابو المحاسن شافعی تلمیذ سیوطی عقود الجمان میں لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہے اور بایں وجہ آپ اپنے زمانے کے بہترین شخص ہیں۔

(۸) ابو عبد اللہ مدینی و عبد الکریم سمعانی و فضل بن سہیل جلبی اپنے اپنے اسانید سے ابو نعیم فضل بن عمرو معروف با بن دکین سے راوی ہیں کہ کوفہ میں بوقت ابو حنیفہ چار صحابہ موجود تھے۔

روایت از صحابہ

(۱) سیوطی نے تبییض الصحیفہ میں لکھا ہے کہ عبد الکریم طبری شافعی نے ایک کتاب ہی لکھی ہے جسمیں مرویات ابو حنیفہ از صحابہ کو جمع کر کے آپ کی روایت عن الصحابہ کا عقلی و نقلی ثبوت دیا ہے۔

(۲) ابن حجر مکی نے خیرات الحسان میں ابو حنیفہ کی سماعت از عبد اللہ بن ابی اوفی کافی طور پر ثابت کی ہے۔

(۳) سرخسی۔ ابو منصور دیلمی۔ برہان غزنوی نے ثابت کیا ہے کہ ابو حنیفہ کو عبد اللہ بن انیس سے سماع حاصل تھا۔

(۴) موفق خوارزمی۔ ابن بزار کردری با سانید متصل ابو داؤد طیالسی سے ناقل ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے عبد اللہ بن انیس کو دیکھا اونسے سنا اور روایت کی ہے۔

(۵) ابن حجر مکی خیرات الحسان میں ناقل ہیں کہ ابو حنیفہ نے حضرت انس سے تین حدیثیں روایت کی ہیں۔

(۶) صدر الائمہ خطیب خوارزم موفق خوارزمی کا دعویٰ ہے کہ احناف اسکے قائل ہیں کہ صحابہ سے ابو حنیفہ نے تقریباً آٹھ حدیثیں سنیں اور روایت کی ہیں۔

(۷) ابن حجر خیرات الحسان میں کہتے ہیں کہ جن ائمہ حدیث نے ابو حنیفہ کے مناقب

لکھے ہیں اونہوں نے ابو حنیفہ کی روایت عن الصحابہ کو بڑے شد و مد سے ثابت کیا ہے کہ
ابو حنیفہ نے حضرت انس سے اور عمرو بن حریث سے بھی روایت کی ہے معترضین کہتے
ہیں کہ عمرو بن حریث کے انتقال کے وقت ابو حنیفہ صرف ۶ سال کے تھے مگر میں کہتا ہونکہ
محدثین کا اسپر اجماع ہے کہ پانچ سالہ صغیر بھی اگر تمیز کر سکتا ہے تو قابل روایت ہے اور
اوسکا سماع صحیح ہے چنانچہ امام حسن امام حسین علیہما السلام محمود بن لبید اور محمود بن ربیع
جو بوقت وفات رسالتمآب چار پانچ سالہ تھے محدثین کے پاس قابل روایت اور
قابل سماعت ثابت ہو چکے ہیں۔ ابن حجر کہتے ہیں ابو حنیفہ نے عبد اللہ بن ابی اوفی
سے بھی تو حدیث متواتر من بنیٰ مسجداً للہ سنی اور روایت کی ہے جس کی وجہ سے
بعض محدثین دبی زبان سے مانتے ہیں کہ شاید ابو حنیفہ کو عبد اللہ بن ابی اوفی سے سماع
ہو تو تعجب نہیں۔ مگر میں بالجزم کہتا ہونکہ نہ صرف عبد اللہ سے بلکہ واثلہ سے بھی ابو حنیفہ
نے سماعت کی ہے۔

(۸) ابن بزار کردری کہتے ہیں منکرین ابو حنیفہ کی رویت و روایت عن الصحابہ
میں شبہات پیدا کرتے آئے ہیں مگر تلامذۂ امام صاحب دونوں باتیں ثابت کرتے رہے ہیں۔
باہروا اے ناواقف ہی ہوتے ہیں اور منکر سے شاکر ہی اولی ہے فالمثبت العدل
العالم اولی من النافی المنکر۔ اصحاب ابو حنیفہ نے تو آپ کے پچاس مرویات از صحابہ
لکھدیئے ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ؎ کفی النعمان فخراً ما رواہ ؞ من الاخبار عن غرر الصحابۃ
بلکہ خود امام صاحب نے بھی کہدیا ہے خدا اور رسولؐ کے احکام سر آنکھوں۔ ہم نے جو
صحابہ سے اپنے کانوں سُنا اوس پر ہمارا یقین ہے۔ تابعین سے جو سنا ہے ہم اوسکو
لیں گے یا نہ لیں گے کیونکہ وہ بھی ہم جیسے انسان ہی ہیں۔

(۹) علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں امام صاحب کے سماع از صحابہ کا عقلاً نقلاً ثبوت دیا ہے مگر انکے تلمیذ قاسم کو اسکا انکار تھا جس کا جواب طحاوی نے لکھا ہے بہرحال مثبت عادل نافی منکر سے بہتر ہے۔

(۱۰) سیوطی جامع الاصول میں لکھتے ہیں کہ اہل روایت ابو حنیفہ کی روایت از صحابہ کے قائل نہیں مگر اصحاب ابو حنیفہ رویت و روایت کا ثبوت دیرہے ہیں۔ اہل روایت کا دعویٰ قیاسات پر مبنی اور ناقابل قبول ہے۔ اصحاب ابو حنیفہ کا کہنا مدلل معقول اور قابل تسلیم ہے۔ کیونکہ حالات ابو حنیفہ سے یہی لوگ زیادہ واقف ہیں (عقود الجمان و تبییض الصحیفہ)

(۱۱) ملا علی القاری طبقات حنفیہ میں لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ کا بعض صحابہ کو دیکھنا ثابت ہے البتہ صحابہ سے آپ کی روایت میں اختلاف ہے اور جیسا کہ میں نے مسند ابو حنیفہ میں لکھا ہے روایت من الصحابہ آپکی ثابت ہے اور اسی وجہہ سے آپ اعلام تابعین میں شمار کئے گئے ہیں۔

(۱۲) شیخ عبد الحق دہلوی سفر السعادت کی شرح میں لکھتے ہیں :- در واقع از حساب عقل دوری نماید کہ صحابہ در روزگار وے باشند و وے قصد ملاقات ایشان نکند و ایشان را در نیابد باآنکہ وجود قدوم او دریں بلاد کہ ایشاں بودند ثابت است و مدت نبت سال زندگانی کردہ چہ وجود صحابہ تا آخر صدیٔ اولے بہ صحت رسیدہ است ماناکہ حق با اصحاب امام ابو حنیفہ است کہ گویند وے جماعۂ از صحابہ را دریافتہ و از ایشاں روایت کردہ است۔

(۱۳) امام سیوطی تبییض الصحیفہ میں لکھتے ہیں کہ ساری بحث کا خلاصہ یہہ ہے کہ امام صاحب کے روایات عن الصحابہ جو ہم تک پہونچے ہیں اونکے راویان مابعد میں ضعف ہو تو ہو لیکن

امام صاحب کی روایت عن الصحابہ کا بطلان ناممکن ہے۔
(۱۴) صاحب مُنیۃ المفتی کا قول ہے کہ سات صحابیوں سے امام صاحب کا حدیث سُننا پایہ صحت کو پہونچ چکا ہے۔
(۱۵) حافظ کبیر امام جعابی باسناد جید روایت کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے درمیان ۹۱ھ اور ۹۳ھ کے بصرہ ہی میں کئی مرتبہ حضرت انسؓ سے ملاقات کی اور کئی حدیثیں سنیں (جواہر مضیہ)
(۱۶) ضیاء معنوی میں مرقوم ہے کہ ابو حنیفہ نے بیس صحابیوں کو دیکھا ہے۔
(۱۷) شمس الدین سخاوی لکھتے ہیں امام مالک کے ثنائیات کا اور ابو حنیفہ کے وحدانیات کا انکار ہو نہیں سکتا اگرچہ انمیں انتہا کا ضعف ہی ہو۔ (ثنائیات کے معنے روایات از تابعین کے اور وحدانیات کے معنے روایت از صحابہ کے ہیں)
(۱۸) علامہ مقری شافعی نے تو امام صاحب کی روایت از صحابہ کی جداگانہ کتاب لکھی ہے اور اپنے اسناد متصلہ سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ کہتے تھے کہ میں نے سات صحابۂ رسول حضرت انسؓ عبد اللہ بن حارث بن جز، وعبد اللہ بن ابی اوفی وعبد اللہ بن اُنیس و واثلہ و معقل و عائشہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی ہے اور انسے سنا ہے۔
(۱۹) خلیب خوارزم موفق خوارزمی بہ سند متصل راوی ہیں کہ ابو حنیفہ فرماتے تھے میں نے سات صحابیوں کو دیکھا اور اون سے حدیث سُنی ہے۔
اس کے بعد ہم حنفیوں کو نہ ابن سعد کی ضرورت رہی اور نہ ابن حجر کے کہنے کی حاجت رہی۔ امام صاحب کا یہ کہنا ہمارے لئے بہت کافی ہے۔

روایات ابوحنیفہ از صحابہ

(۱) قال ابو حنیفۃ رایت انسؓ بن مالک فی المسجد وہو قائماً یصلی
ابو حنیفہ کہتے ہیں میں نے حضرت انسؓ کو مسجد میں دیکھا وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

(۲) ابو حنیفہ کہتے تھے ہمارے علماء سب کے سب کہتے تھے کہ سجدہ سہو بعد سلام کے ہے وہ بھی تشہد کے ساتھ اسی طرح مجھ سے میرے اوستاد حماد بن ابی سلیمان نے کہا تھا کہ حضرت انسؓ کا فتویٰ یہی ہے میں جب حضرت انسؓ سے ملا تو اون سے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا سجدتی السہو بعد السّلام وتشہد فیہما وتسلیم جیسا کہ اوستاد حماد نے کہا تھا۔

(۳) ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت انسؓ سے سنا کہ میرے سامنے ابو قحافہ آج ہی موجود ہیں جنکی گنجان بڑی داڑھی کو دیکھکر حضورؐ نے فرمایا تھا کہ اس کو ترشوا دیا جائے۔

(۴) ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت انسؓ کو کہتے سُنا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا طلب العلم فریضۃٌ علیٰ کل مسلم ہر مسلمان پر طلب علم فرض ہے۔ (صحیح)

(۵) ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت انسؓ کو کہتے سنا کہ آنحضرت فرماتے تھے راہ خیر کا بتانے والا فاعل خیر کے برابر ہے الدّال علی الخیر کفاعلہ (صحیح)

(۶) ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت انسؓ کو کہتے سُنا کہ آنحضرت نے فرمایا مظلوم کی اعانت خدا لگتی ہے ان اللہ یحب اغاثۃ اللّہفان (صحیح)

(۷) ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت انسؓ کو کہتے سُنا کہ آنحضرت نے فرمایا جس نے دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنتی ہے من قال لا الٰہ الا اللہ مخلصاً دخل الجنۃ (صحیح)

(۸) ابوحنیفہ نے کہا میں نے حضرت واثلہ سے سنا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا شبہہ کا کام چھوڑو اور بے شبہہ کا کام کرو دع ما یریبک الی ما لا یریبک (صحیح)

(۹) ابوحنیفہ نے کہا میں نے حضرت واثلہ سے سنا کہ حضورؐ نے فرمایا اپنے بھائی کا عیب ظاہر نکرو خدا اوسکو بچا لیگا اور تمہیں اوسمیں مبتلا کر دیگا لا تظہرن شماتتہ لاخیک فیعافیہ اللہ و یبتلیک (صحیح درجہ حسن)

(۱۰) ابوحنیفہؓ نے کہا مجھ سے واثلہ بن اسقع نے کہا کہ حضورؐ فرماتے تھے نماز پنجگانہ سے بڑھکر خدا کا تقرب کسی اور بات میں ہونیکا گمان مت کرو لا یظن احدکم انہ یقرب الی اللہ باقرب من ھذہ الرکعات یعنی الصلوات الخمسۃ (حسن)

(۱۱) ابوحنیفہ نے کہا میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور عبداللہ بن انیس ۹۴ھ میں کوفہ آئے میں اوسوقت ۱۴ سال کا تھا میں بھی اونکے پاس گیا وہ فرماتے تھے میں نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے حبک الشئ یعمی ویصم (صحیح)

(۱۲) ابوحنیفہ نے کہا میں نے میرے والد ثابت کے ہمراہ ۹۴ھ میں پہلا حج کیا میں نے حرم میں دیکھا کہ ایک بزرگ بیٹھے حدیث کہہ رہے ہیں اور اون کے اطراف مجمع ہے میں نے اپنے والد سے پوچھا یہہ کون ہیں اونہوں نے کہا یہ صحابی رسولؐ عبداللہ بن حارث بن جزء ہیں۔ میں نے کہا مجھے انکے سامنے لیچلو تا کہ میں انکی زبان سے حدیث سنوں میرے والد نے لوگوں کو چیر پھاڑ کر مجھے اون کے سامنے کر دیا میں نے اس وقت اونکو یہ کہتے سنا میں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے جو شخص خدا کے لئے علم دین حاصل کریگا خدا اوسمیں برکت دے گا اور شان وگمان میں نہ آئے ایسا اوس کو رزق دیگا

من تفقہ فی دین اللہ کفاہ اللہ ہمہ ورزقہ من حیث لایحتسب۔

(۱۳) انہی عبد اللہ بن حارث سے میں نے یہ بھی سنا کہ حضورؐ نے اون سے فرمایا مظلوم کی اعانت ہر مسلمان کا فرض ہے اغاثۃ الملہوف فریضۃ علی کل مسلم۔

(۱۴) میں نے انہی سے یہ بھی سنا کہ حضورؐ نے فرمایا جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ کہا وہ اپنی جگہہ جہنم میں ڈھونڈ لے من کذب علیّ متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار۔

(۱۵) ابو حنیفہ نے کہا میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے سنا کہ آنحضرت نے فرمایا۔ گھونسلے کے برابر بھی جس نے ایک مسجد بنائی تو حق سبحانہٗ اوسکے لیے بہشت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں من بنیٰ مسجداً للہ ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ رحمہم

امام ابو حنیفہ کا صحابہ سے ملنا۔ ان سے سننا اور روایت کرنا ثابت ہو چکا اور ارباب نقل و روایت بھی آپ کو باوجود انکار۔ تابعی مانتے آئے ہیں چنانچہ قسطلانی شارح بخاری ارشاد الساری میں لکھتے ہیں وہذا مذہب الجمہور من الصحابۃ کابن عباس وعلیؓ و انسؓ وخالد وابی ہریرہ وعائشہ وام ہانی ومن التابعین الحسن و ابن سیرین و الشعبی وسعید وعطاء وابی حنیفۃ رضی اللہ عنہم۔ اور حافظ ابن حجر نے توخیرات الحسان میں صاف صاف کہدیا کہ امام ابو حنیفہ اعیانِ تابعین سے ہیں۔

تابعین اہلبیت

امام زین العابدین ابو الحسن علی بن الحسین علیہم السلام۔ زبدۂ اہلبیت اور صفوۂ اہل عبا ہیں ۳۶ھ میں تولد ہوئے اپنے دادا جناب ولایت مآبؑ کی گودیوں میں پرورش پائی۔ جناب امیرؑ نے بعمر سہ سالگی آپ کو آنحضرت کا سلام پہونچایا (ابن عساکر) معرکۂ کربلا کے وقت سن شریف ۲۴ سال کا تہا۔ جمہور علماے محدثین کا بیان ہے کہ آپ افضل زمانہ اعلم عصرہا اورع وازہد واتقاے دہر تہے حدیث میں

آپ کا بہت بلند پایہ تھا۔ محدثین بالاتفاق آپ کو ثقہ بلا نزاع مانتے ہیں آپ نے اپنے دادا امیرالمومنین سے اپنے چچا امام حسن سے اور اپنے مظلوم باپ امام حسین سے امہات المومنین حضرتہ عائشہ وام سلمہ سے اور کبار صحابہ حضرات ابن عباس۔ ابن عمر۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابوموسیٰ۔ عبداللہ بن سلام۔ عمران۔ زید عبداللہ بن عمرو۔ عقبہ بن عامر جابر بن عبداللہ ابوسعید۔ انس۔ زید بن ارقم۔ سہل بن سعد۔ مسور اور نیز صدہا صحابہ سے آنحضرت کی حدیث سماعت فرمائی اور ایک زمانہ نے بلکہ علمائے اسلام کے خواص نے آپ سے ظاہری اور باطنی فیضان حاصل کیا۔ طبقات میں ابن سعد کہتے ہیں کہ امام زین العابدین ثقہ مامون کثیر الحدیث۔ عالی مرتبت۔ رفیع المنزلت۔ متورع۔ زاہد۔ عابد اور امام ابن امام تھے۔ زہری نے کہا میں نے آپ سے بڑھکر عالم کو نہ دیکھا آپ سے زیادہ کسی کو متورع نہ دیکھا اور آپ کے سوا کسی کو افضل نہ پایا۔ زہری۔ ابن جریج اور ابوحنیفہ کو حضرت امام ہمام سے شرف سماع حاصل تھا۔ ابن جوزی انتصار میں کہتے ہیں طحاوی عقود المرجان میں راوی ہیں اور صمیری مناقب نعمان میں کہتے ہیں ارباب تصنیف سے کسی اور کو سوائے زہری ابن جریج اور ابوحنیفہ کے امام زین العابدین سے تلمذ حاصل نہ تھا اور انہی کو آپ سے روایت کرنے کا شرف حاصل رہا۔ آپ کا وصال محرم سنہ ۹۴ھ میں بمقام مدینہ منورہ ہوا۔

(۲) حسن مثنیٰ ابو عبداللہ ابن الامام حسن بن علی علیہم السلام۔ آپ بھی مثل امام زین العابدین خلاصہ دودمان اہلبیت اور فرید عصر تھے۔ عمر میں امام سید الساجدین سے چھوٹے تھے۔ اپنے دادا امام المشارق والمغارب کی شہادت کے چھ سال بعد تولد ہوئے تھے۔ اپنے والد چچا امہات المومنین حضرات عائشہ وام سلمہ ابوہریرہ و ابن عباس

ابن عمر و ابو موسیٰ ۔ زید بن ارقم ۔ جابر ۔ ابو سعید ۔ انس وغیرہم سے حدیث سنی اور آپ سے آپ کے فرزندان ابراہیم اور عبد اللہ اور برادر زادہ امام محمد باقر اور زید بن علی زہری ۔ ابو حنیفہ ۔ ابن جریج وغیرہم نے سماعت کی ۔ نسائی اور ابن حبان نے لکھا ہے کہ آپ متورع ۔ زاہد ۔ عالم اور بڑے پایہ کے بزرگ تھے ۹۷ھ میں بحالت قید انتقال فرمایا ۔

(۳) عبد اللہ بن حسن بن الامام الحسن علیہم السلام ابو محمد المدنی المحض اپنے باپ کی تصویر تھے ۔ ورع میں ۔ زہد میں ۔ اتقان میں اپنی آپ نظیر تھے جمہور محدثین کا بیان ہے کہ آپ ثقہ و صدوق مامون اور کثیر الحدیث تھے آپ نے حضرت امام زین العابدین سے حدیث سنی اور نیز حضرت جابر و ابو ہریرہ و جعفر بن عبد اللہ و انس بن مالک و زید بن ارقم سے بھی حدیث کی سماعت کی اور آپ سے ابو حنیفہ مالک سفیان ۔ دراوردی ابن عیینہ ۔ عبد اللہ بن مبارک نے حدیث سنی ۔ ولادت ۷۰ھ میں اور وفات ۱۴۵ھ میں بعمر ستاون سال زندان میں ہوئی ۔

(۴) امام محمد بن علی بن حسین ابو جعفر باقر علیہم السلام ۔ یہ باقر العلوم مشہور تھے علم و فضل کے معدن ۔ اتقان و ثقاہت کے مخزن اور روایت حدیث کے امام فن مانے جاتے تھے ۔ بوقت معرکہ کربلا آپ چار سال کے تھے آپکی ولادت ۵۶ھ کے اوائل میں ہوئی آپ نے اپنے دادا امام حسین علیہ السلام اپنے والد اور جابر بن عبد اللہ و ابو سعید خدری و ابن عمر و ابن عباس و ابن جعفر طیار اور زید بن ارقم اور انس بن مالک سے حدیث کی روایت کی اور آپ سے عطا بن ابی رباح ۔ عمرو بن دینار ۔ جابر جعفی ابان بن تغلب ۔ لیث بن ابی سلیم ابو حنیفہ ۔ ابن جریج ۔ حجاج بن ارطاۃ ۔ عمر بن دینار نے

ابن سعد نے کہا آپ ثقہ و صدوق وکثیر الحدیث تھے اہل تصنیف سے امام ابوحنیفہ اول مجتہد اہل سنت اور ابن جریج نے آپ سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا تھا۔ آپکی وفات ۱۱۷ھ میں ہوی۔

(۵) زید بن علی بن حسین ابوالحسن المدنی علیہم السلام۔ آپ امام زین العابدین کے دوسرے صاحبزادہ تھے آپ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی آپ بڑے ذکی فہیم اور علم والے شخص تھے زہد و تقویٰ آپ کا شعار تھا اور اپنے جد امجد سیدنا علی کے مانند جہاد کے بڑے شوقین تھے۔ آپ فن روایت میں ثقہ صدوق مامون مانے گئے آپ نے اپنے والد سے اور انس بن مالک۔ ابوالطفیل سہل بن سعد اور عبداللہ بن حارث بن جزء سے حدیث کی روایت کی اور آپ سے ابوحنیفہ مالک سفیانین نے روایت کی آپ کو بامر ہشام بن عبدالملک قتل کردیا گیا۔

(۶) حسن بن حسن بن امام حسن علیہم السلام۔ آپ کا تولد ۴۰ھ میں ہوا آپ بھی اپنے اجداد کے مانند تفسیر و حدیث کے مانے گئے مشار الیہ تھے۔ فضل و زہد و تقویٰ میں مشہور تھے آپ نے اپنے والد حسن مثنیٰ اپنے چچا امام زین العابدین سے اور حضرات انس بن مالک عبداللہ بن ابی اوفی۔ ابوالطفیل سے روایت کی اور آپ سے ثوری ابوحنیفہ مالک اور عبداللہ بن مبارک نے حدیث کی روایت کی ہے آپ اس فن میں ثقہ و مامون مسلم تھے آپکی وفات ۱۴۵ھ میں ہوی۔

(۷) ابوموسیٰ جعفر بن محمد الصادق ابوعبداللہ علیہ السلام آپکی ولادت ۸۰ھ میں بمقام مدینہ ہوی آپ نے صحابہ سے انس ابن مالک اور سہل بن سعد کو دیکھا اپنے جد امجد امام زین العابدین اور اپنے والد امام باقر علیہما السلام سے روایت کی نیز اپنے

نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
نافع ۔ ابی اسحاق وغیرہم سے بھی روایت کی اور آپ سے سفیان ثوری سفیان
بن عیینہ ۔ حاتم ۔ یحییٰ قطان ابو عاصم ۔ امام مالک اور امام ابو حنیفہ نے حدیث سنی
اور روایت کی ۔ حلی نے منہاج الکرامہ میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے امام جعفر الصادق
سے قرآن کی تفسیر پڑھی اور اسماء الرجال میں ہے کہ امام ابو حنیفہ نے امام جعفر الصادق
سے حدیث بھی سماعت کی اور روایت کی ہے ۔ علی القاری نے طبقات میں لکھا ہے
کہ امام صاحب کے اجل اساتذہ اہل مدینہ میں تابعی اہلبیت اور امام وقت امام جعفر صادق علیہ السلام
بھی ہیں ۔ ذہبی کہتے ہیں ابو حنیفہ اکثر کہا کرتے تھے میری آنکھوں نے امام جعفر سے بڑھ کر
کسی کو نہ دیکھا اور میرے کانوں نے آپ سے بہتر کسی سے نہ سنا لولا السنتان لہلک النعمان
خدمت امام جعفر میں میرے دو سال نہ گزرے ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا (کتاب الانتصار
سبط ابن جوزی) امام جعفر ثقہ ۔ صدوق ۔ مامون ۔ متقن ۔ امام اور حجت تھے ۔
ابو حاتم ۔ احمد بن حنبل یحییٰ بن معین ۔ امام ابو حنیفہ ۔ امام شافعی اور نسائی امام علیہ السلام
کو حجت اور ثقہ تسلیم کرتے ہیں ۔ مگر افسوس ہے کہ بخاری نے آپ سے حدیث نہ لی ۔
ذہبی کہتے ہیں امت جس کو حجت مانتی ہے بخاری نے اوسکو قابل حجت نہیں تصور کیا ہے ۔
یہ اونکی کم نظری ہے ۔ امام علیہ السلام کا سن شہادت ۱۴۸ ہجری ہے ۔ مالک جیسے
محدث نے موطا میں آپ سے سات روایتیں کی ہیں ۔

(۸) حسن بن محمد بن علی بن ابیطالب علیہم السلام ۔ آپ محمد بن الحنیفہ کے دوسرے
فرزند تھے آپ نے حضرت محمد بن حنیفہ اور اپنے چچا امام حسین ۔ عبداللہ بن عباس
عبداللہ بن عمر ۔ جابر ۔ انس ۔ زید بن ارقم ۔ عبید اللہ بن ابی رافع سے حدیث سنی

آپ سے ابو حنیفہ سفیان ثوری ۔ مالک ۔ عبد اللہ بن مبارک اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے آپکی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۴۸ھ ہے ۔

(۹) امام موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین السبط علیہم السلام ملقب بہ کاظم ۱۲۸ھ میں متولد ہوئے ۔ اپنے والد ۔ عبد اللہ بن دینار ۔ عبد الملک بن قدامہ اور دیگر محدثین سے سماعت فرمائی اور آپ سے آپ کے فرزندان علی و ابراہیم و اسمٰعیل اور آپ کے برادر علی بن الامام جعفر الصادق و محمد بن صدقہ و صالح بن یزید اور امام ابو حنیفہ نے روایت کی ۔ فرماتے ہیں میں نے جامع منصور میں امام موسی الکاظم کو دیکھا اور اونہیں اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ تھا اس لئے پہچانا نہیں آپ میرے حلقہ کے قریب تشریف لائیے اور فرمایا انت النعمان قلت کیف عرفتنی قال ان اللہ تبارک و تعالیٰ یقول سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود قلت لہ اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ کیا تم ہی نعمان ہو میں نے کہا آپ نے پہچانا کیسے فرمایا تمہارے چہرے سے اور آیت پڑھی میں نے کہا خدا کو اسکا بخوبی علم ہے کہ رسالت کو اپنی کہاں پر رکھے ۔ آپ ثقہ وصدوق و مامون تھے ۔ ابو حاتم رازی کہتے ہیں آپ ثقہ و صدوق اور امام المسلمین ہیں امام شافعی فرماتے ہیں آپ وارث علوم نبوی تھے ۔ عالم قریش تھے ۔ اور امام اہلبیت تھے آپ تو آپ آپکی مزار اقدس تک تریاق مجرب ہے آپ کے توسل سے دعا مانگنی مستجاب بارگاہ خداوندی ہے آپ کی شہادت ۱۸۳ھ میں ہوئی ۔ ایک وقت ہارون رشید کے ساتھ آپ ہی بعد فراغ حج بزیارت مدینہ تشریف فرما ہوئے مزار اقدس پر ہارون نے سلام ان الفاظ میں عرض کیا آپ پر درود وسلام ہوئے میرے ابن عم ۔ پھر امام کاظم قبر شریف پر حاضر ہوئے اور کہا السلام والصلوۃ علیک یا ابت

آپ پر درود وسلام ہے اے میرے والد ماجد۔ ہارون کا چہرہ سفید پڑ گیا اور کہا اے ابوالحسن یہ فخر تمہیں کو زیبا ہے۔

ابوحنیفہ از تابعین

(۱) ابو عمر عامر شعبی۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں تولد ہوئے۔ پانچسو صحابہ کی شاگردی کی سیدنا علیؓ امہات المومنین حضرت عائشہؓ و حضرت ام سلمہؓ اور عمران بن حصینؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ زید بن ثابتؓ۔ معاذ بن جبلؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ ابو ذرؓ۔ ابو درداؓ۔ ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ۔ عدی بن حاتمؓ۔ عقبہ بن عامرؓ۔ مغیرہ بن شعبہؓ۔ معاذؓ۔ سعد ابن ابی وقاصؓ۔ زبیرؓ بن عوام۔ طلحہؓ۔ جابرؓ۔ ابو ہریرہ۔ جریرؓ۔ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ ابو امامہ انس بن مالکؓ۔ ابو موسیٰؓ۔ زید بن ارقمؓ۔ سہل بن سعدؓ۔ عبداللہ بن بسرہ۔ ابن ابی اوفیٰؓ۔ ابو سعیدؓ۔ عبداللہ بن سلامؓ۔ عبدالرحمن بن عوفؓ واثلہؓ۔ عبداللہ بن مغفلؓ۔ جابر بن سمرہؓ۔ معقل بن یسارؓ۔ مقدادؓ۔ جندبؓ۔ ابو جحیفہؓ۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہم خاص اساتذہ انکے تھے۔ اور شعبی سے اسمٰعیل بن خالد۔ اسعد بن سوار۔ داؤد بن ابی ہند۔ زکریا۔ یحییٰ بن سعید۔ شعبہ اعمش۔ ابوحنیفہ۔ ابن عون۔ یونس۔ سفیان وغیرہم نے حدیث سنی اور روایت کی۔ ذہبی کہتے ہیں سمع ابوحنیفہ عنہ کثیراً و ہو اکبر شیوخ ابوحنیفہ۔ وفات آپکی ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

(۲) ابو عمران ابراہیم نخعی ۴۷ھ میں تولد ہوئے کبار صحابہ اور امہات المومنین حضرت عائشہؓ و ام سلمہؓ سے اور انسؓ بن مالک۔ عبداللہ بن اوفیٰؓ۔ عبداللہ بن انیس ابو ہریرہؓ۔ ابن عمرؓ ابن عباسؓ۔ ابن زبیرؓ۔ زید بن ثابتؓ۔ عبداللہؓ بن حارث بن جزء اور

سہل رضی اللہ عنہم سے حدیث سُنی اور تابعین میں علقمہ و اسود اور مسروق و عبدالرحمن بن ابی لیلی ۔ عبیدہ بن عمر ۔ شریح ۔ ابو عبدالرحمن سلمی ۔ ابو وائل اور ذربن حبیش وابو عمرنخعی سے سماعت کی ۔ ابراہیم اس پایہ کے بزرگ تہے کہ انکی وفات پر شعبی نے کہا کہ ابراہیم نے اپنے بعد اپنا جیسا کسی کو نہ چھوڑا ۔ انکا لقب صیرفی الحدیث تہا حدیث کی پرک اور جانچ ان سے بہتر کسی نے نہ کی شعبی کہتے تہے بصرہ ۔ کوفہ ۔ حجاز اور شام میں ان سے بڑا عالم فن کوئی نہ تہا ۔ ابراہیم نے مسایل فقہیہ کا ایک مختصر مجموعہ لکہہ رکہا تہا جس کا ماخذ قرآن وحدیث اور فتاوی سیدنا علی و عبداللہ بن مسعود تہا ۔ ابوحنیفہ کہتے ہیں جب ابراہیم کو حجاج بن یوسف کی موت کی خبر ملی تو سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا آج ظلم اوٹھ گیا ۔

(۳) ابو الزبیر مکی انہوں نے ابن عباسؓ ۔ ابن عمرؓ جابرؓ ۔ ابو ہریرہؓ ۔ ابو الطفیلؓ سہلؓ ۔ ابن ابی اوفیؓ ۔ واثلہ حضرت عائشہؓ وغیرہم سے سماعت کی اور ان سے ابوحنیفہ نے روایت کی ۔ انکی وفات ۱۲۸ھ میں ہوی ۔

(۴) محمد بن منکدر ۔ انہوں نے ابو ہریرہؓ ۔ جابرؓ طارق بن شہابؓ ۔ واثلہؓ ۔ قبیصہؓ ۔ عمرو بن حریثؓ ۔ بسر بن ارطاۃؓ ۔ عبداللہ بن ابی اوفیؓ اور انسؓ وغیرہم سے حدیث سنی ابوحنیفہ کو ان سے بہی سماعت تہی ۱۳۰ھ میں انکی وفات ہوئی ۔

(۵) قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیقؓ انہوں نے حضرت عائشہ حضرات ام سلمہ وصفیہ اور حفصہ سے اور سہل بن سعد ۔ سائب بن یزید ۔ عبداللہ بن بسر ۔ عمرو بن سلمہ ۔ مالک بن اوس ۔ عبداللہ بن حارث ۔ اور انس رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی اور آپ سے بہی امام صاحب کو سماع حدیث تہا انکی وفات ۱۰۸ھ میں ہوی ۔

(۶) سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ ابن الخطاب انہوں نے اپنے والد حضرت ام سلمہ والبو ہریرہ وابن عباس وجابر ورافع بن خدیج وامام حسن وامام حسین علیہما السلام سے حدیث سنی انکی ولادت بایام حضرت عمرؓ ہوئی تہی انکی وفات ۱۰۶ھ میں ہوئی۔ امام ابو حنیفہ نے ان سے بہی حدیث کی سماعت کی۔

(۷) نافع مولے ابن عمر انہوں نے ابن عمرؓ۔ ابن عباسؓ۔ ابن زبیرؓ حضرت عائشہؓ وام سلمہؓ وابو ہریرہؓ وابو قتادہؓ ورافعؓ بن خدیج وابو لبابہ وجابرؓ وانسؓ وغیرہم سے سماعت کی۔ ان سے بہی ابو حنیفہ کو سماع حاصل تہا انکی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی۔

(۸) عکرمہ مولے ابن عباس نے ابن عباسؓ ابن عمرؓ حضرات علیؓ وعائشہؓ وام سلمہؓ وابو ہریرہؓ وابن مسعودؓ وزید بن ثابتؓ سے حدیث سُنی۔ یہ شخص سخت خارجی اور کذاب تہا جسکے کذب پر حضرت ابن عمر۔ سعید بن مسیب۔ مجاہد۔ ابن سیرین اور ابو حنیفہ اور فرزند عبد اللہ بن عباس وعطا نے گواہی دی۔ اس کا انتقال ۱۰۷ھ میں ہوا۔

(۹) مجاہد بن جبیر مولے سائب بن ابی السائب مخزومی انہوں نے حضرت علیؓ وعثمانؓ وسعدؓ وعائشہؓ وام سلمہؓ وزیدؓ وابی بن کعبؓ۔ ام ہانیؓ۔ ابن عمرؓ ابن عباسؓ وابن مسعودؓ سے سماعت کی۔ تفسیر میں حضرت ابن عباس کے خاص شاگرد تہے ابو حنیفہ کہتے تہے میں نے مجاہد کو کہتے سنا کہ میں حضرت ابن عمر کے ہمراہ مکہ سے مدینہ تک رہا وہ اپنی سواری ہی پر نماز پڑہ لیا کرتے تہے۔ مجاہد ۲۱ھ میں تولد ہوئے اور ۱۰۳ھ میں وفات پائی۔

(۱۰) مقسم مولے ابن عباس انہوں نے حضرات ابن عباس ابن عمر ابن زبیر جابر ابو سعید۔ ابو قتادہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے سنا ابو حنیفہ نے ان سے ہی سماع حدیث کیا۔ کہتے ہیں میں نے مقسم سے سنا ابن عباس کہتے تھے کہ آنحضرت نے غنائم بدر مدینہ پہونچنے کے بعد تقسیم فرمائے انکی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی۔

(۱۱) حسن بصری ان کا تولد بزمانہ حضرت عمرؓ ہوا انہوں نے حضرات عثمانؓ و علیؓ و عمرانؓ و مغیرہؓ و جابرؓ و ابن مسعودؓ و ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ و حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہؓ سے حدیث کی سماعت کی ان کا قول تہا میں نے کئی بدریوں اور اسی صحابہ رسولؐ کی شاگردی کی ہے انہیں حضرات محدثین۔ فقہا اور صوفیا بڑی ہستی مانتے ہیں بہت سارے سلاسل صوفیا میں حضرت علی علیہ السلام کے بعد انہیں کا نام ہے امام جلال الدین سیوطی نے ان کا حضرت علیؓ سے ملنا اور سماع حاصل کرنا ثابت کیا ہے ان کا انتقال ۱۱۰ھ میں ہوا ابو حنیفہؒ کو ان سے تلمذ تہا کہتے ہیں میں نے حسن کو حضرت عمرانؓ سے یہہ روایت کرتے سنا ہے لا نذر فی معصیۃ اللہ وکفارتہ کفارۃ الیمین انکی بڑی فضیلت یہہ ہتی کہ حضرت ام سلمہ نے انکی پرورش کی اور حضرت علی جیسی زبردست ہستی سے انہوں نے علوم ظاہر و باطن حاصل کئے۔

(۱۲) ابن سیرین مولے انس ابن مالک ان کا تولد زمانہ حضرت عثمان میں ہوا آپ خاص تلامذۂ حضرت علی سے ہیں انہوں نے حضرت علیؓ و عائشہؓ و ام سلمہؓ و ام حبیبہ و سودہ و ابو ہریرہؓ و عمرانؓ و ابو قتادہؓ و ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و ابو موسیٰؓ و سعدؓ و ابو سعیدؓ و زبیرؓ و طلحہؓ و ابو ایوبؓ انصاری اور کئی صحابہ سے سماعت کی یہہ بڑے معتبر مانے جاتے تہے تفسیر قرآن میں ہی خاص ملکہ تہا انکا انتقال ۱۱۰ھ میں بمقام بصرہ ہوا ابو حنیفہ نے

ان سے حدیث سنی اور اپنا وہ مشہور خواب کانی انبش قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسنے کہکر تعبیر یہ لی تہی انت تنبش علم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقاتل بن سلیمان بہی ابوحنیفہ کے شریک تلمذ تہے جبکہ آپ ابن سیرین سے علم حاصل کر رہے تہے (م ۱۵۴ھ انتصار)

(۱۳) سعید بن مسیب خیر التابعین ابو محمد مخزومی آپ زمانہ حضرت ابوبکر صدیق تولد ہوئے حضرت عمر حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے حدیث سنی اور انکے فتوے سنے حضرات عائشہ ام سلمہ۔ حفصہ۔ زینب۔ میمونہ۔ صفیہ۔ ام حبیبہ۔ امہات المومنین سے نیز ابن مسعودؓ۔ زید بن ثابتؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ معاذ بن جبلؓ سلمانؓ۔ ابو ہریرہ۔ ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ صہیبؓ ابو الدرداءؓ۔ معاذ ابو ذرؓ اور نیز ۲۰۰ صحابہ سے حدیث سنی انکا انتقال بمقام مدینہ منورہ ۱۰۵ھ میں ہوا ابوحنیفہ کو ان سے بہی تلمذ تہا کہتے ہیں میں نے سعید بن مسیب سے سنا کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے تہے کہ آنحضرت نے بائیں ہاتہ سے کہانے پینے اور لینے دینے سے منع فرمایا۔

(۱۴) سعید بن جبیر الشہید بڑے پایہ کے تابعی تہے حضرات علیؓ و عثمانؓ و حضرات عائشہؓ و ام سلمہؓ و صفیہؓ و ام حبیبہؓ و ام ہانی سے اور نیز حضرات زبیرؓ و طلحہؓ و عبدالرحمنؓ و سعدؓ و سعیدؓ و معاذؓ و ابن مسعودؓ و ابو درداءؓ و ابو ذرؓ و جنابؓ و جندبؓ و زید بن ثابتؓ اور نیز ۲۰۰ صحابہ سے حدیث سنی آپ کو حجاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں بمقام کوفہ قتل کیا ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ تابعین کوفہ میں ابن جبیرؓ ایسے ہی تہے جیسے سعید بن مسیبؓ مدینہ میں ابوحنیفہؒ کو ان سے بہی سماع حاصل تہا کہتے ہیں مجہ سے سعیدؓ نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت نے فرمایا مجنون۔ صبی اور نائم مرفوع القلم ہیں۔

(۱۵) عطا بن ابی رباحؒ مکی یہ صاحب فضل وعمل تہے انکا تولد زمانہ حضرت عثمانؓ

میں ہوا انہوں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا حضرت علیؓ و عائشہ و حذیفہ و ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و ابن الزبیرؓ و جابرؓ و انسؓ و ابو الدرداؓ و ابو قتادہؓ و ابن ابی اوفیٰ اور دیگر دو صد صحابہ سے حدیثیں سنیں اور روایت کیں ابو حنیفہ کو عطاؒ سے خاص تلمذ تہا کہتے ہیں میں نے عطاؒ سے بڑہکر ماہر حدیث نہ دیکھا۔ عطاؒ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ آنحضرتؐ ٹوپی پہنا کرتے تہے اور عطاؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا سب میں بڑا گھر حمام ہے۔ انکا انتقال مکہ میں ۱۱۵ھ میں ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ کے یہہ خاص تلمیذ سمجہے جاتے تہے۔

(۱۶) سلیمان بن یسارؒ حضرت میمونہؓ کے غلام اور مدینہ کے فقہائے سبعہ میں تہے۔ ابو حمزہؒ سکری کہتے ہیں میں نے عبداللہؒ بن داؤدؒ بن عامرؒ بن ربیع خریبی سے سنا اور عمرو بن علی المدینی کہتے ہیں میں نے بہی داؤدؒ کے بیٹے عبداللہ خریبی سے سنا یکدن انہوں نے ابو حنیفہؒ سے پوچہا کہ اے تابعین سے آپ نے کن کن سے علم حاصل کیا فرمایا میں نے قاسمؒ بن محمدؒ بن ابی بکر صدیقؓ سے سالمؒ بن عبداللہؒ بن عمرؓ سے طاؤسؒ و سلیمانؒ و عکرمہؒ و مکحولؒ و عبداللہؒ بن دینارؒ و حسنؒ و عمروؒ بن دینارؒ و ابی الزبیرؒ و عطاؒ و قتادہؒ و ابراہیم نخعیؒ و شعبیؒ و نافعؒ اور اونکے اقران سے علم حاصل کیا ہے۔ سلیمان کو امہات المومنین حضرت میمونہؓ حضرت عائشہؓ حضرت ام سلمہ و زید بن ارقمؓ و ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و ابو قتادہؓ و جابرؓ و ابو سعیدؓ وغیرہم سے سماع حاصل تہا انکا انتقال ۱۰۶ھ میں ہوا ان سے امام ابو حنیفہؒ کو تلمذ حاصل تہا۔ کہتے ہیں میں سلیمانؒ کو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے سنا ہے کہ بسا اوقات حضورؐ صبح کی نماز کے لئے آتے تہے اور آپ کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تہے۔

(۱۷) عبد اللہ بن دینار کی مولے ابن عمر یہ حضرات ابن عمرؓ ابن عباسؓ انسؓ جابرؓ و ابو ہریرہؓ و قتادہ و جابرؓ بن سمرہؓ و ابی ثعلبہؓ کے شاگرد تھے انکی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی ابو حنیفہؒ کو ان سے ہی سماع حدیث تھا کہتے ہیں میں عبد اللہ بن دینار سے سنا کہ عبد اللہ بن عمرؓ آنحضرت سے روایت کرتے تھے کہ حضورؐ نے فرمایا صبح کی نماز اسفار میں پڑھا کرو اسمیں بڑا ثواب ہے۔

(۱۸) عمرو بن دینار مولے ابن عمر یہ بھی اپنے بھائی کے مانند حضرات ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و عائشہؓ و ابن زبیرؓ جابرؓ و انسؓ و ابو الدرداءؓ و ابو قتادہؓ وغیرہم کے شاگرد تھے ان سے ابو حنیفہؒ کو بہت سماع حدیث حاصل تھا انکی وفات ۱۲۶ھ میں ہوئی ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ عمرؓ بن دینار سے میں نے سنا کہ ابن عباس فرماتے تھے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے سات اعضار پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔

(۱۹) طاؤس بن کیسان ابو عبد الرحمٰن یمنی یہ حضرات زیدؓ بن ارقمؓ۔ ابن ابی اوفیؓ حضرت عائشہؓ حضرت ابو ہریرہؓ ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و ابو قتادہ و انس رضی اللہ عنہم کے شاگرد تھے ان کی وفات ۱۰۶ھ میں ہوئی امام ابو حنیفہ کو ان سے تلمذ خاص تھا۔

(۲۰) عبد العزیز بن رفیع انہیں حضرات ابن عباسؓ ابن عمرؓ انس بن مالکؓ ابو قتادہؓ جابرؓ و سہل بن سعدؓ و جابر بن سمرہؓ اور ابن ابی اوفیؓ سے شرف تلمذ تھا ابو حنیفہ نے ان سے بھی حدیث کی سماعت کی کہتے ہیں میں نے عبد العزیز سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابو قتادہؓ نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا لاتسبوا الدھر فان اللہ ھو الدھر۔

(۲۱) عاصم بن ابی النجود مولے ابن خزیمہؓ انہیں ابو رمثہؓ۔ انس بن مالکؓ اور ابو وائلؓ و زر بن حبیشؓ سے تلمذ رہا ابو حنیفہؒ نے ان سے علم قرات اور حدیث سیکھی ابو حنیفہؒ

جب بڑے ہوئے تو عاصمؓ ان سے خود دیکھا کرتے تھے اور یہ کہتے تھے تم بچپن میں ہمارے پاس آتے تھے اور ہم بڑھاپے میں تمہارے پاس آتے ہیں۔

(۲۲) علی بن اقمر انہوں نے حضرات ابوجحیفہ وانسؓ وابوالطفیلؓ سے حدیث سُنی انکا انتقال ۱۳۰ھ میں ہوا۔ ان سے امام صاحب نے حدیث سنی اور روایت کی۔

(۲۳) عبدالکریم بن ابی المخارق نے ام عطیہ ومسور بن مخرمہ وانس رضی اللہ عنہم سے سماعت کی انکا انتقال ۱۲۷ھ میں ہوا امام صاحب کو ان سے بھی سماع حاصل تھا۔

(۲۴) زکوان انہوں نے حضرات عثمان وعلی وسعد وسعید وابوہریرہ و عائشہ رضی اللہ عنہم سے سنا انکا انتقال ۱۰۱ھ میں ہوا ابوحنیفہؒ نے اون سے بھی حدیث کی سماعت کی۔

(۲۵) ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام انہوں نے حضرات ابن عباسؓ ابن عمرؓ ابن زبیرؓ جابرؓ سہلؓ بن سعدؓ ابوقتادہؓ وابوہریرہؓ وغیرہم سے حدیث سُنی یہہ ۶۱ھ میں تولد ہوئے حضرت عائشہؓ کو دیکھا اور آپ سے بھی حدیث کی سماعت کی اور ۱۴۱ھ میں وفات پائی ان سے بھی امام صاحب کو سماع حدیث حاصل تھا۔

(۲۶) زر بن زیاد مدنی انکو حضرات علیؓ وعائشہؓ وابن عباسؓ وابن عمرؓ وابوقتادہؓ وابوہریرہؓ وغیرہم سے سماع حدیث حاصل تھا اور ان سے بھی امام ابوحنیفہؒ کو سماع حاصل تھا کہتے ہیں حدثنا زر بن زیاد عن امیر المومنین علیؓ ابن ابیطالب عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔

(۲۷) ربیعہ رائی انکو حضرت انسؓ سے سماع حاصل تھا انکا انتقال ۱۳۶ھ میں ہوا

ابو حنیفہؒ کو ان سے بھی سماع حاصل تھا۔

(۲۸) حماد بن ابی سلیمان کوفی کو حضرات انسؓ و جابرؓ و سہلؓ و ابن ابی اوفیؓ سے سماع حدیث تھا۔ یہ تو امام صاحب کے خاص اوستاد تھے۔

(۲۹) قتادہ بن و عامہ بصری انکو عبد اللہ بن سرجسؓ انس بن مالکؓ ابی ثعلبہؓ معاذۃ العدویہ وابو الطفیل سے سماع حدیث تھا انکا انتقال ۱۱۸؁ھ میں ہوا امام صاحب انکے خاص تلامذہ سے تھے۔

(۳۰) شعبہؒ۔ امام فن حدیث مانے جاتے تھے۔ انکو حسن بصریؒ معاویہ بن قرہؒ عمرو بن مرہؒ سلمہ بن کہیلؒ اور انس بن سیرینؒ اور مجاہدؒ وغیرہم سے سماع تھا انتقال ۱۶۰؁ھ میں ہوا امام صاحب کو فن حدیث کی سند شعبہؒ ہی نے دی تھی اور شعبہ شعبہ ہی ہے۔

(۳۱) ابو اسحاق سبیعی انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کو بچشم خود دیکھا تھا اور زید بن ارقمؓ۔ ابن عمرؓ۔ عدی بن حاتمؓ۔ براء بن عازبؓ۔ جندب بن عبد اللہ۔ انس ابن مالکؓ۔ جابر بن عبد اللہ اور ابن ابی اوفیؓ وغیرہم سے حدیث کی سماعت کی ان کا انتقال ۱۲۷؁ھ میں ہوا انکا شمار اجل تابعین میں تھا ان سے ابو حنیفہؒ نے کئی حدیثیں سماعت کیں اور انکی روایت کی ہیں۔

(۳۲) عبد الملک بن عمیر انکو حضرات جابر بن سمرہؓ۔ جندب بن عبد اللہؓ۔ عدی بن حاتمؓ۔ ابن زبیرؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابی بکرؓ اور ابن عباسؓ سے سماع حاصل تھا ان کا انتقال ۱۳۶؁ھ میں ہوا امام صاحب کو انسے بھی سماع حدیث حاصل تھا۔

(۳۳) ابو بردہ۔ یہ حضرت ابو موسیٰؓ اشعری کے فرزند اور بڑے محدث تھے۔ انہوں نے جناب امیر المومنین علیؓ سے اپنے والد حضرت ابو موسیٰؓ سے اور

حضرات زبیر بن عوامؓ ۔ حذیفہؓ ۔ عبداللہ بن سلامؓ ابو ہریرہؓ ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ وغیرہم سے روایت کی انکا انتقال ۱۰۱ھ میں ہوا امام ابو حنیفہؒ نے ان سے بہت سی حدیثیں سنیں اور روایت کی ہیں ۔

(۴۴) عبد الرحمٰن اعرج انہوں نے ابو ہریرہؓ و ابو سعیدؓ و انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے سماعت کی انکا انتقال ۱۱۷ھ میں ہوا امام صاحب کو ان سے کئی سال کی صحبت رہی اور آپ نے بہت سی حدیثیں ان سے روایت کیں ۔

(۴۵) اعمش ۔ انکو ابن ابی اوفی اور حضرت انسؓ سے سماع حاصل تھا ۔ انکا انتقال ۱۴۸ھ میں ہوا ابو حنیفہؒ انکے خاص شاگردوں سے تھے اور یہ علقمہؒ کے خاص شاگرد تھے اور علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے خاص تلامذہ سے تھے ۔

(۴۶) حکم بن عتبہ انکو ابی جحیفہؓ اور انسؓ سے سماع حدیث تھا انکا انتقال ۱۱۵ھ میں ہوا ان سے بھی امام صاحب کو سماع حدیث حاصل تھا ۔

(۴۷) زہری ۔ یہ امام فن حدیث تھے انہیں دس بارہ صحابیوں سے سماع حدیث تھا انہوں نے حضرات ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و سہل بن سعدؓ و انسؓ و جابرؓ اور امام زین العابدینؒ سے بہت سی حدیثیں روایت کیں اور زہریؒ سے ابو حنیفہؒ ۔ معمر ۔ قتادہ عمر ابن عبد العزیز سفیان ثوری سفیان بن عینیہ نے روایت کی انکا انتقال ۱۲۴ھ میں ہوا ۔

(۴۸) ابو الزناد انکو حضرات انسؓ و ابو امامہؓ و سہل بن سعدؓ و عبداللہ بن جعفرؓ سے تلمذ رہا انکا انتقال ۱۳۱ھ میں ہوا ان سے کوفہ والوں نے سماعت کی جمیں ابو حنیفہؒ خصوصیت سے مشہور ہیں ۔

(۳۹) زید بن اسلم یہ حضرت ابن عمرؓ کے غلام اور انکے باپ حضرت عمرؓ کے غلام تھے زید نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب۔ عبد اللہ بن مسعودؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابن عباسؓ وسلمہؓ بن الاکوع اور کئی صحابہ سے سماعت کی اور اون سے ابو حنیفہؒ نے انکا انتقال ۱۳۶ھ میں ہوا۔

(۴۰) سماک بن حرب انکو حضرات جابرؓ و نعمان بن بشیرؓ و انسؓ و جابر بن سمرہؓ وغیرہم سے سماع تہا انکا انتقال ۱۲۰ھ میں ہوا اور امام صاحب کو اون سے خاص تلمذ رہا۔

(۴۱) محارب بن دثار انکو حضرات جابرؓ بن سمرہ و جابرؓ بن عبد اللہ و ابن عمرؓ و ابن عباسؓ وغیرہم سے سماع حدیث تہا انکا انتقال ۱۱۶ھ میں ہوا اور امام صاحب نے ان سے حدیث کی سماعت کی۔

(۴۲) مکحول شامی حضرات علیؓ و ابی بن کعبؓ و عبادہ و عائشہؓ وغیرہم سے مراسیل روایت کرتے تھے اور ابو امامہ باہلیؓ و واثلہؓ و انسؓ سے مرفوع حدیثیں بیان کرتے تھے ان کا انتقال ۱۱۳ھ میں ہوا امام ابو حنیفہؒ کو ان سے بھی سماع حدیث تھا۔

(۴۳) سلمہ بن کہیل انکی ولادت ۴۷ھ میں ہوئی حضرت عائشہؓ کے شاگرد تھے انہوں نے حضرات ابن عمرؓ ام سلمہؓ و جندب بن عبد اللہؓ و ابن ابی اوفیؓ و انسؓ و ابن عباسؓ و جابرؓ سے روایت کی انکی وفات ۱۲۳ھ میں ہوئی ابو حنیفہؒ نے ان سے بھی روایت کی ہے۔

(۴۴) عون یہ حضرت عتبہ بن مسعودؓ کے پوتے تھے اور کوفہ کے فقہائے سبعہ

سے تھے انہوں نے حضرات علیؓ و عائشہؓ وابن مسعودؓ وابی ہریرہؓ۔ اور ابو سعیدؓ و ابن عمرؓ و ابن عباسؓ وجندبؓ وابی الدرداؓ، و براء ابن عازبؓ و ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔ انکی عمر تقریباً ایکصد سال کی تھی انکا انتقال ۱۱۷ھ میں ہوا امامؒ صاحب عونؒ کے خاص شاگردوں میں تھے ان سے کئی حدیثیں روایت کی ہیں۔

(۴۵) عاصم بن کلیب انہیں اپنے والد سے وائل بن حجر اور حضرت انسؓ سے سماع حاصل تھا ان کا انتقال ۱۳۷ھ میں ہوا ابوحنیفہؒ ان سے بکثرت روایت کرتے ہیں۔

(۴۶) عدی بن ثابت انکو حضرت انسؓ سے خاص تلمذ تھا انہوں نے براء بن عازبؓ۔ زید بن ارقمؓ۔ ابن ابی اوفی اور انسؓ رضی اللہ عنہم سے حدیث سُنی ان کا انتقال ۱۱۶ھ میں ہوا ان سے ابوحنیفہؒ نے سنا اور روایت کیا ہے۔

(۴۷) سلم بن کیسان انکو حضرات انسؓ اور ابن ابی اوفیؓ سے سماع تھا اور امام صاحب نے ان سے بھی سماع حدیث کیا ہے چنانچہ کہتے ہیں سمعت سلم یقول ان انسؓ بن مالک حدثہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یجیب دعوۃ المملوک ویعود المریض ویرکب الحمار۔

(۴۸) عاصم احول انکو عبداللہ بن سرجس انسؓ بن مالک ابوالعالیہ معاذۃ العدویہ سے سماع تھا اور امام صاحب انکے تلامذہ میں بڑی عزت کے ساتھ دیکھے جاتے تھے۔

(۴۹) عطیہ انکو حضرات ابوسعیدؓ۔ انسؓ بن مالک۔ ابن عمرؓ۔ جابرؓ۔ ابوقتادہ و ابن ابی اوفی وغیرہم سے سماع تھا انکا انتقال ۱۱۱ھ میں ہوا امام صاحب

نے ان سے بہت سی حدیثیں سنیں اور روایت کیں۔ حدثنا عطیہ عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ لم یقنت فی الفجر الا اربعین یوماً۔

(۵۰) عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عاص انہوں نے سعید بن مسیب۔ طاوس۔ شعبہ۔ اپنے دادا محمد اور اپنے والد سے سماعت کی ان کا انتقال ۱۱۸ھ میں ہوا۔ ابو حنیفہؒ کو ان سے بھی سماع حاصل تھا۔

(۵۱) زیاد بن علاقہ کوفی انہوں نے اسامہ بن شریک جریر بن عبداللہ مغیرہ بن شعبہ اور قطبۃ بن مالک رضی اللہ عنہم سے سماعت کی ان کا انتقال ۱۳۵ھ میں ہوا ان سے امام صاحب نے کئی حدیثیں سنیں اور روایت کیں۔

امام صاحب کے شیوخ حدیث

(۱) جمال الدین مزی نے تہذیب الکمال کے صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں نعمان بن ثابت فقیہ اہل عراق اور اصحاب رائے کے امام نے حضرت انسؓ کو دیکھا اور ابراہیم و اسمٰعیل بن عبدالملک وجبلہ وابی حارث وحسن بن عبیداللہ وحکم بن عتبہ وحماد بن ابی سلیمان وخالد بن علقمہ و ربیعہ وزبید یامی وزیاد وسعید وسلمہ وسماک وابوروبہ وشداد وشیبان وطاؤس وظریف وطلحہ وعاصم بن کلیب وشعبی وعبداللہ ابن حبیبہ وعبداللہ بن دینار و عبدالرحمٰن الاعرج وعبدالعزیز وعبدالکریم وابن عمیر وعدی بن ثابت وعطاء بن سائب وعطا بن یسار وعطیہ وعکرمہ وعلی الاقمر وعلی بن الحسن الزراد وعمرو بن دینار وعون بن عبداللہ وقابوس وقسم۔ وقتادہ وقیس ومحارب وابن الزبیر ومحمد بن سائب وامام محمد الباقر ومحمد بن قیس ومحمد بن مسلم زہری ومحمد بن منکدر ومخول بن راشد و مسلم البطین۔ ومعن ومقسم ومنصور وموسیٰ بن ابی عائشہ وناصح ونافع وہشام و

ولید و یحییٰ بن سعید و یحییٰ الکندی و یحییٰ بن عبد اللہ الجابر و یزید الفقیر و یونس و ابی الزبیر و ابی السّوار و ابی عون و ابی فردہ و ابی معبد و ابی جناب کلبی سے سماعت کی۔

(۲) امام نووی نے اسمار و اللغات میں لکھا ہے امام ابو حنیفہؓ بقول ابو اسحاق انکے زمانہ میں چار صحابہ تھے انہوں نے ان سے حدیث نہ لی خطیب نے کہا یہ امام اصحاب الرائے تھے اور فقیہ اہل عراق تھے انہوں نے حضرت انسؓ کو دیکھا اور عطا بن ابی رباح و ابو اسحاق سبیعی و محارب ہیثم و قیس و محمدؒ بن منکدر و نافع و ہشام و یزید فقیر و سماک و علقمہ و عطیہ و ابن رفیع و عبد الکریم ابو امیہ سے اور بھی بہت ساروں سے حدیثیں سنیں۔

(۳) ابن حجر نے تہذیب التہذیب دسویں جلد ص۴۴۹ میں لکھا ہے نعمان بن ثابت امامؒ نے حضرت انسؓ کو دیکھا اور عطاؒ و عاصمؒ و علقمہؒ و حمادؒ و حکمؒ و سلمہؒ و امام باقر علی الاقمرؒ و زیاد و سعیدؒ و عدی بن ثابت و عطیہؒ و طریفؒ و عبد الکریمؒ و یحییٰ بن سعیدؒ و ہشامؒ اور بہت سے تابعین سے روایت کی ہے۔

(۴) ذہبی نے طبقات میں لکھا ہے امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انسؓ کو کئی مرتبہ دیکھا اور عطا، و ابی اسحاق و نافع و عبد الرحمٰن الاعرج و قتادہ و عمرو بن دینار و محارب و ہیثم و قیس و محمد ابن منکدر و یزید فقیر و ابی الزبیر و ابن عمیر و منصور بن زازان و منصور بن معتمر و عطار بن سائب و عطار بن ابی سلم و عاصم احول و اعمش و اوزاعی وغیرہم سے سماعت اور روایت کی ہے۔

(۵) ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے ابو حنیفہؒ امام اعظمؒ فقیہ عراق نے حضرت انسؓ کو دیکھا ایک سے زیادہ مرتبہ جبکہ وہ کوفہ آتے تھے اور عطار و نافع و

عبد الرحمن اعرج و عدی و سلمہ و امام باقر و قتادہ و عمر بن دینار و ابو اسحٰق سبیعی اور بہت سے لوگوں سے حدیثیں سنیں اور روایت کی ہیں۔

(۶) ذہبی تذکرہ حفاظ میں شعبی کے حالات میں لکھتے ہیں۔ شعبیؒ سے اعمشؒ اور ابو حنیفہؒ نے بھی روایت کی اور شعبیؒ امام ابو حنیفہؒ کے اساتذہ میں سب سے بڑے اوستاد تھے۔

(۷) علی القاری مسند امام ابو حنیفہؒ کے صث پر لکھتے ہیں اور ابراہیم نخعی جیسا جلیل القدر تابعی اور فقیہ بھی امام ابو حنیفہؒ کے اساتذہ میں تھا۔

(۸) علی القاری مسند امام ابو حنیفہؒ کے صہ ۹ میں لکھتے ہیں ابو حمزہ سکری نے عمرو بن علی سے روایت کی ہیں نے عبد اللہ بن داؤد خریبی سے سنا وہ کہتے تھے میں نے یکدن امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا کہ کبرائے تابعین ہیں آپ نے کن کن سے ملاقات کی فرمایا قاسم۔ سالم۔ طاؤس۔ عکرمہ۔ مکحول۔ عبد اللہ بن دینار حسن بصریؒ۔ عمرو بن دینارؒ۔ ابو الزبیرؒ مکی۔ عطاءؒ مکی۔ قتادہ بصری۔ ابراہیم نخعیؒ۔ شعبیؒ ابو عمر نافعؒ اور اونکے اقران سے۔

(۹) امامؒ بخاری نے تاریخ کبیر جزء رابع صہ ۹۳ میں لکھا ہے نعمان بن ثابت ابو حنیفہؒ سے عباد بن عوام عبد اللہ بن مبارک ہیثم۔ وکیع اسلم بن خالد و ابو معاویہ و عبد الرحمن مقری و غیرہم نے حدیث کی روایت کی مگر ابو حنیفہؒ مرجیہ تھے لوگوں نے انکی روایت اور انکی رائے پر سکوت کیا ہے (بخاری اگر یہ نہ کہتے تو لفظیہ ہونیکا یقین نہ آتا۔ عباد۔ عبد اللہ۔ ہیثم وکیع مسلم اور عبد الرحمن تو امام بخاری کے اساتذہ ہیں جو ابو حنیفہؒ کے تلامذہ ہیں)

(۱۰) علامتہ الشیخ محمد طاہر نے مغنی میں لکھا ہے نعمان بن ثابت الامام نے عطارؒ وابی اسحاقؒ و محاربؒ وھیثمؒ وابن منکدرؒ ونافعؒ وہشامؒ وسماکؒ جیسے کئی تابعین سے حدیث کی سماعت اور روایت کی ہے۔ آپ عالم۔ عامل۔ عابد متورع۔ متقی اور علوم شرعیہ کے امام بلانزاع تھے۔

(۱۱) الکمال فی اسماء الرجال میں مرقوم ہے امام ابو حنیفہؒ نے عطار وابی اسحاق و محمد بن منکدر و نافع وہشام وسماک وغیرہم سے سماعت کی اور آپ سے ابن مبارک وکیع۔ یزید بن ہارون۔ عبد الرحمٰن مقری۔ ابو یوسف اور محمدؒ وغیرہم نے سماعت کی اور روایت کی ہے (انمیں وکیع۔ یزید بن ہارون وعبدالرحمٰن تو امام احمد بن حنبلؒ اور بخاری کے اوستاد ہیں)

امام صاحب کی روایت احادیث

کوفہ۔ بصرہ۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دار العلوم تھے چونکہ امام صاحب کے زمانہ میں ان شہروں کو علمی حیثیت سے ایک ممتاز شرف حاصل تہا اور ہر شہر ایک جامعہ تہا۔

کوفہ امام صاحب کا مولد ومسکن اور اسلام کی وسعت اور تمدن کا سرچشمہ تہا۔ جسکو حضرت عمرؓ نے آباد کیا اور جناب امیرؓ نے اپنا دار الخلافہ بنایا۔ ایک ہزار پچاس صحابۂ کبار جنمیں ۲۴ بدری تھے یہاں آکر بس گئے۔ ان بزرگوں کی بدولت کوفہ تو کیا کوفہ کا گھر گھر روایت ودرایت کا مرکز بلکہ دار الحدیث اور دار الفقہ بنگیا۔

جن صحابہ نے یہاں پر بود وباش اختیار کی اونمیں سیدنا علیؓ حضرات عبداللہ بن مسعودؓ۔ سعد بن ابی وقاص۔ سعید بن زیدؓ۔ عمار بن یاسرؓ۔ خباب بن ارتؓ حذیفہؓ۔ سلمانؓ۔ ابو موسیٰؓ۔ سہل بن حنیفؓ۔ ابو مسعودؓ۔ ابو قتادہ۔ براء بن عازبؓ۔ عبید انکے

بھائی اور مغیرہ و ابن ابی اوفیٰ۔ سہل بن سعد وغیرہم نہایت مشہور ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے کہ اصحاب شجرہ سے تین سو۔ بدریوں سے چوبیس اور احد وحنین والوں سے ستر نفوس کوفہ میں آباد تھے۔

جناب امیر علیہ السلام اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے خاص تلامذہ میں حارث اعور۔ حبہ عرنی۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلی۔ زر۔ عبیدہ۔ سوید۔ علقمہ۔ اسود۔ مسروق۔ شریح۔ ابو وائل۔ ربعی بن خراس۔ اسمار بن حکم۔ حارث بن قیس۔ عمرو بن شرحبیل وغیرہم چوٹی کے شاگرد تھے۔

ان تلامذۂ خاص کے شاگردوں میں شعبی۔ نخعی۔ سلمہ۔ ابو اسحاق۔ محارب ابن دثار۔ عون۔ اعمش۔ شعبہ۔ منصور۔ عدی۔ موسی بن ابی عائشہ اور علقمہ بن مرثد بہت مشہور ہیں اور یہ لوگ اور انکے سوائے اور بھی کوئی تین سو کوفی اعیان حدیث امام ابوحنیفہ کے خاص اساتذہ میں تھے۔

ان کے علاوہ خاص مکہ معظمہ میں امام صاحب کو عطاء بن ابی رباح مکی سے تلمذ رہا جو حضرتہ عائشہؓ۔ ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابوہریرہؓ۔ اسامہؓ۔ جابر بن عبداللہؓ زید بن ارقمؓ۔ ابو درداء۔ اور بھی تقریباً تین سو صحابہ کے شاگرد اور مکہ معظمہ کے مفتی اور مشار الیہ تھے۔ عطاء کے علاوہ عمرو بن دینار اور عبداللہ بن دینار۔ ابوالزبیر مکی اور طاؤس وغیرہم سے بھی حدیث کا تلمذ رہا۔

مدینہ منورہ میں آپ نے امام زین العابدین اور امام محمد الباقر علیہما السلام کے علاوہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ۔ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ۔ سلیمان بن یسار۔ عطاء بن یسار۔ نافع۔ زہری اور محمد بن منکدر سے بھی حدیث کی سماعت کی۔

رہا بصرہ ۔ یہ بھی مرکز علم تھا یہاں پر امام صاحب نے حسن بصری ۔ قتادہ ۔ عاصم احول ۔ ابن امیہ وغیرہم سے حدیث حاصل کی اور جب کوفہ لوٹ آئے تو اپنے آپ نظیر تھے ۔

ذیل کی فہرست "اساتذۂ امام ابو حنیفہ" سے واضح ہو جائیگا کہ امام صاحب نے جب اتنے شیوخ سے حدیث کی سماعت کی اور اون سے روایت کی ہے تو اونہیں کتنی حدیثیں یاد نہ ہونگی ۔ جن لوگوں کی روایتوں سے ہماری حدیث کی صدہا کتابیں مالامال ہیں وہی تابعین ابو حنیفہؒ کے اوستاد اور شیوخ حدیث ہوں تو پھر امام ابو حنیفہ کا حدیث میں کیا پایہ نہ ہوگا ۔

اسکے ساتھ ساتھ جب ہم امام صاحب کے تقریباً ڈھائی تین سو شاگردان حدیث و روایت کی فہرست دیکھتے ہیں تو ہمیں بلا خوف تردید کہنا پڑتا ہے کہ ابو حنیفہ فن روایت کے بھی بڑے امام تھے جسطرح فن درایت یا رائے کے پیشوا اور امام تھے یہ ہمارا ایقان اُسوقت اور بڑھ جاتا ہے جبکہ ہم امام صاحب کے تلامذہ میں جنکی فہرست آگے آئیگی ۔ یحیٰ بن سعید جیسے امام جرح و تعدیل عبد الرزاق جیسے محدث کبیر جنکی جامع سے بخاری برسوں مستفید ہوتے رہے یزید بن ہارون جیسے اوستاد امام احمد ابن حنبل ۔ وکیع بن جراح جیسے حفظ و اتقان کے امام ۔ عبد اللہ بن مبارک جیسے امیر المومنین حدیث اور مقریؒ و داؤد طائی و ابو عاصم نبیل وحفص بن غیاث و یحیٰ بن زکریا جیسے مشارٌ الیہ فن حدیث اور شیوخ بخاری و مسلم و احمد نے ہمارے امام ابو حنیفہ کی خدمت میں برسوں شاگردی کی اور حدیث کی سماعت کی ہو تو ۔ امام صاحب کا رتبہ

جو حدیث میں ہے وہ مبرہن ہوجاتا ہے کہ ایسے اوستادان فن اور ماہران حدیث
کسی ایسے ویسے معمولی محدث کے آگے کیا اپنا سر جھکا سکتے تھے۔

امام کے شیوخ

قال الخوارزمی والکردری۔ ابوحنیفۃ الامام رای وروی عن عبداللہ
بن الحارث بن جزء الزبیدی وعبداللہ بن انیس وعبداللہ بن ابی اوفی
وانس بن مالک الانصاری وواثلۃ بن الاسقع وسہل بن سعد الساعدی وعائشہ بنت
عجرد من الصحابۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ وعن ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین الشہید
وابی بکر محمد بن مسلم بن شہاب الزہری ومحمد بن قیس المرہبی وابی عبداللہ محمد بن المنکدر
وابی عون محمد بن عبداللہ الثقفی وابی بکر محمد بن سوقۃ الکوفی وابی الزبیر محمد بن مسلم
بن تدرس المکی ومحمد بن الزبیر الحنظلی وابی سلمہ محمد بن عبیداللہ العرزمی ومحمد بن عبدالرحمن
بن زرارۃ المدنی ومحمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی ومحمد بن مالک الہمدانی ومحمد السائب
الکلبی وابراہیم بن محمد بن المنتشر الکوفی وابراہیم بن عبدالرحمن الکوفی وابراہیم بن مسلم
الکوفی وابراہیم بن میسرۃ الطائفی واسماعیل بن ابی خالد واسمعیل بن امیہ بن عمرو
بن سعید بن العاص واسمعیل بن عبدالملک وآدم بن علی الکبری وایوب بن ابی تیمیۃ
السختیانی وایوب بن عائذ الکوفی وابان بن ابی عیاش وابی عتبۃ العبسی وابی الحکم المروزی
وابان بن لقیط وایوب بن عتبۃ الیمامی واسحاق بن ثابت البجلی الکوفی وبلال بن ابی
بلال بن مرادس وبکیر بن عطاء اللیثی وبلال بن وہب بن کیسان وبہز بن حکیم بن معاویہ
وثابت بن دینار وثابت البنانی وجامع بن شداد ابوصخرہ وجواب بن عبیداللہ
وجعفر بن محمد الصادق الامام والحکم بن عتبۃ وحبیب بن ابی ثابت والحسن بن سعد
مولی علی ابن ابیطالب والحسن بن الحر وحمید بن قیس الاعرج والحارث بن عبدالرحمن الہمدانی

والحسین بن عبد الرحمٰن ابی الھذیل وحماد بن ابی سلیمان والحارث بن یزید العکلی وحکیم بن
صہیب وحوطہ العبدی والحسین بن الحارث ابی القاسم الجدلی والحکیم بن جبیر والحر بن
الصیاح الکوفی وحجاج بن ارطاۃ وخالد بن علقمہ وخصیف بن عبد الرحمٰن وخالد بن
عبد الاعلی وداود بن عبد الرحمٰن بن زاذان وذر ابی عمر الہمدانی وربیعۃ بن ابی
عبد الرحمٰن ورباح الکوفی وابی الحسین زید بن علی بن الحسین السبط وزیاد بن علاقہ
وزبید بن الحارث الھمدانی وزید بن اسلم ابی اسامہ مولی عمر ابن الخطاب وزیاد
بن کلیب وزیاد بن میسرہ وزکریا بن الحارث وزید السلمی وزید بن ابی انیسۃ و
سماک بن حرب وسلیمان الشیبانی وسلمۃ بن کھیل وسالم بن عجلان وسعید بن مسروق
وسعید بن المرزبان وسلیمان بن ابی المغیرہ وسعید بن ابی عروبہ وسلیمان بن مہران
الاعمش وشیبان وشداد بن عبد الرحمٰن البصری وشیبۃ بن مساور وشعبۃ بن الحجاج
البصری وشرحبیل بن سعید وشرحبیل بن مسلم والصلت بن بہرام وصالح بن صالح
بن حی الہمدانی وطلحۃ بن معرف وطلحۃ بن نافع وطریف بن سفیان السعدی و
طلق بن حبیب وعبد اللہ بن الحسن بن الامام حسن علیہم السلام وعبد اللہ بن ابی نجیح
وعبد اللہ بن عثمان بن خثیم وابی عثمان المکی وعبد اللہ ابن ابی حبیبہ وعبد اللہ
بن عبد الرحمٰن المکی وعبید اللہ بن داؤد ابی المجالد وعبد اللہ بن نافع مولی
ابن عمر وعبد بن حمید الانصاری وعبد بن سعید المقری وعبد اللہ بن عمر بن حفص
العمری وعبد الرحمٰن الاوزاعی وعبید اللہ بن عمر بن حفص العمری وعبید اللہ بن ابی
زیاد المکی وعبد الرحمٰن بن عبد اللہ المسعودی وعبد الرحمٰن بن شروان وعبد الملک
بن میسرہ وعبد الملک بن ابی بکر بن حفص بن عمر بن سعد وعبد الملک بن ایاس الشیبانی

وعبد العزیز بن رفیع وعبد الکریم بن ابی المخارق وعبدۃ بن معتب وعلی بن الاقمر
وعطاء بن ابی رباح المکی وعطاء بن السائب وعطاء بن عجلان وعطیہ بن سعد العوفی
وعطیہ بن الحارث وعمرو بن عبد اللہ ابی اسحاق السبیعی وعمرو بن مُرۃ وعمرو بن دینار
ابو محمد المکی وعمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن العاص وعامر بن شراحیل ابو عمرو
الشعبی وعامر بن السبط وعامر بن عبد اللہ بن قیس ابی بردہ بن ابی موسی الاشعری وعثمان
بن عاصم الاسدی وعثمان بن عبد اللہ بن دہب وعاصم بن ابی النجود وعیسی بن ابی
لیلی وعثمان بن عبد الرحمن وعاصم بن کلیب الجرمی وعاصم بن سلیمان الاحول وعدی
بن ثابت وعمر بن ذر الہمدانی وعمر بن بشیر الہمدانی وعمار بن عبد اللہ الجُہنی وعون بن
عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود وعون بن ابی جحیفۃ وعکرمہ مولی ابن عباس وعتبۃ بن عبد اللہ
بن عتبہ بن مسعود وعثمان بن راشد وعلقمہ بن مرثد وعبدۃ بن ابی لبابہ والعلاء بن
زہیر وعمیر بن سعید الکوفی وعیسی بن علی الصیقل وعبد الرحمن بن حُزم وغالب بن ہذیل
الکوفی وغیلان وفراس بن یحیٰی الہمدانی وفرات بن عبد الرحمن القزاز والقاسم بن عبد الرحمن
بن عبد اللہ بن مسعود والقاسم بن محمد الکوفی وقیس بن مسلم وقتادہ وکدام بن عبد الرحمن الشامی
وکثیر بن الرماح الاصم ولیث بن ابی سلیمان ابن ابی بکر وموسی بن طلحۃ الکوفی وموسی بن
ابی کثیر الکوفی ومنہال بن عمرو الاسدی ومنہال بن خلیفہ ومنہال بن الجراح ومحارب
بن دثار ومعن بن عبد الرحمن بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود ومسلم بن کیسان ومنصور
بن المعتمر ومنصور بن زاذان ومنصور بن دینار ومیمون بن مہران ومیمون بن سیاہ البصری
ومجالد بن سعید الکوفی ومرزوق ابی بکیر ومکحول ابی عبد اللہ الشامی ومخول بن راشد
وموسی بن ابی عائشۃ ومعاویہ بن اسحاق ومالک بن انس الامام۔ ونافع مولی ابن عمرو

نافع بن درہم و نامع بن عجلان و نعمان و نضر بن طریف البصری وھیثم بن حبیب وہشام بن عائذ الاسدی الکوفی و واصل بن حبان الاسدی و واصل بن سلیم و واقد ابی یعقوب الکوفی والولید بن سریع مولی عمرو بن حریث و الولید بن عبداللہ الزہری و یحیی بن عبداللہ الجابر و یحیی بن سعید الانصاری و یحیی بن ابی حبتہ و یحیی بن عائذ الکوفی و یحیی بن عبداللہ بن موہب و یحیی بن عمرو بن سلمہ الہمدانی و یحیی بن عبداللہ الاجلح و یزید بن صہیب الفقیر و یزید بن عبدالرحمٰن ابی خالد و یزید بن عبدالرحمٰن و یزید بن ابی زیاد ابو عبداللہ الکوفی و یونس بن عبداللہ بن ابی فروہ و یونس بن زہران و یعلی بن عطاء الطائفی و یاسین بن معاذ ابی خلف الزیات و غیرہم من الاعیان الثبتؒ۔

حدیث نبویؐ بیک واسطہ امام صاحب کی قسمت میں یہ خصوصیت حق سبحانہٗ نے بہت وافر رکھی تھی کہ متعدد صحابہ میں اور آپ میں صرف ایک تابعی جلیل واسطۂ روایت ہوا کرتے ہیں، چنانچہ

(۱) حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام سے آپ نے امام حسن و امام حسین علیہما السّلام و حضرات جابر۔ ابن عباس۔ مسور بن مخرمہ۔ ابو ہریرہ و امہات المومنین حضرات عائشہؓ و ام سلمہؓ و صفیہؓ کی حدیثیں سنیں۔ ملاحظہ ہو فقہ اہلبیت جلد سوم صفحہ ۱۷۶ جس سے ثابت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ و زہری و ابن جریج کو امام زین العابدین سے روایت کرنیکا شرف حاصل رہا۔

(۲) امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ نے مرویات امام زین العابدین و حضرات جابر و ابو سعید ابن عمر و ابن جعفر و ابن عباس سنیں اور روایت کیں۔

(۳) شعبی سے حضرات علی و عائشہ و ام سلمہ و عمران بن حصین و جریر بن عبداللہ و ابو ہریرہ و ابن عباس و ابن عمر و عدی بن حاتم و مغیرہ بن شعبہ کی حدیثیں سنیں۔

(۴) عطاء مکی سے حضرات عائشہ و ابو ہریرہ و جابر بن عبد اللہ و ابن عباس و ابن عمر و ابو سعید و ام سلمہ وغیرہم کی حدیثیں سنیں۔

(۵) زید بن اسلم سے حضرات ابن عمر و سلمہ بن اکوع و جابر و انس وغیرہم کی حدیثیں سنیں۔

(۶) ابو زبیر سے حضرات جابر و ابو ہریرہ کی حدیثیں سنیں۔

(۷) اسمٰعیل بن خالد سے حضرات عبد اللہ بن ابی اوفی و ابو جحیفہ و عمرو بن حریث کی حدیثیں سنیں۔

(۸) قتادہ سے حضرات عبد اللہ بن سرجس اور انس کی حدیثیں سنیں۔

(۹) عمرو بن دینار سے حضرات ابن عباس و ابن عمر کی حدیثیں سنیں۔

(۱۰) طاؤس سے حضرات زید بن ثابت۔ ام المومنین عائشہ۔ زید بن ارقم و ابو ہریرہ کی حدیثیں سماعت کیں۔

(۱۱) عکرمہ سے حضرات علی و عائشہ و عقبہ بن عامر و ابو ہریرہ وغیرہم کی حدیثیں سماعت کیں۔

(۱۲) مقسم مولی ابن عباس سے حضرت ابن عباس کی حدیثیں سنیں۔

(۱۳) نافع مولی ابن عمر سے حضرات ابن عمر و عائشہ و ابی ہریرہ و ام سلمہ و رافع بن خدیج کی حدیثیں سنیں

(۱۴) سالم سے حضرات عائشہ و ابن عمر و ابو ہریرہ وغیرہ و رافع بن خدیج کی حدیثیں سنیں۔

(۱۵) سلیمان بن یسار سے حضرات عائشہ و ابو ہریرہ و زید بن ثابت و ابن عباس و میمونہ کی حدیثیں سماعت کیں

(۱۶) عطا بن یسار سے حضرات میمونہ و زید بن ثابت و ابو ایوب انصاری و عائشہ و اسامہ کی حدیثیں سنیں۔

(۱۷) عبدالملک سے۔ حضرات ابو بکرۃ مغیرہ۔ ابن زبیر۔ جابر۔ جندب بن عبداللہ و عدی بن حاتم کی حدیثیں سنیں۔

(۱۸) محمد بن منکدر سے حضرات ابو ہریرہ۔ قتادہ۔ انس۔ جابر و ابن عباس وغیرہم کی حدیثیں سنیں۔

(۱۹) زہری سے حضرات جابر ابن عمر اور انس کی حدیثیں سنیں۔

(۲۰) ربیعۂ رائی سے حضرت انس کی حدیثیں سنیں۔

(۲۱) عبداللہ بن دینار سے حضرات ابن عمر و ابن عباس کی حدیثیں سنیں۔

(۲۲) ابو اسحٰق سبیعی سے زید بن ارقم و ابن عمر و عدی و براء بن عازب کی حدیثیں سماعت کیں۔

(۲۳) محارب بن دثار سے حضرات جابر اور ابن عمر کی حدیثیں سنیں۔

(۲۴) سماک سے حضرات جابر بن سمرہ و ابو موسیٰ اشعری کی حدیثیں سماعت کیں۔

(۲۵) زیاد بن علاقہ سے حضرات قطبہ بن مالک اسامہ بن شریک و مغیرہ و عرفجہ کی حدیثیں سماعت کیں۔

(۲۶) ابو الزناد سے حضرت انس کی حدیثیں سماعت کیں۔

(۲۷) ثابت بنانی سے حضرت انس کی اور ابن عمر کی حدیثیں سنیں۔

(۲۸) ابو بردہ سے حضرت ابو موسیٰ سیدنا علی و زبیر بن عوام و حذیفہ و عبد اللہ بن سلام و ابو ہریرہ کی حدیثیں سنیں۔

(۲۹) علی الاقمر سے ابو جحیفہ کی حدیثیں سنیں۔

(۳۰) عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے حضرات عائشہ و ابو ہریرہ و ابن عباس و ابو سعید کی حدیثیں سنیں۔

(۳۱) ابو رجاء عطاردی سے حضرات عمرؓ فاروق و علیؓ مرتضیٰ و عثمانؓ و عمرانؓ و ابو موسیٰ کی حدیثیں سنیں۔ ابو رجاء بصرہ میں ۱۰۵ھ میں وفات پائے۔

(۳۲) یزید بن عبد الرحمٰن سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیثیں ملیں۔

(۳۳) عبد اللہ بن حبیب سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیثیں ملیں۔

(۳۴) عبد الکریم بن ابی المخارق ابو امیہ سے ام عطیہ، مسور بن مخرمہ اور انس رضی اللہ عنہم کی حدیثیں ملیں۔

(۳۵) ہیثم سے حضرت انس بن مالک کی حدیثیں ملیں۔

(۳۶) معن سے حضرت عبد اللہ بن مسعود کی حدیثیں ملیں۔

(۳۷) مسلم بن کیسان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیثیں ملیں۔

(۳۸) ابو حصین عثمان بن عاصم اسدی سے حضرت رافع بن خدیج کی حدیثیں ملیں۔

(۳۹) عاصم بن کلیب سے حضرت وائل بن حجر کی حدیثیں ملیں۔

(۴۰) یزید بن صہیب الفقیر سے حضرت جابر بن عبد اللہ کی حدیثیں ملیں۔

(۴۱) امام حسن بن الحسن علیہما السلام سے حضرت امام حسن علیہ السلام امام حسین علیہ السلام اور ابو سعید الحذری کی حدیثیں ملیں۔

(۴۲) امام حسن بصری سے حضرات عمران بن حصین۔ مغیرہ بن شعبہ۔ ابن عباس۔ ابن عمر اور ابی بکرہ کی حدیثیں ملیں۔

(۴۳) عبد الرحمٰن بن حزم سے حضرت انس بن مالکؓ کی حدیثیں ملیں۔

(۴۴) محمد بن سعد بن زراہ کے توسط سے حضرت ابو امامتہ الباہلی کی حدیثیں ملیں۔

(۴۵) یونس بن زہیر سے حضرت خشخاش رضی اللہ عنہ کی حدیثیں ملیں قال فی التجرید الخشخاش یروی یونس بن زہیر عنہ و فی الخلاصتہ الخشخاش التیمی العنبری صحابیؓ۔

(۴۶) عبد اللہ بن ابی حبیب سے حضرت ابو درداؓ کی حدیثیں ملیں۔

(۴۷) جوّاب بن عبید اللہ التیمی سے حضرت حارث بن سوید کی حدیثیں ملیں۔

(۴۸) عبد الرحمٰن الاعرج سے حضرات ابو ہریرہ ابو سعید و عبد اللہ بن بحینیہ کی حدیثیں ملیں۔

(۴۹) عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے حضرات ابو ہریرہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیثیں ملیں۔

(۵۰) عدی بن ثابت سے حضرت براء بن عازب کی حدیثیں ملیں۔

(۵۱) ابی ہند الحارث سے حضرتہ اُم ہانی ہمشیرہ سیدنا علیؓ کی حدیثیں ملیں۔

جانچ اور تحقیق کرنیکے مستحق تر تھے اور آپ کے قواعد تحقیق صحت حدیث زیادہ تر قابل قبول ہیں:
(۱) ابوحنیفہؒ کے عندیہ میں وہی روایت حجۃ ہوسکتی ہے جو باللفظ مروی ہو یعنی یہ راوی
نے بوقت روایت انہیں لفظوں میں حدیث سنائی ہو جن لفظوں میں اوس نے سماعت کی تھی۔
قال ابن الصّلاح ومن مذاہب التشدد مذہب من قال لا حجۃ الّا فیما رواہ الراوی من حفظہ و
تذکرہ وذلک مروی عن ابی حنیفہ ومالک۔ الفیہ میں ہے جو شخص الفاظ کے مدلول سے بخوبی
واقف نہ ہو اوسکو ضرور ہے کہ روائتہ باللفظ ہی کرے۔
قال ابن خلدون والامام ابوحنیفہ انما قلّت روایتہ لما شدّد فی شروط الرّوایتہ
والتحمل وضعف روایتہ الحدیث الیقینی اذا عارضہا الفعل النفسی وذکر الحافظ ابوسعید عن علی بن
الحسین عن ابیہ قال سُئل ابن معین عن رجل یجد الحدیث ثم لا یحفظہ ایحدث بہ قال کان ابوحنیفہ
یقول لا یحدث الّا من یحفظہ ویعرف۔
امام مالک اور یحییٰ بن معین نے تو آپکی اس شرط کو تسلیم کرلیا مگر ابن الصلاح نے آپ کو
مشدد کا خطاب سرفراز فرمایا۔
(۲) آپ کے نزدیک مستملی کی زبان سے سننے والے لوگ لفظ حدثنا کے ساتھ
روایت نہیں کرسکتے تھے فتح المغیث میں حافظ ابن کثیر کہتے ہیں امام ابوحنیفہ کا یہ اصول معقول
تو ہے مگر اس سے قلّتِ روایتہ کا خوف ہے۔
(۳) بعض ائمہ حدیث کے عندیہ میں حدثنا اور اخبرنا اور انبانا معنی واحد میں
مستعمل ہوسکتے تھے چنانچہ امام حسن البصری نے جن صحابہ سے نہ سنا تھا اونکی روایتیں بھی حدثنا
کے لفظ سے سنادیں اور تاویل یہ فرماتے تھے میں نے سنا نہ سنا مگر میرے شہر والوں نے
تو سنا تھا اور یہ کافی ہے (بزار فی فتح المغیث) مگر ابوحنیفہ نے کہا چونکہ حسنؒ اور صحابی کے

مابین جو شخص ہوتا تھا اوسکی حالت کی خبر نہیں ہوتی تھی لہذا ایسی روایت منکر ہے اور لفظ حدثنا سمع ہرگز مروی نہ کیجا سکتی۔

(۴) بعض ائمہ حدیث کے نزدیک تحریر شدہ اجزائے حدیث ہوتے تھے مگر پھر بھی وہ بوقت روایت زبانی روایت کیا کرتے تھے اسکی بھی امام ابوحنیفہ نے روک تھام کی اور فرمایا راوی کو بوقت روایت اون اجزاء کے کل حدیث لفظ بہ لفظ یاد ہوں ورنہ اجزاء حدیث کو پڑھکر سنایا کرے امام مالک کے عندیہ میں بھی یہہ پابندی ضروری تھی۔

(۵) ابوحنیفہ روایت باللفظ کی سختی کے ساتھ پابندی کرتے تھے مگر اون حدیثوں کی جو بالمعنیٰ روایت ہوچکی روک تھام نہیں کرسکتے تھے پھر بھی اون پر ذیل کی شرطیں عائد کردیں کہ :-

(۱) روایت بالمعنیٰ کے کل راوی فقیہ ہوں یعنی الفاظ حدیث کے فہم اثر اور مطلب اور منشاء مبارک حضور سرورعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بخوبی واقف ہوں اور یہہ روایت بالمعنیٰ ابوحنیفہ کے نزدیک پہلے درجہ کی تھی۔

(۲) روایت بالمعنی کے راوی صرف ثقہ عدول وصدوق ہی ہوں اور فقیہ نہوں تو امام صاحب کے عندیہ میں ایسی حدیث کے لئے ایک اور شاہد کی ضرورت ہے ورنہ اونہیں درایتہ جائز رکھا ہے اور اس حدیث کا آپ کے نظریہ میں دوسرا درجہ تھا چنانچہ اوزاعی کے مناظرہ میں حماد اور ابراہیم کو ثقاہت کی وجہہ سے نافع پر ترجیح دی آپ کے نقطہ نظر سے درایت کے لئے یہہ اصول ضروری تھے کہ (۱) مضمون حدیث قرآن کے خلاف نہو (۲) مضمون حدیث عقل قطعی کے خلاف نہو (۳) مضمون حدیث واقعات مشہورہ اور اصول مجمع علیہا کا مخالف نہو (۴) حس اور مشاہدہ کے خلاف اوسمیں کوئی بات نہو (۵) شان نبوت کے منافی کوئی امر نہو وغیرہ۔

علامہ ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے قواعد درایت وضع کئے اور فرمایا جو حدیث کہ عقل قطعی کی مخالف ہے وہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو نہیں سکتی۔

افسوس ہے کہ اکثر اہل روایت نے اس سے عمداً اعراض کیا جس کا آج یہ افسوسناک نتیجہ ہوا کہ بہت ساری روایتیں جو اصول مجمع علیہا اور عقل قطعی اور شان نبوت کے صریح خلاف ہیں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو گئیں چنانچہ روایت تلک الغرانیق العلیٰ جو ابو حنیفہ کے عندیہ میں کذب مختلق تھی آج بھی بعضوں کے نزدیک صحیح الاسناد متصور ہے۔

(۷) روزمرہ عبادات اور معاملات میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی قول منسوب ہو تو اکثر صحابہ کا اوس سے واقف رہنا ضروری ہے اگر کسی ایسے روزمرہ عبادت یا معاملت میں کوئی خبر احاد پیش ہوتی تھی تو امام ابو حنیفہ اس خیال سے کہ اس سے اور صحابیوں کا بھی واقف رہنا ضروری ہے شہادت طلب کرتے تھے اگر شہادت پیش نہ کیجاتی تھی تو اپنے قواعد درایت سے اوس حدیث کی جانچ اور تحقیق فرمایا کرتے یہ آپ کی علو ئے تورع کی دلیل تھی چنانچہ وکیع بن الجراح فرماتے تھے کان ابو حنیفہ اورع فی الحدیث۔ ابو حنیفہ حدیث کے لینے میں بڑے متورع تھے۔

مگر اہل روایت اس پر کیوں خاموش رہتے انکے دفتر کس مصرف کے ہوتے انہوں نے ایک ساتھ بلوہ شروع کر دیا کہ ابو حنیفہ اپنی قیاس کو حدیث میں جائز تصور کرتے ہیں بلکہ حدیث کے مقابلہ میں قیاس کو ترجیح دیتے ہیں۔

ابو حنیفہ کے منہ پر تو کسی کی مجال نہ ہوئی کہ اونہیں ٹوکے یہ ساری چیخ پکار ۲۲۰ھ سے شروع ہوئی جبکہ نہ امام ہی رہے نہ ابو یوسف رہے اور نہ محمد بن الحسن تھے۔

قرآن و حدیث ہم مسلمان قرآن کے لفظ لفظ کو کلام اللہ مانتے ہیں اور اوسکے ہر لفظ کو متواتر جانتے ہیں از ابتدا، تا انتہا اوسکو واجب التعمیل اور قابل تعظیم مانتے ہیں رہی حدیث اگر یہ باللفظ اور متواتر مروی ہے تو بعد کلام اللہ کے علی الراس و العین بلا چون وچرا ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے ماجاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابی ہو وامی فعلی الراس والعین اور حدیث متواتر بقول محدثین گنتی کے چند ہیں اور باقی اخبار احاد ہیں۔ جو مفید ظن ہیں۔

امام ابوحنیفہ کے اصول روایت باللفظ کی قید اگر مابعد کے محدثین سختی کے ساتھ ملحوظ و مرعی رکھتے تو آج ہر حدیث کا مرتبہ تواتر کا رہتا مگر محدثین نے افسوس ہے کہ اس اصول کی پابندی بخوف قلت روایت مرعی نہ رکھی جسکا افسوس ناک نتیجہ یہہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل الفاظ نہ ملنے سے اصل مفہوم اور منشاء نبوی سے ہم محروم رہ گئے اور بعض بعید العقل امور بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو رہے ہے خدا اپنی رحمت نازل کرے امام ابوحنیفہ پر جنہوں نے فرمایا لاحجۃ الافیما رواہ الراوی من حفظہ و تذکرہ (ابن الصلاح) وقال ماخالف العقل القطعی فہو کذب و زور (ابن خلدون) وقال ماخالف الاصول مجمع علیہا لایقبل منہا وذلک فی اخبار الاحاد فانکر علیہ اصحاب الروایۃ وقد اخطاء (فی ذلک (کتاب الکنی لابن عبد البر) صاحب کتاب الکنی نے سچ کہا کہ ارباب روایت ابوحنیفہ کی مخالفت کرکے سخت غلطی کے مرتکب ہوئے کیونکہ اسی خطا کی بدولت آج ہماری حدیث کی کتابوں میں (۱) وتلک الغرانیق العلیٰ (۲) المعوذتین لیستا بالقرآن (۳) کذب ابراہیم ثلاثا (۴)، فقال عمر اہجر (۵)، من سرہ ان یلقی اللہ طاہرا فلیتزوج الحرائر (۶) حدیث ہاروت و ماروت (۷)، من قراء ثلث القرآن اعطی ثلث النبوۃ داخل نہ ہوتیں۔

اہل روایت کا سارا دارو مدار راویوں کے معتمد اور غیر معتمد سمجھے جانے پر ہے

جس راوی کو انہوں نے ثقہ۔ عدول صدوق اور ضابط جانا اوسکی روایت کو بلاچوں وچرا تسلیم کرلیا اور جسکو انہوں نے نامعتبر۔ غیر ثقہ کذوب اور غیر ضابط تصور کیا اوسکی روایت کو غیر معتبر سمجھا۔ اور یہی اصول اکثروں کے عندیہ میں مسلم ہے۔ مگر دیکھنا یہہ چاہیئے آیا راویان حدیث (جس طرح اونکی نسبت گمان کیا گیا ہے) فی نفس الامر ایسے ہی تھے یا نہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ اہل الروایۃ نہایت متورع اور متقی تھے مگر انہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تین چار۔ پانچ بلکہ چھہ سات اور بھی نفوس ہوتے تھے۔ بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی۔ حاکم بیہقی طبرانی ابن مردویہ ابن ابی شیبہ وغیرہم اصحاب الکتب نے تو اپنے شیوخ کے سوا جن سے حدیث کی سماعت کی تھی اوپر کے کسی راوی کو بچشم خود دیکھا نہ تھا اور نہ ہی اون سے کچھہ سنا تھا پس اس امر کا یقین کرلینا کہ اوپر کے کل رواۃ حدیث معتمد ثقہ عدول اور صدوق تھے اور ان لوگوں نے مضمون یا انشاء حدیث کی ادائی میں کوئی غلطی نہ کی اور نہ اصل حدیث میں کوئی افراط و تفریط کی یہہ محض خوش عقیدگی ہے اسی طرح سے اس امر کا باور کرلینا کہ اوپر کا کوئی راوی نامعتبر۔ غیر ضابط۔ کذوب اور غیر ثقہ تھا ظلم صریح ہے۔

اگر یہہ کہا جائے کہ رجال کی کتابوں میں اوپر کے راویوں کے کل حالات ملجاتے ہیں یا یہہ کہ اصحاب کتب حدیث نے اپنے شیوخ سے اوپر کے راویوں کے حالات معلوم کر لیئے تھے قطعی اطمینان کے لیئے کافی نہیں کیونکہ رجال کی کتابیں تو اور بھی مشکلیں پیدا کرتی ہیں بیسیوں ایسی نظیریں انمیں ملتی ہیں کہ ایک کتاب میں جس راوی کو ثقہ کہا ہے دوسری میں اوسی کو لیس بثقۃ کہا گیا ہے اس سے بھی بڑہکر یہہ بات ان کتابوں میں موجود ہے کہ ایک ہی کتاب میں ایک ہی راوی کو ثقہ اور نیز لیس بثقۃ کہا گیا ہے۔ بلکہ ایک ہی کتاب رجال میں ایک ہی نقاد حدیث نے ایک ہی راوی کو ثقہ بھی کہا ہے اور دو چار سطروں کے بعد اوسی کو پھر لیس بثقۃ بھی

کہا ہے اور نیز ایک امام فن نے ایک شخص کو لا یحتج بہ کہا اور دوسرے نے اوسکو یحتج بہ کہا ہے اور
بعض وقت تو کسی راوی کو سات آٹھ نقاد ان حدیث کے کذاب یا لاشی اور وضاع کہتے
پر بھی ایک شخص نے اوسکی حدیث اپنی کتاب میں داخل کر دی ہے پس ایسی کتابیں قطعی طور پر معیار
تنقید کی شمع ہدایت ہو نہیں سکتیں اب رہی زبانی تنقید یہہ تو کتابوں سے بھی کہیں گئی گزری ہے
بخاری کے ایک شیخ نے ایک راوی کو ثقہ کہا ہے تو اونہی کے ایک دوسرے شیخ نے اوس
راوی سے حدیث لینا مکروہ جانا ہے اسکی بھی مثالیں بہت سی ہیں چنانچہ یحیی بن معین اور
امام احمد ابن حنبل دونوں امام بخاری کے شیوخ فی الحدیث تھے یحیی بن معین خدا کی قسم کھا کر
کہتے تھے ۔ احمد بن عیسی المصری التستری ہو کذاب" اور امام احمد فرماتے تھے ہو ثقہ"
اور بخاری نے ان سے حدیث لی ہے ۔ بعض وقت ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک صاحب
کتاب نے ایک ایسے شخص سے بھی روایت کی جسکو ایک جماعت محدثین نے وضاع اور
کذاب کہا ہے چنانچہ ترمذی نے اپنے صحیح میں محمد بن زیاد سے روایت کی ہے حالانکہ
محمد بن زیاد کی شان میں اور سارے محدثوں نے یہہ لفظ لکھے ہیں قال احمد ہو کذاب خبیث
یضع الحدیث وقال یحیی بن معین کذاب خبیث قال ابن حبان کان یضع الحدیث قال البخاری
والنسائی والفلاس وابو حاتم متروک وقال السعدی والدارقطنی کذاب" اور تو اور خود اپنے
اوستاد بخاری کے متروک کو ترمذی نے ثقہ سمجھکر اوسکی حدیث لے لی ۔ ایسی صورت میں ہم
کیسے تسلیم کر سکتے ہیں کہ رواۃ کی سینہ ثقاہت اور عدالت اور ضبط معیار صحت کے لئے کافی ہے
یہہ تو محض اپنے اپنے جذبات کے اظہار اور شخصی رائے ہیں ۔ صرف تابعین کی حد تک ثقاہت
اور عدالت رواۃ کی شرط صحت حدیث کے لئے کافی متصور ہو سکتی ہے کیونکہ بفحوائے الصحابۃ
کلہم عدول کے صحابہ کی عدالت ورائے گفتگو ہے اور ایک حد تک تابعی بھی ثقہ اور عادل

اور ضبط فی الروایت میں معروف ہو تو اوسکی روایت بھی صحیح تسلیم کیجا سکتی ہے کیونکہ تابعی سے جس شخص نے سنا اوس نے اوس تابعی کو بچشم خود بھی دیکہا تہا اور دوسرے اقران سے بھی اوسکے معتبر ہونے کو اپنے کانوں سے سن پایا تھا۔ غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ امام ابوحنیفہ اس پہلو سے بہی تیسری صدی والوں پر ہر طرح فوقیت رکہتے ہیں۔ باوجود اس تفوق کے انہوں نے جب تابعین گے ہوئے روایت باللفظ۔ فقاہت اور شاہد کی ضرورت لازمی قرار دی تہی تو تیسری چوتھی صدی والوں کا یہاں ذکر کیا ہے۔ امام صاحب کے اورع فی الحدیث ہونیکی یہ نہایت قوی دلیل ہے کہ آپ نے اس حدیث نبوی کا سختی سے التزام فرمایا نصر اللہ امرأ سمع منا شیئاً فبلغہ کما سمعہ (حدیث جیسا سنے ویسے ہی بیان کرے)

اسکے بعد اہل نظر کے پاس ابوحنیفہ کے ان دو اصول یعنی شاہد اور درایت کے سوا اور کونسا طریقہ معیار صحت حدیث قایم کرنیکے ہوئے باقی رہتا ہے۔ رحم اللہ اباحنیفہ حیث قال لاحجۃ عندنا الا فیما رواہ الراوی من حفظہ وتذکرہ ولایجوز الروایۃ بالمعنی اذا خالف عقل القطعی والاصول المجمع علیہا واذا لم یکن شاہد لہ (عقود الجمان)

بعض متاخرین نے جنہیں متشددین کہا جاتا ہے جہاں اور کتب حدیث کی درایتاً تنقید کی ہے وہاں محض اپنی خوش عقیدگی سے صحاح ستہ کو اس تنقید سے مستثنیٰ کردیا گویا دوسرے لفظوں میں بخاری ومسلم ترمذی ابوداوُد ونسائی اور ابن ماجہ کے اندہے مقلد ہو رہے جیطرح بعض لوگ انکار تقلید کے باوجود ان اصحاب ستہ کی آنکھ بند کرکے تقلید کرتے ہیں ایسے ہی اگر ہم حنفیوں نے امام ابوحنیفہ کی تقلید کی ہے تو کون برا کیا۔ فعل میں تو وہ اور ہم دونوں برابر ہیں مگر قول میں وہ یقولون مالا یفعلون کے تحت ہوکر اپنے کو غیر مقلد کہتے ہیں اور ہم اپنے قول وفعل سے مقلد ہیں۔ وہ تیسری اور چوتھی صدی والوں کی تقلید کرتے ہیں اور ہم ایک

جلیل القدر تابعی کے مقلد ہیں۔

مگر اس طبقۂ متشددین کے امام علامہ جمال الدین ابو الفرج ابن الجوزی نے نہایت انصاف اور جرات سے صحاح کی بھی تنقید کی اور پکار کر کہا ہے کہ بخاری کی ۲۔ مسلم کی ا۔ مسند احمد کی ۳۸۔ ابو داؤد کی ۹۔ ترمذی کی ۳۰۔ نسائی کی ۱۰۔ ابن ماجہ کی ۳۰ اور مستدرک حاکم کی ۶۰ روایتیں موضوع اور لا اصل ہیں۔

اس پر بعضوں نے جن کو سچے تقید تمند کہنا چاہیے ابن جوزی کا تعقب کیا اور کوشش کی کہ ابن جوزی نے جن حدیثوں کو موضوع کہا ہے اونہیں ثابت کریں مگر یہ مشتے بعد از جنگ تھا اب کیا ہو سکتا۔ بات جہاں کی تاں رہگئی

حدیث کی تحقیق اور جانچ میں امام ابو حنیفہ کو جو ملکہ حاصل تھا اور اوسکے عمدہ قواعد او ر ضوابط جو انہوں نے وضع کئے تھے اونہیں سنہ ۹ ہ سے نہایت استحسان سے دیکھا جانے لگا اور بڑے بڑے محدثوں نے اسکی پابندی کا التزام کر لیا اسی نقطۂ نظر سے امام ابو حنیفہ کو زمانہ امام اعظم مانتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ امام المحدثین سفیان بن سعید الثوری نے آپ کی نسبت یہہ فرمایا تھا۔

قال عبد اللہ بن المبارک سالت سفیان عن ابی حنیفۃ قال کان لایا خذ الا بما صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان شدید المعرفۃ بالناسخ والمنسوخ وکان یطلب احادیث الثقات والآخر من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم (سفیان ثوری فرماتے تھے امام ابو حنیفہ اوس روایۃ کو ہی لیا کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جاتی تھی آپ کو ناسخ ومنسوخ کی بڑی پہچان تھی آپ ہمیشہ ثقہ راویوں کی حدیث کو ڈہونڈا کرتے تھے اور آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کو ہمیشہ جستجو رہی۔ اور آپ کا ابصر الناس فی الحدیث ہونا بھی بقول منصور بن معتمر

ثابت ہو چکا ہے۔ قال الطحاوی حدثنا سلیمان بن شعیب ثنا ابی قال املا علینا ابو یوسف قال قال ابو حنیفہ لا ینبغی الرجل ان یحدث من الحدیث الا ما یحفظہ من یوم سمعہ الی یوم یحدث وحاصلہ لا یجوز الروایتہ بالمعنی۔ امام صاحب فرماتے تھے روایت بالمعنی بڑے خطرہ کی بات ہے اس سے بچنا پرہیز گاری ہے۔

تنقید حدیث

تنقید حدیث ہر مسلمان کا حق ہے اور ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ فن حدیث حاصل کرے۔ احادیث بخاری کے ہوں کہ طحاوی کی۔ مسلم کی ہوں کہ طبرانی کی۔ امام احمد کی ہوں کہ امام نسائی کی۔ کل کی کل بالمعنی مروی از قسم احاد اور مفید ظن ہیں۔ یہ قطعی الثبوت والدلالۃ ہو نہیں سکتیں جیسا کہ قرآن ہے اور ان کا مرتبہ نصوص قرآنی جیسا نہیں۔ ہاں وہ حدیث جو الفاظ رسالتماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ہم تک بعینہ پہونچی ہے اور جسکی صحت مشہور اور متواتر ہے یقیناً وہ نص قطعی بمرتبہ آیت قرآنی ہے۔ ہمارے محدثین نے جمع احادیث میں دقتیں اوٹھائیں کہ انکی جہلیں اور عمریں صرف کیں تو جب کہیں ہم خلف اونکی محنتوں اور مشقتوں کے ذخائر سے آج مستفید ہیں۔ خدائے پاک ہمارے محدثین کو درجات جنات عطا فرمائے۔ یہ نہ ہوتے تو حدیث کا فن ہی ضائع ہو جاتا۔ مگر جمع حدیث میں ان سب کا دارومدار محض راوی کے معتمد یا غیر معتمد رہنے پر منحصر تھا۔ جسکو ان بزرگوں نے معتبر و ثقہ جانا اوسکی حدیث لی اور جسکو غیر ثقہ و صدوق سمجھا اوسکی حدیث نہ لی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ احمد ہوں یا بخاری۔ مسلم ہوں کہ طبرانی انمیں اور آنحضرت میں تین چار بلکہ پانچ چھہ واسطے درمیان میں ضرور تھے۔ ان حضرات نے محض اپنے اپنے اساتذہ ہی سے ملاقات کی اور اونھیں دیکھا بھالا تھا۔ اپنے اپنے اساتذہ کی نسبت ان ائمہ حدیث نے جو رائے قایم کی وہ ہم مانتے ہیں کہ درست ہو گی مگر ان سے اوپر والوں کا حال انھیں جو بھی معلوم ہوا تھا محض سماعت اور قیل وقال سے تھا۔ ہمارا یہ عقیدہ کہ چونکہ امام بخاری فن حدیث کے امام تھے

اور امام مسلم نقاد حدیث تھے لہذا اونکے ہر حدیث کے راوی سارے کے سارے جو آنحضرت سے لیکر ان تک تھے ثقہ وصدوق ہوں گے حسن ظن اور نیک گمان ہے۔ مگر واقعہ اسکے خلاف اکثر دکھائی دیتا ہے۔ جب حسن ظن پر حدیث کی صحت وعدم صحت ٹہری تو یہہ حسنِ ظن بخاری سے ہی مخصوص کیوں؟ امام احمد۔ مسلم۔ طبری وطحاوی وغیرہم اس سے محروم کیوں؟ طبرانی ودیلمی نے کونسا قصور کیا ہے جو اس رعایت سے محروم کردیئے گئے۔ اور اگر چھان بین اور تنقید صحت حدیث کے لئے ضروری ٹھری تو بخاری اس تنقید سے مستثنیٰ کیوں؟

رجال حدیث یہہ بھی خوش عقیدگی کہ ہمارے کتب رجال اوپر کے راویوں کے حال احوال کا آئینہ ہیں بالکلیہ ایمان بالغیب ہے اور تجربہ ومشاہدہ اسکے برخلاف ہے کتب رجال بھی انسانوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ غلطیاں اور سہو نظریاں انمیں بھی ہیں۔ ایک کتاب میں جسکو ثقہ لکھا ہے دوسری میں اوسکو غیر ثقہ کہا ہے بلکہ ایک ہی کتاب میں ایک کو ثقہ بھی لکھا ہے اور غیر ثقہ بھی۔ بعض جگہہ ایک ہی امام فن نے ایک شخص کو ثقہ بھی کہا اور کذاب بھی اور طرفہ تر یہہ کہ ایک راوی کو ایک جماعت کذاب۔ متروک۔ وضاع اور دجال کہتی ہے مگر ایک امام فن علی الرغم ایسے سے حدیث روایت کرتا ہے۔ کیا اس سے انکار ہوسکتا ہے کہ بخاری تم اُسید بن جمال سے جو جملہ محدثین کے پاس متروک دجال اور کذاب حدیثیں اپنی صحیح میں نہ لیتا یہہ بھی ان کتب رجال میں دیکھا گیا کہ ایک جماعت محدثین ایک راوی حدیث کو ثقہ۔ صدوق اور حجت مانتی ہے اور صرف ایک محدث اوسکو نا قابل روایت تصور کرتا ہے کیا یہہ واقعہ نہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام جنکو امت امام۔ حجت اور ثقہ کہتی ہے امام بخاری کے پاس نا قابل روایت ہیں۔

امام بخاری اپنے فن کے اوستاد۔ اپنی آپ نظیر اور خاص شان کے محدث ہیں مگر

(۵) حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما ان المیت یعذب ببکاء اھلہ کو حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے لاتزر وازرۃ وزر اخری کے استدلال سے قبول نہ کیا۔ اور رد فرمادیا کیا ہم اسکو صحیحین کی روایت ہونیکی وجہ سے صحیح کہہ سکتے ہیں؟

(۶) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما ان محمداً رای ربہ کو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے قبول نہ کیا حالانکہ رویت باری بیداری میں آنحضرت کی ثابت ہے۔

(۷) حدیث وائل بن حجر فی الرفع کو عبد اللہ بن مسعود نے قبول نہ کیا بلکہ ابراہیم نخعی نے بھی نہ لیا۔ کیا اسکو صحیح مان سکتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ نے بھی اسی سنت صحابہ کی پیروی کی اور انہی کے اصول پر معرفت حدیث کے ضوابط وضع فرمائے جب حدیث ثابت ہو جاتی تھی تو شدت سے اوسکی پابندی کرتے تھے چنانچہ فرماتے تھے اس معاملہ میں میں امیر المومنین علی ابن ابیطالب کا سختی سے پیرو ہوں کہ آنحضرت کی ہر بات کھلم کھلی ہوتی تھی۔

امام اور اتباع حدیث

خطیب نے سعید بن منصور سے روایت کی کہ انہوں نے فضیل بن عیاض سے سنا ابو حنیفہ کو جب صحیح حدیث ملجاتی تو آپ اوسکی سخت پابندی فرماتے تھے قطع نظر اسکے کہ وہ مرفوع ہو یا مرسل ورنہ قیاس کرتے تھے اور وہ قیاس بھی بہترین ہوا کرتا تھا۔

(۲) اس مسئلہ میں کہ کسی نے بھولے سے کھایا پیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور قضا نہیں امام صاحب کا قول ہے لولا جائی ھذا من الاثار لامرتُ بالقضاء۔

(۳) اترکو قولی بکتاب اللہ وبخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عقید الجید) کتاب اللہ اور حدیث کے خلاف اگر میرا قول ہو تو اوسکو ترک کردو۔

(۴) ماجاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابی ہو وامی فعلی الراس والعین۔ (میزان الاعتدال)

حضور کی حدیث سر آنکھوں پر ہے۔

(۵) اذا صح الحدیث فھو مذہبی (عقود الجمان) حدیث صحیح ملگئی تو وہی مرا مذہب ہے

(۶) اذا طلبوا العلم بلا حدیث فسدوا (میزان الشعرانی) بلا حدیث کے علم سیکھنا فساد پیدا کرنا ہے

(۷) علیکم بالاثار و طریقۃ السلف و ایاکم و المحدثات فانہ بدعتہ (میزان شعرانی) تم پر احادیث کا سیکھنا واجب ہے اور بدعت سے بچنا فرض ہے۔

(۸) المراسیل حجۃ عندی (میزان الشعرانی) مگر اہل الروایۃ کے نزدیک نہیں۔ کون متبع بالحدیث ہیں غور کریں؟۔ حنفی یا اہل حدیث

(۹) ضعیف الحدیث احبُ الیّ من آراء الرجال (عقود الجمان) لوگوں کے آراء سے میرے نزدیک ضعیف حدیث حجت ہے

(۱۰) قال وکیع بن الجراح سمعتُ ابا حنیفہ یقول البول فی المسجد خیرٌ من بعض القیاس (موفق) قیاس کرنے سے مسجد میں پیشاب کرنا اچھا ہے۔

(۱۱) اخرج الامام الرّبانی علامہ محی الدین ابن عربی بسند متصل عن ابی حنیفہ انہ قال ایاکم و القول فی دین اللہ بالرائے وعلیکم باتباع السنۃ فمن خرج عنہا ضلّ (میزان الشعرانی) خدا کے دین میں اپنی رائے داخل نہ کرو اتباع حدیث کرو جو اس سے نکلا وہ گمراہ ہے۔

(۱۲) ان ضعیف الحدیث کان اولیٰ عند ابی حنیفۃ من القیاس (ابن حزم و ابن حجر مکی) قیاس سے حدیث ضعیف ابو حنیفہ کے پاس بہتر ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس قدر متبع بالکتاب و السنہ ہونے کے بعد ہم کسی معاند کے مخالفانہ قول پر کوئی توجہ نہیں کرسکتے کہ امام ابو حنیفہ نے حدیث کا خلاف کیا ہوگا معاندین اگر

عناد اور حسد کو نکال کر اقوال ابو حنیفہ کا ماخذ ڈھونڈتے تو کتاب اور سنت کو آپ کا ماخذ دیکھتے مگر ان کا تو یہ گھمنڈ ہے کہ کتب ستہ کی حدیثیں خصوصاً صحیحین کی ہی قابل تسلیم ہیں مگر ہم جانتے ہیں کہ یہ اونکی خوش عقیدگی ہے۔ امام ابو حنیفہ نے جن ثقات اور اعیان محدثین اور کبرائے تابعین سے سنا اور جنہیں بچشم خود دیکھا تھا وہ ان بزرگوار ان کتب ستہ کے دمولفین کے، چار چار پانچ پانچ واسطوں سے شیوخ حدیث ہیں بلکہ ابو حنیفہ کے شاگرد بھی تو ان کے اکثر شیوخ ہوئے ہیں پس ابو حنیفہ کے مرویات متاخرین کی روایتوں سے بدرجۂ اعلیٰ اصح اور ارفع ہیں۔ علاوہ بریں اصحاب کتب ستّہ نے تو صرف من حیث الرّوایتہ بحث کی ہے مگر ابو حنیفہ نے تو حدیث کی درایتاً و روایتاً جانچ کی ہے لہذا ان کا معیار صحت ارفع و اعلیٰ ہوا۔

مثلاً امام بخاری و امام مسلم رحمتہ اللہ علیہما نے صحت حدیث کا معیار اتصال الرّواتہ ثقاہت رواۃ ضبط۔ عدم شذوذ وغیرہم قرار دیا ہے اور یہ سب ظنّی امور ہیں چنانچہ امام المحدثین علامہ محی الدین النوری الشافعی تحریر کرتے ہیں کہ محققین حفاظ کا یہی قول فیصل ہے کہ صحیحین کی وہ حدیثیں جو تواتر کے درجہ کو نہیں پہونچی ہیں مفید ظن ہیں کیونکہ وہ اخبار احاد سے ہیں احاد کی نسبت یہ تصفیہ ہو چکا ہے کہ ان سے صرف ظن پیدا ہو سکتا ہے اور اس امر میں بخاری مسلم کے ساتھ سب محدثین برابر ہیں (شرح صحیح مسلم)

چونکہ اخبار احاد سے صرف ظن پیدا ہوتا تھا امام ابو حنیفہؒ نے شواہد اور اصول درایت سے احاد کی جانچ اور تحقیق کر کر ان کو احاد سے اونچے مرتبہ پر پہونچانے کی کوشش کی تاکہ دین کے اصول محض ظنیات پر قائم ہونے کے بعوض قطعیات پر مُدوّن ہوں۔ گویا امام صاحب نے درپردہ اسلام اور بانیٔ اسلام کی خالصتہ بڑی خدمت کی۔ اسکے معاوضہ میں افسوس ہے کہ آج اندھے معاندین اونہیں الٹے طعنے دے رہے ہیں۔

امام اور تجدید سنت

اخرج الکردی باسنادہ الی ابی البختری انہ قال دخل الامام ابوحنیفہ علی الامام محمد بن علی بن الحسین علیہم السلام فلما نظر الیہ قال کانی انظر الیک، وانت تحیٰ سنتہ جدی علیہ الصلوۃ والسلام" امام باقر علیہ السلام نے ایک نظر میں ابوحنیفہ سے فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو زندہ کروگے"

(۲) روی التاج الاسلام عبدالکریم السمعانی باسنادہ الی حمزۃ الثمالی قال کنا عند محمد بن علی اذ دخل علینا ابوحنیفہ فسالہ عن مسائل شتیٰ ثم خرج فقال ما احسن سمتہ واکثر فقہہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے ابوحنیفہ سے ملنے کے بعد فرمایا اس کی شہرت بہت ہوئی اور اسکا فقہ پھیل جائیگا

(۳) ذکر الامام الزاہد السراجی باسنادہ الی النضری باسنادہ الی الطرھاز قال شہدت حماد بن ابی سلیمان اذ جاءہ ابوحنیفہ فقال انت النعمان الذی ذکر لنا ابراہیم فقال سقی اللہ زمانا یکون فیہ النعمان یحیٰ احکام اللہ وسنتہ رسولہ علیہ الصلوۃ والسلام (ابراہیم نخعی نے آپ کو محیٔ احکام الٰہی اور سنت نبوی فرمایا)

(۴) ذکر الامام السراجی باسنادہ الی النضری قال اخبرنی المکی بن ابراہیم (ریشخ البخاری) قال اخبرنا محمد بن نعیم ارحل ابوحنیفہ الی محمد ابن سیرین بالبصرۃ فسالہ عن تاویل الرؤیا التی راھا فی المنام فاجابہ بہا ودعالہ یحیٰ اللہ بک دینہ علی یدک (آپ کے ہاتوں پر خدا اپنا دین زندہ کرے گا)

(۵) ذکر الاسفرائینی باسنادہ الی علی بن المدینی الذی طعن فی ابی حنیفہ (وہو شیخ البخاری) انہ قال سمعت اماما عبدالرزاق یقول قال معمر بن راشد الامام فیہ ما اعرف بعد الحسن احدا یتکلم فی تفسیر الحدیث احسن معرفتہ منہ (معمر بن راشد نے کہا حسن بصری کے بعد ابوحنیفہ سے سے بڑھکر حدیث کی تفسیر کرنے والے کو نہ دیکھا)

(۶) قال ابو یوسف الامام ما رائت احداً اعلم بتفسیر الحدیث منہ ابو یوسف کہتے تھے ابو حنیفہ سے بڑھکر میں نے حدیث کا مفسر نہ دیکھا (امام ابو یوسف امام محمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کے شیخ تھے)

(۷) قال ابو مطیع البلخی ما رائت صاحب حدیث افقہ من سفیان وکان ابو حنیفہ افقہ منہ اہل حدیث میں سفیان کو اور سفیان سے بڑھکر ابو حنیفہ کو میں نے فقیہ پایا۔

(۸) قال ابراہیم بن طہمان (وہو شیخ البخاری) کان ابو حنیفہ امام کل معنی (ابراہیم بن طہمان نے کہا امام ابو حنیفہ ہر معنے کے بہ لحاظ امام تھے)

(۹) قال جعفر بن محمد بن علی علیہم السلام کان ابو حنیفہ افقہ اہل بلدہ (امام جعفر الصادق نے فرمایا امام ابو حنیفہ اپنے وقت کے افقہ تھے۔

(۱۰) قال الواقدی کان مالک کثیراً ما یقول بقولہ (امام مالک آپکے اکثر اقوال پر فتویٰ دیتے تھے۔

(۱۱) قال محمد بن اسحاق بن یسار کان مالک ربما اعترف واعتبر بقولہ فی المسائل (امام مالک نے اکثر مسٔلوں میں ابو حنیفہ کے صواب پر اعتراف کیا)

(۱۲) قال یحییٰ بن اکثم عن جریر عن المغیرہ بن شعبہ انہ امرنی ان اجالس ابا حنیفہ فان ابراہیم لوکان حیاً لجالسہ (ابراہیم اگر زندہ ہوتے آپ پاس حاضر رہتے)

(۱۳) ذکر اسمعانی عن یحییٰ بن آدم قال کان الحسن بن صالح یقل الیہ مسائلہ وبروایتہ فیستحسنہ (حسن بن صالح آپ کی تحسین کرتے تھے)

(۱۴) ذکر ابراہیم بن سلیمان الزیات فذکر ابا حنیفہ عند اسرائیل بن یونس فقال کان اعلم الناس (اسرائیل بن یونس رئیس المحدثین نے کہا ابو حنیفہ اعلم زمانہ تھے)

(۱۵) قال سفیان بن عیینہ العلماءُ ابن عباس فی زمانہ والشعبی فی زمانہ وابو حنیفۃ والثوری

فی زماننا (سفیان ابن عیینہ نے کہا ہم ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کو اپنے زمانہ کے عالم مانتے ہیں)

(۱۶) سئل یحییٰ بن معین ہل حدث سفیان عنہ قال نعم کان ثقۃ صدوقا فی الحدیث (یحییٰ بن معین شیخ البخاری سے پوچھا گیا آیا سفیان ثوری نے ابوحنیفہ سے حدیث کی سماعت کی تھی کہا ہاں ابوحنیفہ ثقہ اور صدوق تھے حدیث میں یحییٰ بن معین جسکو ثقہ اور صدوق مانیں اونہیں ہمارے زمانہ کے مدعیان حدیث تسلیم نکریں العجب ثم العجب

(۱۷) سلیمان بن مہران الاعمش نے ابوحنیفہ سے کہا نحن العطارون وانتم الاطبا یا معشر الفقہا وانت کلاہما یا ابا حنیفہ اعمش کہتے تھے ہم دوا فروش اور فقہا طبیب ہیں اور ابوحنیفہ دونوں ہیں۔

(۱۸) عمش نے جب حج کا ارادہ کیا تو امام ابوحنیفہ سے مناسک حج لکھوا کر منگوائے اور مطالعہ کے بعد اپنے شاگردوں سے کہا تم بھی ابوحنیفہ ہی سے مناسک لکھوالو کیونکہ اون سے بڑھکر مناسک کا عالم آج کوئی نہیں (قلائد العقیان۔ خیرات الحسان عقود الجمان) مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اعمش تو امام صاحب کو امام الفرائض والمناسک جانیں مگر حمیدی جو اعمش کے تین واسطوں سے اور ابوحنیفہ کے خاص شاگرد تھے بروایت بخاری مناسک کے نہ جاننے والوں میں امام صاحب کا شمار کریں یہ تجاہل عارفانہ نہیں تو اور کیا ہے۔

(۱۹) شعبہ جنھیں محدثین امیرالمومنین کہتے ہیں امام صاحب کی نسبت فرماتے تھے ابوحنیفہ جید الحفظ اور حسن الفہم ہیں (مگر ایکے حافظہ پر دارقطنی کو اعتراض ہے)

(۲۰) عمرو بن دینار جو جلیل القدر تابعی تھے ابوحنیفہ کے مجلس میں ہوتے ہوے کسی اور کو حدیث نہ سناتے تھے (خیرات الحسان)

(۲۱) حسن بن صالح کہتے تھے ابوحنیفہ کو ناسخ ومنسوخ کی بڑی معرفت تھی (عقود الجمان وغیرہ) مگر نسائی سنہ ۳۰۰ ہجری میں ابوحنیفہ کو حدیث کی عدم معرفت کا الزام دیتے ہیں۔ سلف انکے وہ تھے

خلاف اون کے یہہ ہیں ۔ ہائے رے تعصب تیرا بھلا ہو!

(۲۲) یحیی بن معین نے کہا ابوحنیفہ ثقہ ہیں اور حدیث میں صدوق ہیں میں نے کسی کو بھی ان تضعیف کرتے نہیں دیکھا (علامہ ابن عبد البر فی الانتقا فی فضائل الثلاثہ الفقہا، قال ابن عبد البر فیہ قال علی ابن المدینی ابوحنیفہ ثقۃ لا باس بہ وکان عبد اللہ یقول فیہ انہ آیۃ من آیات (تہذیب الاسما للنووی) ابن عبد البر نے انتقا میں لکھا کہ علی بن المدینی نے ابوحنیفہ کو بے عیب ثقہ کہا ہے اور عبد اللہ بن مبارک کہتے تھے کہ امام ابوحنیفہ ایک آیت تھے آیات ربانی سے

(۲۳) عبد اللہ بن المبارک کہتے تھے امام ابوحنیفہ ہم سب میں حدیث کے بڑے عارف تھے (خیرات اور موفق وغیرہ)

(۲۴) وکیع بن الجراح اور عبد اللہ بن المبارک کہا کرتے تھے ابوحنیفہ ثقہ اور عدول ہیں ضابطہ اور متقن ہیں (خطیب فی تاریخہ)

امام کا ثقہ و صدوق ہونا عبد اللہ بن مبارک نے سفیان ثوری سے امام صاحب کی نسبت سوال کیا فرمایا تو کہا کان لا یاخذ الا بما صح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان شدید الفحص بالناسخ والمنسوخ وکان یطلب احادیث الثقات والاخر من فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث جب تک صحت کو نہ پہنچے ابوحنیفہ نہ لیتے تھے اور آخر عمل نبوی کو ڈہونڈتے تھے۔

(۲) روی النسفی عن احمد بن سعید الحمصی قال قال یحیی بن معین فیہ ہو انبل من ان یکون کاذبا وعن ابن محمد البغدادی قال سألت ابن معین عن ابی حنیفہ فقال عدل ثقۃ ما ظنک بمن عدلہ ابن المبارک والوکیع (ابوحنیفہ کی نسبت ابن معین سے سوال ہوا تو کہا وہ ثقہ اور عدول ہیں وکیع اور ابن مبارک جسکو ثقہ مانیں اوسکو کیا کہہ سکتا ہے۔

(۳) قال الکردری والموفق باسنادہما الی ابی علی الصواف قال حدثنا احمد بن المغلس قال

سمعت یحیی بن آدم یقول ان للحدیث ناسخا ومنسوخا کما فی القران وکان النعمان جمع حدیث اہل بلدہ کلہ فنظر الی آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی قبض علیہ فاخذ بہ وکان بذالک عارفا (یحیی بن آدم احد اعیان حدیث نے کہا امام ابوحنیفہ نے اپنے اہل بلدہ کی ساری حدیثیں جمع کیں اور اون میں اون افعال نبوی کی تلاش کی جو آخرین افعال صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اسکے آپ بڑے عارف تھے۔

(۳) وعن اسباط بن النضر قال رائت لابی حنیفہ من منصور المعتمر منزلۃ عظیمۃ کان اذا راہ قام لہ وبسط الکلام معہ مالم یبسط لغیرہ وکان یقول انہ ابصر الناس بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (منصور بن معتمر امام احمد اور عبد الرزاق کے شیخ ابوحنیفہ کی نسبت کہتے تھے آپ البصر فی الحدیث ہیں)

(۴) حدث الصغار عن وکیع بن الجراح انہ قال فی ابی حنیفہ ما وجد فیہ من الورع فی الحدیث لم یوجد فی غیرہ (وکیع کہتے تھے آپ میں حدیث کی نسبت جتنی ورع تھی آپ کے غیر میں نہ پائی گئی)

(۵) خطیب نے محمد بن عبد الملک بن عمیر سے روایت کی کہ میں نے یزید بن ہارون (شیخ الشیوخ البخاری) کو کہتے سنا میں نے ابوحنیفہ سے بڑھکر ورع فی الحدیث نہ دیکھا۔

(۶) امام ابوسعید نے علی بن الحسین سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی سُئل ابن معین عن رجل یجد الحدیث ثم لا یحفظ الحدیث بہ قال کان ابوحنیفہ یقول لا یحدث الا بما یحفظ ولیعرف (ابن معین سے کسی نے پوچھا آیا وہ شخص جسکو حدیث محفوظ ہوتی نہیں روایت کر سکتا ہے تو جواب میں استناداً ابوحنیفہ کا قول بیان کیا کہ ابوحنیفہ کہتے تھے جس کو حدیث محفوظ نہ ہو اور جو عارف حدیث نہ ہو وہ روایت نکرے۔

(۷) قال علی بن المدینی ابوحنیفۃ روی عنہ الثوری وابن المبارک وحماد بن زید وہشام و

وکیع بن الجراح وعباد ابن العوام وجعفر بن عون وہو ثقة لاباس بہ وکان شعبة حسن الرای فیہ
(ابن مدینی نے کہا امام ابوحنیفہ سے سفیان ثوری. عبداللہ بن المبارک حماد بن زید ہشام
وکیع بن الجراح عباد بن العوام جعفر بن عون نے حدیث سنی اور روایت کی آپ ثقہ تھے
اور بے عیب تھے اور شعبہ امیر المومنین فی الحدیث کی رائے آپ کی نسبت اچھی تھی (خدا کی شان
علی بن المدینی جسکو ثقہ کہیں اور جن سے سفیان ثوری ابن مبارک حماد بن زید ہشام وکیع
عباد بن العوام اور جعفر بن عون نے روایت کی ہو اونہیں دارقطنی اور انکے جیسے محدثین ضعیف
کہیں، (اخرج ہذہ الروایة محمد بن الحسین الموصلی فی کتاب الضعفاء والخطیب فی تاریخہ وابن
حجر فی الخیرات الحسان)

(۸) خطیب نے محمد بن سعد الکاتب سے روایت کی کہ عبداللہ بن داؤد الخریبی کو میں نے کہتے
سنا کہ امام ابوحنیفہ حافظ السنن تھے۔

(۹) موفق مکی نے بسند متصل یحیٰی بن معین سے روایت کی کہ آپ کہتے تھے امام ابوحنیفہ ثقہ ہیں
ثقہ ہیں ثقہ ہیں واللہ کان افضل زمانہ واعدل عصرہ اور شعبہ نے امام کو حدیث کی اجازت دی
تھی یہی بہت کافی ہے (قسم بخدا ابوحنیفہ اپنے وقت کے افضل اور اعدل تھے)

(۱۰) علامہ ابن عبدالبر نے کہا ابوحنیفہ کے توثیق کرنیوالے آپ کے معترضوں سے بہت زیادہ ہیں
(خیرات) اور (الانتقار لابن عبدالبر)

(۱۱) قال ابوداؤد السجستانی کان ابوحنیفة امام (ابوداؤد صاحب صحیح نے کہا کہ ابوحنیفہ امام
تھے) کذا نقل ابن عبدالبر فی الانتقاء

(۱۲) خطیب نے تاریخ میں اسرائیل بن یونس سے روایت کی کہ آپ نے کہا نعمان ان حدیثوں کے
احفظ تھے جن میں فقہ تھی۔

(۱۴) امام اوزاعی (احدالاعیان) سے کسی نے سوال کیا آیا ابوحنیفہ سے سفیان ثوری کو سماع تھا تو کہا نعم کان ابوحنیفہ ثقۃ صدوق (ہاں تھا ابوحنیفہ تو ثقہ اور صدوق تھے)

(۱۵) ترمذی نے روایت کی کہ ابوحنیفہ کہتے تھے عطا بن ابی رباح سے بڑھکر حدیث کا حافظ اور جابر جعفی سے بڑھکر جھوٹا میں نے نہ دیکھا۔

(۱۶) ابویوسف کہتے تھے میں نے ابوحنیفہ کو مجھ سے بڑھکر البصر فی الحدیث دیکھا۔

امام ابوحنیفہ کو سفیان ثوری عبداللہ بن مبارک وکیع بن الجراح یحییٰ بن آدم منصور بن المعتمر یزید بن ہارون علی بن المدینی اسرائیل بن یونس امام اوزاعی اور یحییٰ بن معین نے ثقہ صدوق اور البصر فی الحدیث مانا اور تسلیم کر لیا ہے۔

قال عباس الدُّوری سمعت یحییٰ بن معین یقول اصحابنا یفرطون فی ابی حنیفہ واصحابہ فقیل لہ اکان یکذب قال لا واللہ قال محمد الموصلی الحافظ فی آخر کتاب الضعفاء قال یحییٰ بن معین ما رائت احداً اقدمہ علی وکیع وکان یفتی برای ابی حنیفۃ وکان یحفظ حدیثہ کلہ وکان قد سمع من ابی حنیفۃ کثیراً وکیع شاگرد تھے ابوحنیفہ کے اور ابوحنیفۃ سے بہت حدیثیں سنی تھیں۔

وکیع کو ابوحنیفہ کی ساری حدیثیں محفوظ تھیں اور امام کے مذہب پر آپ فتوی دیتے تھے

قال وقیل لیحییٰ بن معین یا ابا بکرا کان ابوحنیفۃ صدوق فی الحدیث قال نعم صدوق ثقۃ قد حدث عنہ قوم صالحون یحییٰ بن معین سے سوال کیا گیا کیا ابوحنیفہ صدوق تھے جواب دیا صدوق بھی تھے ثقہ بھی تھے اور آپ سے صالحین کی ایک جماعت نے روایت بھی کی ہے

قال یحییٰ بن سعید القطان ربما استحسنا الشئ من قول ابی حنیفۃ فناخذ بہ وقد سمعت من ابی یوسف جامعۃ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم بعض اقوال ابوحنیفہ کو ترجیح دیتے ہیں میں نے ابی یوسف سے امام کی جامع کی سماعت کی ہے دیکھو علامہ شبلی صاحب کا کہنا کہ ابوحنیفہ کوئی

سند نہ تھی کہانتک درست ہے۔

قال العلامۃ ابن عبد البر فی کتاب العلم حدثنی عبد اللہ بن محمد بن یوسف حدثنا ابن رحمون قال سمعت محمد بن ابی بکر بن داستہ یقول سمعت ابا داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی یقول رحم اللہ ابا حنیفۃ کان اماما علامہ عبد البر نے کہا روایت کی مجھے عبد اللہ بن یوسف نے اون سے ابن رحمون نے اون سے محمد بن ابوبکر نے میں نے ابوداؤد سجستانی صاحب السنن کو کہتے سنا اللہ پاک امام ابوحنیفہ کو اپنی رحمت میں ڈبو دے وہ امام تھے۔

روی البرقانی اخبرنا ابو العباس بن حمدون قال حدثنا محمد بن ایوب حدثنا محمد بن الصباح قال سمعت الشافعی قیل لمالک ہل رأیت ابا حنیفۃ قال نعم رأیت رجلا لو کلمک فی ہذہ الساریۃ ان یجعلہا ذہبا لقام بحجتہ۔

وروی عن الشہاب احمد بن عبد اللطیف الشافعی عن الامام شمس الدین محمد بن العلاء البابلی الشافعی الحافظ المتقن انہ کان یقول اذا قلنا عن افضل الائمۃ نقول انہ الامام ابوحنیفۃ شمس الدین بابلی کہتے تھے جب ہم افضل ائمہ کہیں تو سمجھ لو وہ امام ابوحنیفہ ہیں۔

قال الشعرانی فی المیزان عن ابی جعفر الشیرازی عن شقیق البلخی قال کان ابوحنیفۃ من اورع الناس واعلمہم واعبد الناس واکرمہم واکثرہم احتیاطا فی الدین وابعدہم من الرای وکان لا یضع مسألۃ حتی یجمع اصحابہ علیہا الخ شقیق بلخی کہتے تھے امام صاحب اپنے زمانہ میں اورع۔ اعلم۔ اعبد۔ اکرم ناس تھے بڑے محتاط تھے اور رائے سے دور رہتے تھے۔

قال النووی فی التہذیب قال الخطیب ابوحنیفۃ فقیہ العراق رأی انس بن مالک رضی اللہ عنہ وسمع عطاء وابا اسحٰق ومحارب والہیثم وقیس بن مسلم ومحمد بن المنکدر ونافعا وہشام بن عروہ ویزید الفقیر وسماک بن حرب وعلقمہ وعطیہ وعبد العزیز وابا امیہ وغیرہم

وروی عنہ ابو یحیی وہشیم وعباد بن العوام وابن المبارک ووکیع ویزید بن ہارون وعلی بن عاصم ویحیی بن نصر والمقری وعبد الرزاق وابو یوسف القاضی وعدۃ۔

ذکر امام محمد بن الحسن الموصلی الحافظ فی آخر کتاب فی الضعفاء قال یحیی بن معین ما رأیت احداً اقدمہ علی وکیع وکان یفتی برأی ابی حنیفۃ وکان یحفظ حدیثہ کلہ وکان قد سمع من ابی حنیفۃ کثیراً وقیل لیحیی بن معین ایما احب الیک ابو حنیفۃ او الشافعی او ابو یوسف القاضی فقال اما الشافعی فلا احب حدیثہ واما ابو حنیفۃ فقد حدث عنہ قوم صالحون وابو یوسف لم یکن من اہل الکذب وکان صدوقاً ولکن لست اری حدیثہ یجزی امام یحیی بن معین نے کہا ابو حنیفہ سے ایک جماعت صالحین محدثین نے روایت حدیث کی ہے اور وکیع بن جراح نے ابو حنیفہ کی ساری مرویات حدیث کا حفظ کر رکھا تھا اور وکیع نے ابو حنیفہ سے بہت کثرت سے حدیث سنی تھی (وکیع بن الجراح امام احمد بن حنبل سفیان بن عیینہ اور یحیی بن معین کے استاد ہیں) امام محمد بن حسین الموصلی حافظ الحدیث نے کتاب ضعفاء کے آخر میں لکھا ہے مجھے ثقہ نے روایت کی کہ قال الحسن بن علی الحلوانی قال لی شبابۃ بن سوار کان شعبۃ حسن الرای فی ابی حنیفہ اور شعبہ امیر المومنین فی الحدیث کی رائے امام ابو حنیفہ کی نسبت اچھی تھی اور شعبہ شعبہ ہی تھے۔

قلت روایت طعنہ روایت امام صاحب کے مسانید کے علاوہ ابو یوسف کی کتاب الخراج امام محمد کی آثار اور موطا اور مصنف ابن ابی شیبہ (استاد بخاری ومسلم) طحاوی کے معانی الآثار مشکل الآثار سنن دارقطنی سنن بیہقی۔ معاجم طبرانی مستدرک حاکم وغیرہ میں امام ابو حنیفہ کی صدہا روایتیں موجود ہیں بخاری ومسلم اور اصحاب اربعہ نے محض تعصب سے امام سے روایت نہ کی ہو تو کوئی حرج نہیں امام کے ادنیٰ شاگردوں کی روایات صحاح ستہ

میں موجود ہیں۔

ابوالموئد موفق حافظ ابن حجر عسقلانی علامہ ابن حجر مکی اور امام شعرانی اور حافظ جلال الدین سیوطی وغیرہم نے اپنی اپنی تصنیفوں میں اور ابوبکر الخطیب نے تاریخ بغداد میں روایت کی ہے کہ امام کے شیوخ حدیث ۴ ہزار تک گنے گئے جن میں تابعین ۳۱۹ اور پانچ یا چھ صحابی تھے چنانچہ ابن حجر کے خاص لفظ یہ ہیں انہ ادرک جماعۃ من الصحابۃ کانوا بالکوفۃ بعد مولدہ بہا سنۃ ثمانین فہو من طبقۃ التابعین (فتاوی العسقلانی) ابن حجر مکی کے خاص لفظ یہ ہیں الفصل السابع فی ذکر شیوخہ ہم کثیرون وقد ذکر منہم الامام ابوحفص الکبیر اربعۃ آلاف شیخ وقال غیرہ لہ اربعۃ آلاف شیخ من التابعین (ابن حجر مکی نے کہا امام ابوحفص الکبیر نے آپ کے شیوخ حدیث کی تعداد ۴ ہزار شمار کی مگر انکے سوا اوروں نے ثابت کیا ہے کہ صرف تابعین میں آپکے ۴ ہزار شیوخ تھے ابوحنیفہ نے بیس سال حدیث کی تحصیل میں صرف کیا اور آپ سے جن بزرگواروں کو سماع حدیث تھا بقول حافظ ابن حجر مکی صرف محدثین میں آٹھ سو شخص تھے فقہاء کی تعداد جنھوں نے آپ سے تلمذ حاصل کیا انکا ضبط ممکن نہیں مشاہیر داعیان الحدیث اور کبرائے محدثین جنھوں نے آپ سے حدیث سنی اون میں سے گنتی کے چند یہاں درج ہوتے ہیں۔

(۱) بقول علی بن المدینی شیخ البخاری حدث عنہ الثوری وعبداللہ بن المبارک وحماد بن زید وہشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون نے آپ سے حدیث سنی اور روایت کی ذخیرات الحسان۔

(۲) بقول حافظ الحدیث ثقۃ الاعلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حدث عنہ عبداللہ[1] بن المبارک والامام مالک[2] بن انس۔ واللیث[3] بن سعد والامام[4] مسعر بن کدام والامام[5] زفر والامام[6] ابویوسف

(۲) محمدبن حسن الشیبانی (تہذیب التہذیب)

(۳) بقول علامہ ذہبی نقادالمحدثین حدث عنہ وکیع ویزید بن ہارون وسعد بن الصلت وابوعاصم النبیل وابونعیم وعبدالرزاق وعبیداللہ بن موسیٰ وابوعبدالرحمن المقری وبشر کثیر۔ اور انکے سوائے بہت سارے لوگ۔

(۴) بقول حافظ جلال السیوطی روی عنہ ابراہیم بن طہمان (۲) الابیض بن الاغر (۳) اسد بن عمرو (۴) حبان بن علی (۵) ابوعاصم (۶) عباد بن العوام (۷) عبداللہ بن المبارک (۸) زید بن الحباب (۹) علی بن ظبیان (۱۰) علی بن مسہر (۱۱) ابونعیم بن دکین (۱۲) قاسم بن معن (۱۳) محمد بن حسن (۱۴) مکی بن ابراہیم (۱۵) یزید بن ہارون (۱۶) نوح بن ابی مریم (۱۷) وکیع بن الجراح (۱۸) یحییٰ بن یمان (۱۹) یونس بن بکر (۲۰) ابواسحاق الفرازی (۲۱) ابوحمزۃ السکری (۲۲) ابومقاتل السمرقندی (۲۳) ابویوسف القاضی (۲۴) داؤد الطائی (۲۵) عبدالرزاق وخلق کثیر۔

امام ابوحنیفہ نے بروایت موفق ابوالموید المکی الخوارزمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی ۷۰ ہزار حدیثیں حفظ کیں اور چار ہزار کی روایت فرمائی بقول حافظ ابن حجر ابوحنیفہ نے بغیر کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی فتویٰ نہ دیا (جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ ابن حجر) علامہ زرقانی نے شرح موطا میں لکھا ہے بعض روایتوں سے آپ کی مرویات ۵۰۰ بعض سے ۷۰۰ بعض سے ۱۰۰۰ بعض سے ۷۰۰۰ ثابت ہیں ایسے جلیل القدر امام دین کی نسبت (جن کے شیوخ حدیث صرف تابعین ۴ ہزار ہوں اور ۶ صحابی بھلے امام ہوں۔ جس نے ۲۰ سال حدیث کی سماعت کی ہو جس سے کبار آئمہ محدثین اور اعیان ارکان حدیث مثل ثوری۔ ابن مبارک حماد بن زید وکیع عباد۔ جعفر بن عون۔ یزید بن ہارون۔ سعد بن الصلت ابوعاصم النبیل ابونعیم عبدالرزاق

عبدالرحمن المقری۔ مکی بن ابراہیم ۔ ابراہیم بن طہمان ۔ علی بن ظبیان داؤد الطائی۔ امام مالک وغیرھم نے سماع حدیث نبوی کیا ہوا ورجس کو ۷ ہزار حدیثیں حفظ تھیں اور جس نے خود ۴ ہزار حدیثیں روایت کی ہیں۔ قلت حدیث ۔ ضعف یا عدم اعتنا رحدیث کا کون شبہ کرسکتا ہے ؟

علامہ ابن خلدون نے فصل علوم الحدیث میں ائمہ مجتہدین کے ذکر میں لکھا ہے کہ بعض ناانصاف اور جہلا کا قول ہے کہ بعض مجتہدین قلیل الرّوایتہ تھے لیکن یہہ خیال لغو ہے مثلاً امام ابوحنیفہ کا حدیث میں نہایت عالی پائہ تھا ۔

حافظ ابوالحسن محمد بن یوسف الدمشقی نے عقود الجمان میں امام صاحب کے اعیان المحدثین ہونے پر ایک جداگانہ باب ہی باندھا ہے ون کے خاص لفظ یہہ ہیں الباب الثالث والعشرون فی بیان کثرۃ حدیثہ وکونہ من اعیان المحدثین (تیئسواں باب اس بیان میں کہ ابو حنیفہ کثیر الحدیث اور اعیان محدثین سے تھے) خرّج الموفق باسنادہ عن زفر کان کبراء المحدثین مثل زکریا ابن ابی زائدہ وعبدالملک بن ابی سلیمان واللیث ابن ابی سلیم ومطرف بن طریف وغیرہم یختلفون الی ابی حنیفہ ویسألونہ ما یشتبہ علیہم من الحدیث (کبرا محدثین شبہات حدیث آپ سے حل کیا کرتے تھے)

قال ابن خلدون فی مقدمۃ تاریخہ عبر دیوان المبتدا والخبر والامام ابوحنیفۃ انما قلت روایتہ لما شدّد فی شروط الروایۃ والتحمّل وضعّف روایۃ الحدیث الیقینی اذا عارضہا الفعل النفسی وقلت من اجلہا روایتہٗ فقل حدیثہ لا انہ ترک روایۃ الحدیث متعمداً فحاشاہ من ذلک ویدل علی انہ من کبار المجتہدین فی علم الحدیث اعتمادُ مذہبہ فیما بینہم والتعویل علیہ واعتبارہ ردًا وقبولا واما غیرہ من المحدثین وہم الجمہور فتوسعوا فی الشروط وکثر حدیثہم یعنے امام ابوحنیفہ کی

روایت حدیث بہ نسبت اوروں کے اس وجہ سے کم رہی کہ امام صاحب نے شروط روایت شدید کردیئے اور التزام کو بھی قوی کردیا تھا امام صاحب نے حدیث فعلی کے آگے اوس کی مخالف حدیث قولی کو ضعیف ٹھرادیا تھا ورنہ یہہ خیال کرنا کہ روایتیں نہ ملیں یا انھوں نے حدیث کی روایت نہ کی دروغ ہے یہہ شدت التزام حدیث کا اثبات پر دلیل ہے کہ آپ کبار مجتہدین حدیث تھے آپکے سوا باقی اور محدثوں نے شروط حدیث آسان کردیئے لہذا اون کی حدیثیں بہت ہوگئیں۔

قال الشعرانی فی میزان الکبریٰ وقد اتبعت بحمد للہ اقوالہ واقوال اصحابہ لما الفت کتاب ادلۃ المذاہب فلم اجد قولا من اقوالہ او اقوال اتباعہ الا وہو مستند الی اٰیۃ او اثر او الی مفہوم ذلک او حدیث ضعیف کثرت طرقہ او الی قیاس صحیح علی اصل صحیح میں نے امام صاحب اور اونکے اصحاب کے اقوال کا اتباع کیا میں نے امام صاحب اور انکے اصحاب کے ہر قول کو یا تو آیت سے یا حدیث سے یا اثر صحابہ سے یا اس کے مفہوم سے یا ضعیف حدیث بطرق کثیرہ سے یا قیاس صحیح سے مستند پایا جو اصل صحیح پر تھا۔ (میزان شعرانی جلد اول)

قال الشعرانی فی المیزان وقد کان ابو حنیفۃ یشترط فی الحدیث المنقول قبل العمل بہٖ ان یرویہ عن ذلک الصحابی جمع اتقیا وعن مثلہم وہکذا۔ یعنے امام ابو حنیفہ نے شرط لگادی تھی کہ صحابی سے ایک گروہ اتقیا اور عدول کا سنے اور پھر اون سے بھی ایک جماعت اتقیا وعدول کی روایت کرے اور جب تک کسی حدیث میں یہہ شرط نہ ہوتی تھی آپ اوسکی روایت نکرتے تھے (میزان شعرانی جلد اول) ارباب نظر بتائیں۔ کہ ابو حنیفہ کی نظر حدیث کی جانچ میں کتنی بلند تھی۔ اگر اہل روایت نے آپ کی تقلید کی ہوتی تو آج ہمارے صحاح وسنن پورے سارے صحیح ترین احادیث کے دفتر رہتے۔

قال الشعرانی فی المیزان (جلد اول)، اعلم یا اخی انی طالعت بحمد للہ ادلۃ المذاہب الاربعۃ وغیرھا لاسیما ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفۃ فانی خصصتہ بمزید اعتناء وطالعت علیہ کتاب تخریج احادیث الہدایۃ للزیلعی وغیرہ من الشروح فرایت ادلتہ وادلۃ اصحابہ مابین صحیح اوحسن اوضعیف کثرت طرقہ حتی لحق بالحسن او الصحیح فی صحۃ الاحتجاج بہ من ثلاثۃ طرق او اکثر الی عشرۃ۔ میں نے خصوصیت سے مذہب امام صاحب کی مزید اعتنا کے ساتھ تنقید کی اور تخریج زیلعی وغیرہ شروح ہدایہ بھی دیکھے میں نے دیکھا کہ امام اور اصحاب امام کے کل مسائل مدلل باحادیث صحیحہ یا حسن یا ضعاف مرویہ بطرق کثیرہ ہیں جو درجہ حسن یا درجہ صحیح تک پہونچ جاتے ہیں۔ الخ

قال الشعرانی فی المیزان وکان ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ یقول نحن لانقیس الاعند الضرورۃ الشدیدۃ وذلک انا ننظراولا فی دلیل تلک المسألۃ من الکتاب والسنۃ او اقضیۃ الصحابۃ فان لم نجد دلیلا قسنا ابوحنیفہ فرماتے تھے قرآن وحدیث اور فتاوائے صحابہ سے اگر مسئلہ نہ ملتا تھا تو لازما قیاس کرنا پڑتا تھا۔ (میزان جلد اول)

قال الشعرانی فی المیزان وجمیع ما استدل بہ لمذہبہ اخذہ عن خیار التابعین وانہ لایتصور فی سندہ شخص متہم بکذب وان قیل بضعف شیء من ادلۃ مذہبہ فذلک الضعف انما ہو بالنظر للرواۃ النازلین عن سندہ بعد موتہ وذلک لایقدح فیما اخذ بہ الامام امام نے اپنے مذہب کے استدلال میں کل ادلہ جو پیش کئے ہیں وہ وہ حدیثیں ہیں جنھیں خیار تابعین سے آپ نے سنیں اور روایت کی ہیں جن میں کے ایک کے نسبت بھی اتہام کذب کا تصور تک ہوسکتا نہیں اگر معاند یہہ کہیں کہ بعض احادیث مرویہ ضعیف بھی ہیں تو اونکا ضعف نیچے کے رواۃ کی وجہ سے ہے جو بعد امام صاحب کے اوس روایت میں شامل ہوگئے

ہیں اس سے امام کے مرویہ احادیث پر کوئی اعتراض وارد ہو سکتا نہیں۔

قال النووی فی تہذیب الاسماء ابو حنیفۃ الامام البارع ادرک اربعۃ من الصحابۃ وقال الخطیب رائی انس وسمع عطاء وابا اسحٰق ومحارب والہیثم وقیس بن مسلم ومحمد بن المنکدر ونافعا وہشام بن عروہ ویزید الفقیر وسماک بن حرب وعلقمہ وعطیۃ العوفی وعبدالعزیز بن رفیع وعبدالکریم ابا امیۃ وغیرہم وروی عنہ ابو یحیٰی الحمانی وہشیم وعباد بن العوام ووکیع وعبداللہ بن المبارک ویزید بن ہارون وعلی بن عاصم ویحیٰی بن نصر وہودۃ والمقری وعبدالرزاق وابو یوسف ومحمد وآخرون (نووی تہذیب الاسماء میں لکھتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے چار صحابیوں کو دیکھا ہے اور خطیب لکھتے ہیں کہ آپ نے انس کو دیکھا اور عطاء۔ ابو اسحٰق ومحاریب، ۔ ثار۔ ہیثم۔ قیس۔ محمد بن المنکدر نافع ہشام یزید سماک۔ علقمہ عطیہ عبدالعزیز بن رفیع ابو امیہ عبدالکریم وغیرہم سے حدیث کی سماعت کی۔ اس شہادت کے بعد بھی اگر امام ابوحنیفہ پر قلت روایت کا طعن ہو تو اس قلت روایت کے الزام میں اکیلئے ابوحنیفہ ہی نہیں بلکہ امام مالک امام شافعی بھی اس میں شریک ہیں چنانچہ امام مالک نے صرف ۶ سو احادیث جنہیں مرفوع مرسل اور موقوف شامل ہیں موطا میں روایت کی ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قریب قریب اسی حد تک روایت کی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر اعتذار کرتے ہیں کہ اشتغال فقہ کی وجہ سے اونہیں روایت کی فرصت نہ تھی قال ابن خلدون وابو حنیفۃ انما قلت روایتہ لما شدد فی شرط الروایۃ والتحمل (ابو حنیفہ کے شرائط حدیث کچھ ایسے سخت تھے جس کی وجہ سے اون کے پاس کم حدیثیں صحیح ثابت ہوئیں)۔ بیہقی نے اپنے اسناد سے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے بہت

کم حدیثیں ارباب معرفت کے نزدیک صحیح و ثابت ہیں چنانچہ سیدنا ابوبکر نے صرف ۱۷
سیدنا عمر نے صرف ۵۰ سیدنا عثمان نے ۸۰ اور سیدنا علی نے صرف ۸۴ حدیثیں روایت
کیں (مناقب الامام الشافعی للرازی ب) ابوحنیفہ کے شرائط صحت سخت ہونے سے کم
حدیثیں صحیح ثابت ہوئیں اور آپ نے اونہیں کی روایت کی جو آپ کے نزدیک صحیح
ٹھہریں۔

امام کے مسانید

قال الشعرانی فی المیزان وقد من اللہ علی بمطالعۃ مسانید الامام ابی حنیفہ
الثلاثۃ من نسخۃ علیہا خطوط الحفاظ آخرہم الدمیاطی فرأیتہ لا یروی الا عن
خیار التابعین العدول الثقات الذین ہم من خیر القرون بشہادۃ النبی کالاسود
وعلقمہ وعطاء والشعبی ومجاہد ومکحول والحسن واضرابہم فکل الرواۃ الذین بنیہ وبین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدول ثقات اعلام اخیار لیس فیہم کذاب ولا متہم بکذب
وناہیک یا اخی لعدالۃ من ارتضاہم الامام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ لان یاخذ منہم احکام دینہ
مع شدۃ تورعہ وتحرزہ وشفقتہ علی الامۃ المحمدیۃ وقد بلغنا انہ سُئل یوماً عن الاسود و
عطاء وعلقمہ ایہم افضل فقال واللہ ما نحن باہل ان نذکرہم فکیف نفاضل بینہم۔

شعرانی نے میزان میں لکھا ہے امام ابوحنیفہ کے مسانید کے تین نسخے جن پر
حفاظ الحدیث کی تحریریں تھیں اور جنمیں آخرین حفاظ حافظ دمیاطی تھے اللہ تعالے
نے اپنی عنایت سے مجھے دکھائے میں نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہ نے کسی بھی حدیث
کی سوائے خیار تابعین عدول و ثقات کے مرویات کے روایت نکی اور تابعین
وہ بزرگ ہیں جنھیں لسان نبوت سے خیر القرون کا خطاب مرحمت ہوا ہے۔ امام
ابوحنیفہ کے راویوں میں۔ اسود۔ علقمہ۔ عطاء۔ مجاہد۔ مکحول حسن بصری

اور ان کے اقران اور برابر کے لوگ ہیں۔ امام صاحب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی کل رواۃ عدول۔ ثقہ۔ اعلام اور اخیار صین ان میں کا کوئی راوی بھی نہ جھوٹا ہے اور نہ متہم ہے۔ ان راویوں کے عدول وثقہ ہونے کی اس سے بڑھکر اور کون سی دلیل چاہیئے کہ ابوحنیفہ نے اپنے شدت تورع زہد واحترازا ور شفقت امت نبویہ کے باوجود دین کے احکام ان راویوں سے اخذ کئے تھے۔ (متقدمین تو مسند الامام کی اتنی رفعت کرتے ہیں اور متاخرین نے مثل شاہ ولی اللہ صاحب کے حجۃ اللہ البالغہ میں اور شاہ عبد العزیز صاحب کے بستان میں اتنی بے اعتنائی کی اور وہابیت کا دروازہ کھولدیا) ہمیں یہہ بھی روایت پہونچی ہے کہ اسود عطا اور علقمہ کے درمیان افضلیت کی نسبت آپ سے سوال ہوا تھا تو آپ نے فرمایا جب ہم ان بزرگوں کے نام لینے کے بھی قابل نہیں ہیں تو پھر کیسے تفاضل کر سکیں گے انتہی کلام الشعرانی۔

قال علامۃ الفھامہ ابن حجر الہیتمی الشافعی فی خیرات الحسان وقد خرج الحفاظ من احادیثہ مسانید کثیرۃ اتصل بنا کثیر منہا کما ھو مذکور فی سندات مشایخنا (ابن حجر مکی کا یہہ ارشاد ہے کہ امام ابوحنیفہ کی مرویات سے حفاظ حدیث نے بہت سی مسندیں مدون کی ہیں اور ہم تک انکی حدیثیں بہت سی پہونچی ہیں جو ہمارے مشائخین کی مسندوں میں تھیں)

امام ابوحنیفہ اور آپ کے شیوخ فی الحدیث کی ثقاہت۔ عدالت۔ حفظ کی کتنی ارفع شان ہے اور آپ کے مسانید کی کن لفظوں میں آئمہ حدیث نے تعریف کی ہے) اس کے خلاف جو کچھ بھی کہا جائے وہ محض حسد ہے)

قال الشعرانی فی المیزان فعلم ان الامام لایقیس ابدا مع وجود النص کما یزعمہ بعض المتعصبین علیہ وانما یقیس عند فقد النص (امام صاحب نے نص کے موجود ہوتے کبھی قیاس نہ فرمایا فقدان نص پر

قیاس کرتے تھے یہ متعصب جو کہتے ہیں وہ جھوٹ ہے۔

امام صاحب اور قیاس

محدثین کے دو فرقے ہوے ہیں ایک تو وہ فرقہ ہے جو رواۃ کی ثقاہت عدالت۔ ضبط۔ عدم شذوذ اور صداقت کو حدیث کی صحت کا معیار قرار دیتا ہے اس فرقہ کا نام اہل الراویۃ ہے۔

دوسرا فرقہ وہ ہے جو راوی کی فقاہت و ثقاہت کو دیکھتے ہوے یہہ بھی تحقیق کرتا تھا کہ روایت باللفظ ہے یا بالمعنی۔ موقع حدیث کیا تھا۔ مخاطب کون تھے آیا یہہ روایت قرآن مجید یا شان نبوت یا عقل قطعی یا واقعات مشہورہ اور اصول مجمع علیہا کے کہیں خلاف تو نہیں ہے اس طبقہ محدثین کو اہل الدرایۃ یا مجتہد یا اہل الرائے کہتے ہیں۔

اہل الرائے یا اہل الدرایۃ کے پیشرو سیدنا ابوبکر عمر عثمان علی و عبد اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں بعد والوں میں ابی وائل۔ علقمہ۔ اسود۔ ابراہیم۔ ابوحنیفہ۔ ربیعہ۔ ابن ابی لیلی اوزاعی۔ مالک اور ثوری وغیرہم مشہور رہوے ہیں۔

باوجود اس امر کے کہ محدثین کے ہر دو طبقوں یعنے اہل الروایۃ اور اہل الرائے میں فرقہ موخرالذکر نہایت معقول اور دانشمند تھا اور نیز اہل الرائے کے قواعد قبول روایت کو بیسوں اہل الروایۃ نے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا بھی تھا مگر کمی روایت کے اندیشہ نے انہیں اہل درایت کے خلاف برانگیختہ بھی کر دیا چنانچہ ابن خلدون ابوحنیفہ کی نسبت کہتے ہیں انما قلت روایتہ لما شدد فی شروط الروایۃ والتحمل قلت روایت کا ابن خلدون نے مرثیہ تو پڑھا مگر صحت حدیث کی رفعت کی نسبت ایک لفظ نہ کہا یحیٰی بن معین کہتے ہیں وہو ان قال لاحجۃ الا فیمار واہ الراوی من حفظہ وتذکرہ ۰ بیشک ابوحنیفہ کے ایسے امام اعظم کے لئے درایت کی یہہ سب سے بڑی شرط روایۃ باللفظ کی سخت ضرورت تھی علامہ ابن عبدالبر نے

توکتاب الکنی میں اسکا اظہار بھی کر دیا قال ابوحنیفہ ما خالف الاصول المجمع علیہا لا یقبل منہا وذلک فی اخبار الاحاد فانکر علیہ اصحاب الروایۃ وقد اخطا رفی ذلک یعنے امام صاحب نے کہا کہ اخبار احاد اگر اصول مجمع علیہا کے مخالف ہوں تو قابل قبول نہیں مگر اہل الروایۃ نے اسکا انکار کیا اور بڑی غلطی کے مرتکب ہوے اہل الروایۃ کے ایک رکن رکین اپنے فرقہ کی اس غلطی کا اعتراف کرتے ہیں جو اس فرقہ نے امام ابوحنیفہ کے اصول درایت کے خلاف اپنی بے ہنگام آواز اوٹھا کر ارتکاب کیا ہے۔

بڑے سے بڑے اہل روایت بھی تو اس الزام اہل الرائے سے بچ نہ سکے۔ چنانچہ امام مالک بن انس رحمتہ اللہ علیہ بھی جنکا پایہ حدیث میں دنیائے اسلام سے پوشیدہ نہیں ہے (روایت کا آپ سے ایسا تعلق تھا جیسا نور کا آفتاب سے ہے) اس اہل الرائے ہونے سے بچ نہ سکے خود ان کے شاگرد رشید امام محمد بن ادریس الشافعی رحمتہ اللہ علیہ نے امام مالک کے رد میں ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا جس میں یہہ ثابت کیا کہ امام مالک نے بہت سے مسئلوں میں حدیث کا خلاف کیا اور اپنی رائے سے فتوی دیا ہے (مناقب للرازی)

(۲) لیث بن سعد رکن رکین اہل الروایۃ نے بھی امام مالک کے ستر مسئلوں کو حدیث کا مخالف ثابت کیا اور علے رؤس الاشہاد دکھلایا کہ مالک اپنی رائے سے فتوی دیتے تھے (قلائد العقیان)

(۳) امام محمد ابن الحسن نے جو امام کے بھی شاگرد تھے کتاب الحج اون کے رد میں تصنیف کی اور ثابت کیا کہ اہل مدینہ صریح حدیث کی مخالفت کرتے ہیں اور رائے سے فتوی دیتے ہیں۔

(۴) امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف یحیی بن معین امام الجرح والتعدیل نے کیا کچھ کہا اور آپ اہل الرائے ہونے کو کس طرح ثابت کیا ہے وہ اہل علم پر مخفی نہیں۔

محض اس بنا پر کوئی صاحب درایت کہہ نہیں سکتا کہ یہہ بزرگوار حدیث کا خلاف کیا کرتے

تھے اسیطرح سے امام ابوحنیفہ بھی حقیقت میں حدیث صحیح کی حقیقی تلاش فرمایا کرتے تھے جو اہل الروایتہ کے کو کھلے اور بودے شروط سے نہیں نکل سکتی تھی۔
اخبار احاد کی روایت کو باللفظ مشروط کر دینا یا اگر بالمعنی مروی ہو تو شاہد طلب کرنا اور عدم موجودگی شاہد پر اصول درایت سے اوس کی جانچ کرنا نفس الامر میں ظنی الثبوت کو قطعی الثبوت بنانا اور حقیقی حدیث صحیح کی تلاش کرنا ہے اور یہی اہل روایتہ کے پاس رائے ہے جس کو وہ جائز نہیں رکھتے تھے کیونکہ اون کے دفاتر کی تنقید ہو رہنے کا اونہیں کھٹکہ لگا رہتا تھا۔
امام ابوحنیفہ کا اہل الروایتہ کی نظروں میں بس اتنا گناہ تھا کہ امام صاحب نے حدیث کی روایت کو باللفظ مشروط کر دی اور بصورت روایت بالمعنی خبر احاد کے لئے شہادۃ ضروری قرار دی اور بصورت فقدان شہادت درایتاً اوس کی تشخیص کرنی لازمی کر دی تھی مگر ابوحنیفہ کے ایسے امام المسلمین کے لئے جو آخر افعال اور اقوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں تھے اور دین حنیف کے لفظاً اور معنی زندہ کرنیوالے تھے حقیقی معنوں میں حدیث صحیح کی سخت ضرورت تھی جو بغیر ان شروط کے عائد کئے ہرگز نہیں مل سکتی تھی اہل الروایتہ کا ایک جم غفیر جو ابوحنیفہ پر ٹوٹ پڑا ہے ہم اسلئے معذور سمجھتے ہیں کہ ان میں کا ایک شخص بھی ابوحنیفہ نہ تھا۔
قال الشعرانی فی المیزان وماطعن فی قول من اقوالہم الاجھلہ بہ اما من حیث دلیلہ واما من حیث دقتہ مدارکہ علیہ لاسیما الامام الاعظم ابوحنیفۃ الذی جمع السلف والخلف علیٰ علمہ و ورعہ وعبادۃ ودقتہ مدارکہ واستنباط وحاشا من القول فی دین اللہ بالرأی الذی لاشہدلہ ظاہر کتاب وسنتہ (اسکا ترجمہ ہو چکا)
قال الموفق حدثنا برہان الدین ابوالحسن علی بن حسین الغزنوی حدثنا الحسین بن محمد البلخی حدثنا ابومنصور الشحی حدثنا ابوالقاسم التنوخی حدثنی ابی حدثنا ابوبکر حدثنا احمد سمعت یحییٰ بن معین یقول

وہو سُئِل عن ابی حنیفہ اثقۃٌ ہو فی الحدیث فقال نعم ثقۃ ثقۃ کان واللہ اورع من ان یکذب وہو اجل قدراً من ذلک وسُئل عن ابی یوسف فقال ہو صدوق ثقۃ انتہی کلامہ (اسکا ترجمہ ہو چکا)

وبہ عن ابو غسان قال سمعت اسرائیل بن یونس یقول کان نعم الرجل نعمان ماکان احفظہ لکل حدیث فیہ فقہ واشد فحص عنہ وعن محمد بن سعدان قال کنت عند یزید بن ہارون وعندہٗ یحیی بن معین وعلی بن المدینی واحمد بن حنبل وزہیر بن حرب وآخرون فقال یزید اذہب الی اہل العلم فقال ابن المدینی ایسو عندک فقال اہل العلم اصحاب الامام وانتم صیادلۃٌ (اسکا ترجمہ ہو چکا)

وبہ عن عبدالرحمٰن بن مہدی قال کنت نقالا للحدیث فرأیت الثوری امیرالمومنین فی العلم وابن علیہ امیر العلماء وشعبۃ عیار الحدیث وابن المبارک صراف الحدیث ویحیی بن سعید قاضی العلماء، وابا حنیفہ قاضی قضاۃ العلماء (ابن مہدی کا قول تھا کہ امام صاحب علماء کے قاضی القضاۃ تھے)

وبہ عن محمد بن ظریف قال کنا عند وکیع فقال یا ایہا الناس لاینفعکم سماع الحدیث بلا فقہ ولا تفقہون حتی تجالسوا ابی حنیفہ، واصحابہ فیفسر لکم۔ وکیع کہتے تھے لوگو تم کو حدیث کی سماعت فائدہ نہ دے گی جب تک تم کو فقہ (سمجھ) نہ ہو اور سمجھ نہ آئے گی جب تک ابو حنیفہ پاس نہ جاؤ

قال ابو نعیم الفضل بن دکین فی روایۃ الجوہری عنہ کان ابو حنیفہ صاحب غوص فی الحدیث (ابو نعیم کہتے تھے ابو حنیفہ حدیث میں بہت غوض وغوص کرنے والے تھے)

وبہ عن ابی یوسف قال ما رأیت احداً اعلم بتفسیر الحدیث من ابی حنیفہ۔

روی الخطیب باسنادہ عن بشر بن الحارث قال سمعت عبداللہ بن داؤد قال اذا اردت الحدیث فسفیان واذا اردت دقائقہا فابو حنیفہ روی الخطیب عن یحیی بن سعید القطان یقول

لا نكذب الله ما سمعنا احسن من رای ابی حنیفه و قد اخذ نا باكثر اقواله۔

روی ایضا عن حمد بن حفص عن الحسن بن سلیمان انه قال فی تفسیر حدیث لا تقوم الساعة حتی یظهر العلم قال هو ابی حنیفه و تفسیر لا آثار۔

روی الخطیب عن یحیٰی الحمانی عن عفان بن مسلم قال سمعت حماد بن ابی سلمه یقول كان ابو حنیفه احسن الناس فتوی (سفیان کہتے تھے ابو حنیفہ اچھا فتویٰ دیتے تھے) امام جعفر الصادق علیہ السلام کا قول ہے كان ابو حنیفة ابصر الناس فی الحدیث و افضلهم فی الفقه امام جعفر فرماتے تھے ابو حنیفہ کو حدیث کی بصیرت اور فقہ کی نظر حاصل تھی (الانتصار لسبط ابن الجوزی)۔

اسحق بن راہویہ شیخ البخاری کا بیان ہے ما رایت اعلم من ابی حنیفه فی الاحكام و القضایا (الانتصار لسبط ابن الجوزی)

ہمارے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو انہی کے اقران نے مبصر و مفسر حدیث تسلیم کر لیا تھا اور حدیث کے صرفی اور مفسّر کو ہی اہل الرائے کہتے ہیں۔ جیسا کہ منصور بن المعتمر عبد اللہ بن المبارک اور امام ابو یوسف نے تصریح بھی کی ہے۔

قال شاہ ولی اللہ فی الانصاف اما ہذہ الطبقة الذین ہم اہل الحدیث و الاثر فان الاكثرین منهم انما كد وهم فی الروایات و جمعهم الطرق و طلب الغریب و الشاذ من الحدیث الذی اكثره موضوع او مقلوب و لا یراعون المتون و لا یفهمون المعانی و یستنبطون سرها و لا یستخرجون ركازها رفقها و ربما عابوا الفقهاء و تنا ولوهم بالطعن و ادعوا علیهم مخالفة السنن و لا یعلمون انهم عن مبلغ ما اوتوه من العلم قاصرون و بسوء القول فیهم آثمون اہل حدیث روایت اور طرق حدیث کے جمع کرنے اور غریب و شاذ کو موضوع و مقلوب سے الگ کرنے میں رہتے ہیں اور متون کی نہ رعایت کرتے اور نہ انکے معانی سمجھتے ہیں نہ انکے اسرار و فقاہت کی تلاش کرتے ہیں بلکہ اونکے

فقہا پر طعن کیا کرتے ہیں اور اونکو مخالفت حدیث کا طعنہ دیتے ہیں حالانکہ یہ محدثین فقہا کے سلیقۂ علم سے عاری ہیں

اما صاحبؒ کی تنقید کی مثال

امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ جن حدیثوں کو صحیح تسلیم نہ کرتے تھے اون میں ذیل کی حدیثیں بھی ہیں جنہیں امام بخاری نے رحمتہ اللہ علیہ اپنی صحیح میں روایت کیا ہے ان میں احادیث قنوت فجر۔ بسم اللہ بالجہر آمین بالجہر۔ وجوب القرٔۃ للماموم۔ رفع الیدین (جنکا ذکر اون کے موقع پر آتا ہے) اور نفی امیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کذب ابراہیم مخالفت قرآن۔ اخراج معوذتین۔ حضرت ابو بکرؓ کے قرآن کا نقص اور حدیث قرطاس وغیرہم قابل غور ہیں۔ یہاں پر ہم صرف اخراج معوذتین۔ امیت اور حدیث قرطاس کا مجملاً ذکر کرتے ہیں کہ اہل الروایۃ نے سہل انکاری سے کتنے فتنے بپا کر دیئے۔

حدیث قرطاس

امام بخاری نے حدیث قرطاس کو سات طریقوں میں پیش کیا ہے لیکن ساتوں طریقے روایتاً اور درایتاً ثابت نہیں۔ الفاظ ہجرا ور غلب علیہ الوجع کے قائل پانچ طریقوں میں سیدنا عمرؓ کو اور دو میں جمہو کو قرار دیا ہے۔ اور ساتوں طریقے کے راوی سیدنا عبداللہ بن عباس ہیں جن کی عمر اوس واقعہ کے روز ۱۴ یا پندرہ سال سے بڑھکر نہ تھی۔ وفات کے چار دن پہلے یعنے جمعرات کے روز حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں بستر پر زانوے سیدنا علےؓ پر آرام فرما رہے تھے حضرت عباس سرہانے حضرت ابو بکر سامنے اور حضرت عمر چوکٹ پر اور دو ڈہائی سو صحابہ مسجد میں حجرہ کے محاذی تشریف فرما تھے اس وقت حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کاغذ لادو تاکہ میں تمہارے لئے ایک ایسی چیز لکھدوں کہ میرے بعد تم گمراہ نہوں الخ اس فرمان کی کسی صحابی نے جو وہاں موجود تھے روایت

نکی مگر عبداللہ بن عباس جو وہاں حاضر نہ تھے وہی اکیلئے روایت کرتے ہیں ملاحظہ ہو فتح الباری باب کتابۃ العلم جس میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے محدثین کے دلائل قطعیہ پیش کر کر ثابت کیا ہے کہ عبداللہ بن عباس اوس مجلس میں موجود نہ تھے۔

(۲) پانچ طریقوں میں عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود اور دو میں سعید بن جُبیر راوی ابن عباسؓ ہیں

(۳) عبید اللہ سے پانچوں میں زہری اور سعید کے دونوں طرق میں سلیمان راوی ہیں۔

(۴) زہری سے چار میں معمر اور ایک میں یونس بن یزید الایلی اور سلیمان الاحول سے دونوں روایتوں میں سفیان بن عینیہ راوی ہیں۔

(۵) معمر بن راشد سے تین طرق میں عبدالرزاق ابن ہمام ایک میں ہشام بن یوسف میں یونس سے ابن وہب راوی ہیں اور سفیان سے ایک جگہ پر قبیصہ اور دوسری جگہ قتیبہ نے روایت کی ہے۔ قبیصہ اور قتیبہ دونوں شیوخ بخاری ہیں۔

(۶) عبدالرزاق سے دو جگہ سے علی بن عبداللہ ایک جگہ عبید اللہ بن محمد نے ہشام سے ابراہیم بن موسیٰ نے اور ابن وہب سے یحییٰ بن سلیمان نے روایت کی ہے۔ علی عبید اللہ۔ ابراہیم اور یحییٰ شیوخ بخاری ہیں۔

(۷) یحییٰ ثقہ نہیں راوی المنکرات ہیں۔ اور قبیصہ کی روایت سفیان سے آج تک ثابت نہ ہوی۔ یونس بن یزید سوء الحفظ راوی المنکرات ہیں امام احمد کا قول ہے کہ وہ روایت کی غلطیاں کرتے تھے اور زہری سے منکرات روایت کرتے تھے سفیان بن عینیہ شیعی غالی تھے حدیثوں میں تدلیس کرتے تھے سیدنا عثمانؓ کا نام کبھی لیا نہیں۔ ابن ہمام اندھے ہوگئے تھے اور تدلیس کرتے تھے لہذا وہ حجت نہیں۔ احمد بن عبداللہ بن داؤد نے جھوٹی حدیثیں ان کے صندوق میں داخل کر دی تھیں اسی بنا پر عباس العنبری نے کذب کا الزام انہیں دیا تھا

کئے ہیں جن کے جواب امام طحاوی اور علامہ عینی نے مجملاً دیئے ہیں اور قاسم بن قطلوبغا نے تو مستقل رسالے میں واضح دے چکے ہیں من شاء فلیرجع الیہ

(۲) امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے کئی جگہ صحیح میں قال بعض الناس کا امام صاحب کی طرف اشارہ کیا اور دو ایک مرتبہ قال بعض اہل الرای سے امام پر طعن فرمایا ہے۔ یہہ طعن کوئی جدید نہیں اہل حدیث کے دو فرقہ ہو چکے تھے ایک محض روایت کیا کرتا تھا اور اسکا نام اہل الروایۃ تھا اور دوسرا روایت کے ساتھ درایت بھی جائز رکھتا تھا اور اسکا نام اہل الرائے تھا چنانچہ محدث ابن قتیبہ نے معارف میں اہل الرای کے عنوان کے تحت یہہ نام لکھ ہی دیئے ہیں ابن ابی لیلیٰ۔ امام ابو حنیفہ۔ ربیعۃ الرائی۔ زفر۔ اوزاعی۔ سفیان الثوری امام مالک ابو یوسف و محمد بن الحسن چونکہ ابو حفص کبیر اور امام بخاری کے سخت کشیدہ تعلقات تھے امام بخاری کا ابو حنیفہ پر طعن نہ کرنا نہایت عجب تھا۔

طعن اول۔ امام بخاری نے تاریخ الکبیر کے جزء رابع صفحہ ۹۳ پر تحریر فرمایا ہے نعمان بن ثابت ابو حنیفہ روی عنہ عباد بن العوام وعبداللہ بن مبارک وہشیم ووکیع بن الجراح ومسلم بن خالد الزنجی وابو معاویۃ وابو عبدالرحمٰن المقری کان مرجیاً سکتوا عن رائہ وعن حدیثہ قال ابو نعیم مات ابو حنیفۃ سنۃ مائۃ وخمسین۔

جواب۔ امام صاحب کا عقیدہ الایمان لایزید ولاینقص تھا اور امام بخاری کا اس کے خلاف تھا ایسے عقیدہ والے کو امام بخاری اپنے عندیہ میں مرجی کہتے تھے جس طرح امام بخاری کو خود ان کے اوستاد امام ذہلی اشد من الجہمیۃ، کہتے تھے۔

امام بخاری کا یہہ کہنا سکتوا عن رائہ وعن حدیثہ غلط ہے اور تاریخی واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ امام الحدیث حافظ الثبت ابو الحسن الدمشقی الشافعی نے اپنی کتاب عقود الجمان میں تحریر فرمایا ہے

بلغ ان اصحابہ وتلامذتہ کثیرون اور پھر نو سو اٹھارہ اشخاص کے نام مع نسب ضبط فرمائے ہیں جنھوں نے امام صاحب سے حدیث سنی اور روایت کی اور آپ کی صحبت اختیار کر رکھی تھی۔

امام ابن حجر مکی نے خیرات الحسان کے فصل الثامن میں لکھا ہے وقد ذکر منہم بعض متاخر المحدثین فی ترجمتہ نحو اثمانمائتہ مع ضبط اسمائہم ونسبہم بما یطول ذکرہ۔

امام جمال الدین المزی نے تہذیب الکمال میں لکھا ہے میں نے یہاں پر صرف پچانوے ائمہ کے نام درج کئے ہیں جنھوں نے ابو حنیفہ سے شرف سماعت حدیث حاصل کیا تھا اور روایت حدیث کی کی تھی۔

علاوہ برایں تہذیب التھذیب لابن حجر تہذیب الاسماء واللغات للنووی۔ انساب السمعانی مختصر الخطیب عبر فی اخبار من غبر للذہبی وغیرہ رجال کی کتابوں سے استقصا کیا جائے تو امام بخاری کے جملہ سکتوا عن رائہ وعن حدیثہ کی خاصی تردید ہو سکتی ہے مزید براں علامہ قاسم بن قطلوبغا متوفی ۸۷۹ھ نے اور شمس الائمہ کردری کے جواب منخول میں ابو جعفر احمد بن عبد اللہ بن القاسم نے الابانتہ میں اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالی ہے اور علامہ زرقانی نے شرح موطا میں لکھا ہے کہ امام صاحب سے بقول بعضے پانچسو بقولے سات سو اور بقولے ایک ہزار سات سو حدیثیں مروی ہیں۔ اب بخاری تنہا رہ گئے۔ ذیل میں ان بیسیوں کبار ائمتہ المحدثین کے نام بطور تبرک درج کئے دیتے ہیں جنھوں نے امام صاحب کی رائے اور روایت کو دنیا میں پھیلا دیا ہے: -

(۱) یحییٰ بن سعید القطان امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں کہتے ہیں کان یحییٰ یفتی بقول ابی حنیفہ بقول ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں خود یحییٰ کہا کرتے تھے قد اخذنا باکثر اقوالہ

(۲) عبد اللہ بن مبارک آپ نے فرمایا کرتے تھے لولا ان اللہ تعالیٰ اغاثنی بابی حنیفتہ وسفیان کنت کسائر الناس امام عبد اللہ بن المبارک کا امام صاحب سے حدیث کا سننا اور روایت کرنا امام بخاری

نسائی کہتے ہیں اون کی اکثر روایتیں منکر ہیں ابن عدی نے کہا خود ابن ہمام نے اپنی اکثر حدیثوں پر اتفاق نہ کیا۔

اس روایت کی اب کیا حیثیت رہتی ہے دیکھا چاہیئے۔ بخاری کے رواۃ کی جرح ضروری ہے مگر سیدنا عمرؓ پر اتہام باندھنا اور انہیں ناحق مطعون کرنا اچھا نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امّی ہونا

نص الذین یتبعون النبی الاُمّی سے ثابت ہے مگر امام بخاری نے عمرۃ القضا میں حدیث کہی کہ صلحنامۂ حدیبیہ میں رسول اللہ کے لفظ کو میٹ کر حضورؐ نے ابن عبداللہ تحریر فرمایا اس روایت میں عبیداللہ بن موسیٰ ہے جو شیعہ غالی اور متصف باختلاط اور راوی المنکرات ہیں پر امام احمد نے اس کو متروک فرمایا لطف تو یہہ ہے خود امام بخاری نے کتاب الجہاد اور کتاب الصلح میں عمرۃ القضا والی روایت کا رد کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن بھولجانا

امام بخاری نے شہادۃ الاعمیٰ میں روایت کی کہ ایک صحابی کی بلند آواز سے قرأت سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر خدا رحم فرمائے فلاں فلاں سورتونکی فلاں فلاں آیتیں جو میں نے بھولی تھیں اسنے یاد دلا دیں مگر اس کے خلاف میں خدا فرماتا ہے رسول من اللہ یتلو صحفاً مطہرۃ سنقرئک فلا تنسیٰ اور ان علینا جمعہ و قرانہ۔ اس روایت میں ہشام بن عروہ عیسیٰ بن یونس۔ محمد بن عبید بن میمون تینوں کے تینوں راویان منکرات۔ مدلسین اور روایات میں غلطیاں کرنے والے جمع ہو گئے ہیں۔

اخراج معوذتین

کتاب التفسیر میں بخاری روایت کرتے ہیں کہ زر بن حبیش نے ابی بن کعب سے کہا آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود معوذتین کی نسبت

کہتے ہیں (وہ قرآن سے نہیں ہیں) اس روایت میں شعیب ہیں جو ثقہ نہیں سئی الحفظ
اور راوی المنکرات ہیں ابو الیمان کا اون سے سماع ثابت نہیں۔ دوسری روایت میں
عاصم بن ابی النجود ہیں ابن سعد نے کہا کثرت سے غلطیاں کرتے تھے یعقوب بن سفیان نے
کہا مضطرب الحدیث ہیں ابو حاتم نے کہا ثقہ نہیں حافظ بھی نہیں ابن علیہ کہتے ہیں عاصم کے
نام والے سب کے سب سئی الحفظ تھے۔ اگر امام نے ایسی منکر روایتوں کو نہ مانا تو برا کیا کیا اسی
پر امام بخاری نے فرمایا کہ ابو حنیفہ نے حدیث کی مخالفت کی ہے۔ انہی روایتوں پر اگر فخر
کیا جا رہا ہے تو پھر اسلام کا خدا ہی حافظ ہے۔

امام صاحب پر جرح

جارحوں میں امام ابو بکر ابن ابی شیبہ المتوفی ۲۳۵ھ اور اونکے
تلمیذ امام محمد بن اسمٰعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ اور اون کے تلمیذ امام
نسائی المتوفی ۳۰۳ھ بہت پیش پیش ہیں۔

امام ابو حنیفہ ہی تنہا مجروح نہ ہوے بلکہ کبار تابعین مثل شعبی۔ اویس القرنی۔ ابراہیم نخعی
عکرمہ۔ نافع۔ عمرو بن دینار۔ عطا بن السائب۔ ابو الزبیر۔ محمد بن المنکدر۔ طلق بن حبیب
عبد اللہ بن الحکیم۔ عطاء بن ابی میمونہ۔ مطر بن ابی میمون۔ حماد بن ابی سلیمان۔ زاذان
مقسم۔ حماد بن سلمہ۔ امام مالک۔ امام جعفر الصادق۔ سفیان ثوری۔ امام شافعی۔ امام بخاری
امام مسلم وغیرہم بھی تو جرح سے نہ بچ سکے لن تجد لسنۃ المحدثین تبدیلاً۔

(۱) امام ابو بکر ابن شیبہ امام ابو حنیفہ کے تلامذہ یعنی عبد اللہ بن المبارک و وکیع بن الجراح
اور زکریا بن یحییٰ بن ابی زائدہ کے شاگرد ہیں اور امام بخاری امام مسلم ابو زرعہ ابو داؤد
ابن ماجہ کے اوستاد ہیں انھوں نے اپنی کتاب مصنف میں امام ابو حنیفہ سے متصل روایتیں کوئی ڈیڑھ سو
کے قریب کی ہیں مگر بعض مقامات پر بہ سبب تساہل اور عدم تامل قواعد امام صاحب پر اعتراض

ابن حجر مکی نے خیرات میں خطیب نے تاریخ میں ابن عبد البر نے الانتقا میں سبط ابن جوزی نے الانتصار میں روایت کی لما حج الاعمش ارسل الی ابی حنیفة لیکتب له مناسک الحج وکان یقول اکتبوا المناسک عنه فانی لا اعلم احداً اعلم بفرضها ونفلها منه یعنی امام المحدثین شیخ الائمہ اعمش نے امام صاحب سے مناسک لکھوا منگائے اور دوسروں سے بھی فرمایا کہ ابوحنیفہ سے مناسک لکھوا لیا کروان سے بڑھکر فرائض ونوافل حج کا جاننے والا میں نے دیکھا نہ سنا۔

یہ اعمش کی رائے ہے اور وہ حمیدی کا منطنہ تھا۔ بڑوں کی باتیں بڑی ہوتی ہیں امام صاحب کو حمیدی اور بخاری کیا جان سکتے ج واخراج ہذہ لروایته الامام ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری ثنا الحسن بن معروف ثنا ابوبکر ثنا یحیی بن معین قال سمعت علی بن سہر یقول خرج الاعمش الی الحج الخ

تیسرا طعن امام عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی المتوفی ۳۰۳ھ کتاب الضعفاء والمتروکین کے صفحہ ۳۵ پر فرماتے ہیں وابوحنیفة لیس بالقوی فی الحدیث وہو کثیر الغلط والخطاء علی قلة روایته یعنی ابوحنیفہ حدیث میں ضعیف ہیں قلیل الروایۃ ہیں قلت روایت کے باوجود غلطیاں اور خطائیں بھی روایت میں کرتے تھے۔ اسی جرح کو نسائی کے شاگرد ابن عدی نے اور اون کے تلمیذ دارقطنی نے دنیا میں بہانگ دہل سنایا ہے۔

جواب۔ امام نسائی نے ایک خدائی فیصلہ صادر فرمایا ہے جس کا سر ہے نہ ٹانگ کہدیا ابوحنیفہ ضعیف ہیں یہ نہ فرمایا ضعف کے اسباب جو محدثین نے بیان کئے ہیں اون میں کے کون کون اسباب ابوحنیفہ میں تھے۔ ذرا آگے چلکر قلت روایت کا طعنہ بھی دیا ہے جو سفید جھوٹ ہے اور جس کی تردید علامہ زرقانی کے اس قول سے کہ ابوحنیفہ سے یکہزار سات سو حدیثیں مروی ہیں اور امام ابوبکر ابن ابی شیبہ کے مرویات متصلہ سے امام محمد کے مرویات متصلہ سے مسانید ابوحنیفہ کے مرویات سے امام طحاوی

کے مرویات ۔ خود ابوالحسن الدارقطنی کے مرویات سے امام ابوبکر البیہقی کے مرویات سے امام سلیمان
الطبرانی کے مرویات سے واضح و بیّن ہے امام ابوحنیفہ نے جن حدیثوں کی روایت فرمائی ہے
اون کی تعداد بقول علامہ زرقانی ایک ہزار سات سو ہے اگر امام نسائی نے قلت روایت اسکا
نام رکھا ہے تو امام مالک اور امام شافعی بھی اسی طعن میں مبتلا ہیں عیاذاً باللہ۔
پھر فرماتے ہیں وہو کثیر الغلط والخطاء کیا امام نسائی نے اسکا خواب دیکھا تھا یہ پیدا ہوے ۲۱۳ھ
میں اور ۱۵۰ھ میں حدیث کی بسم اللہ کی امام ابوحنیفہ کو نہ خود دیکھا نہ سنا امام صاحب کے تلامذہ بھی
تو اوس وقت تک زندہ نہ تھے اگر نسائی امام صاحب کی چند حدیثیں بطور نمونہ روایت فرماتے
اور اون کے عیوب اور سقم خطائیں اور غلطیاں بیان کرتے تو بات تھی ورنہ ان کی یہ جرح بھی مثل
اوس جرح کے ہے جو انھوں نے اپنے استاد اور اپنے محسن احمد بن صالح المصری پر محض اس لئے
کی کہ احمد بن صالح نے انھیں تادیباً اپنی مجلس سے اوٹھوا دیا تھا۔
اب سنئے ۔ ضعف کے اسباب ۔ عدم ثقاہت[۱] ۔ عدم عدالت[۲] ۔ جہالت[۳] ۔ فسق[۴] ۔ کذب[۵] ۔
عدم ضبط[۶] ۔ عدم تقویٰ وغیرہ ہیں جاہل اور دشمن نے بھی امام صاحب پر اسکا مظنہ تک پیدا نہ کر سکا

عدالت ثقاہت امام

(۱) اخرج الخطیب فی تاریخہ ومحمد بن الحسین الموصلی فی کتاب الضعفاء وابن
عبد البر فی الانتقاء قال علی بن المدینی ابوحنیفۃ روی عنہ الثوری وعبد اللہ
ابن المبارک وحماد بن زید وہشام ووکیع بن الجراح وعباد بن العوام
وجعفر بن عون وہو ثقۃ لاباس بہ وکان امیر المومنین شعبۃ حسن الرای فیہ۔
(۲) امام نووی نے تہذیب الاسماء میں اور ابن عبد البر نے الانتقاء میں روایت کی قال علی بن
المدینی ابوحنیفہ ثقۃ لاباس بہ وکان عبد اللہ بن المبارک یقول انہ آیۃ من آیات اللہ۔
(۳) خطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عبد البر نے الانتقاء میں اور ابن نے حجر خیرات الحسان میں لکھا

نے تاریخ کبیر میں۔ نووی نے تہذیب الاسماء میں۔ مزی نے تہذیب الکمال میں ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں اور صاحب مشکوۃ نے اکمال میں تحریر فرمایا ہے۔

(۳) امام مالک، عبداللہ بن المبارک لیث بن سعد اور مسعر بن کدام کا امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہونا حافظ الحدیث امام ابن حجر مکی نے خیرات الحسان کے چھٹے صفحہ پر تحریر فرمایا ہے۔

(۴) یحیٰی بن زکریا بن ابی زائدہ احد الفقہاء الکبار والمحدثین الاثبات صاحب ابی حنیفہ تھے (تذکرۃ الحفاظ للذہبی)

(۵) وکیع بن الجراح الامام الحافظ الثبت کان یفتی بقول ابی حنیفہ (تذکرۃ للذہبی) کان یفتی بقول ابی حنیفہ وقد سمع منہ شیئا کثیرا (خطیب قد سمع منہ حدیثا کثیرا) (اکمال للشیخ ولی الدین والانتقار لابن عبدالبر)

(۶) مکی بن ابراہیم شیخ البخاری حدث عن ابی حنیفہ وروی عنہ (بخاری فی الکبیر والذہبی فی تذکرۃ)

(۷) ابویوسف الامام العلامۃ فقیہ العراقین صاحب ابی حنیفۃ سمع ہشام وابا اسحاق وعطاء وعنہ محمد واحمد بن حنبل وبشر بن الولید ویحیٰی بن معین الامام۔

قال الذہبی فی التذکرۃ حدث عن ابی حنیفۃ وکیع بن الجراح ویزید بن ہارون وسعد بن الصلت وابو عاصم الضحاک وعبدالرزاق وعبیداللہ بن موسیٰ وابونعیم الفضل بن دکین (شیخ البخاری) وابو عبدالرحمٰن المقری شیخ البخاری۔

ثمن دوم امام بخاری تاریخ صغیر (صفحہ ۱۵۸) پر فرماتے ہیں قال الحمیدی قال ابوحنیفہ قدمت مکۃ فاخذت من الحجام ثلاث سنن ... عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... فی المناسک وغیرہا کیف ... احکام اللہ فی المواریث والفرائض والزکوۃ والصلوۃ وامور الاسلام۔

حمیدی عبداللہ بن الزبیر المکی یہ امام صاحب کے شاگرد تھے مگر بہت کم عمر تھے یہ کہتے ہیں ابوحنیفہ

ابوحنیفہ سے سنا وہ فرماتے تھے ہیں کہ مکہ معظمہ گیا اور وہاں کے حجام سے تین سنتیں سیکھیں جب میں بیٹھا تو اوس نے کہا سر مونڈہواتے وقت مونہہ قبلہ کے طرف ہوا اور اوس نے سیدھی جانب سے مونڈھنا شروع کیا اور دونوں ھاڑوں تک مونڈھا۔ اس کے بعد قال الحمیدی کی عبارت بخاری نے درج کی ہے۔ یہیں امام صاحب کی جلالت کے باوجود آپ کا متواضع ہونا اس سے نظر آتا ہے امام فرماتے ہیں حجام بھی مکہ معظمہ کے سنت کے اتنے پابند ہوتے تھے کہ میں نے اوس سے تین سنتیں اخذ کیں اس سے حمیدی صاحب نے یہہ نتیجہ کہاں سے نکالا کہ امام صاحب کو یہہ سنتیں معلوم نہ تھیں اور پھر اپنے تعصب بیجا سے لکھ مارا کہ ایسا شخص جسکے پاس مناسک وغیرہ کے سنن نبوی اور آثار صحابہ نہ ہوں وہ مواریث و فرائض زکوۃ و صلوۃ اور دیگر امور اسلامیہ کے احکام الٰہی میں متبوع کس طرح ہوسکتا ہے۔ حمیدی کے لئے اتنا کافی ہے کہ اون کے اوستاد خاص امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے من اراد ان یتبحر فی الفقہ فھو عیال علی ابی حنیفۃ (روی حرملہ عن الشافعی) نیز امام شافعی نے فرمایا ہے الناس عیال ابی حنیفہ ما علمتُ احداً افقہ منہ (روی الربیع ہکذا عن الشافعی)

حافظ ابن حجر مکی خیرات الحسان کے صفحہ ۳۲ پر امام عبداللہ بن المبارک سے روایت کرتے ہیں قال الثوری کان واللہ شدید الاخذ للعلم ذاباً عن المحارم متبعاً لاھل بلدہ لایستحل ان یاخذ الا ماصح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید المعرفۃ بناسخ الحدیث ومنسوخہ الخ اور صفحہ ۳۳ پر فرماتے ہیں قال مکی بن ابراہیم (شیخ البخاری) کان ابوحنیفہ اعلم اہل زمانہ سفیان ثوری تو امام صاحب کو ناسخ و منسوخ کا سب سے بڑ ا پہچاننے والا مانیں مگر حمیدی نہ مانیں!!

خطیب نے اپنی تاریخ میں اپنے اسناد سے روایت کی کان اسرائیل بن یونس یقول نعم الرجل النعمان ماکان احفظہ لکل حدیث فیہ فقہ واشد فحص عنہ واعلم بما فیہ الفقہ۔

ہے قال یحییٰ بن معین ماظنک بمن عدّلہ عبداللہ و وکیع وہو ثقۃ عدل (اخرج عنہ محمد بن احمد البغدادی)

(۴) ابن حجر نے خیرات الحسان میں اور خطیب نے تاریخ میں روایت کی سُئل یحییٰ بن معین ہل حدث سفیان عن ابی حنیفۃ قال نعم کان ثقۃ صدوقاً فی الفقہ والحدیث مامونا علی دین اللہ۔

ضبط وحفظ۔ قال فی الخلاصۃ وثقہ یحییٰ بن معین رواہ الدارقطنی۔

قال شعبہ کان واللہ حسن الفہم وجید الحفظ امام ابو حنیفہ کا حافظ بہت اچھا تھا (خیرات)

سُئل یحییٰ بن معین عن ابی حنیفۃ فقال ہو ثقۃ ما سمعت احداً ضعفہ ہذا شعبۃ یکتب لہ ان یحدث ویامرہ یحییٰ بن معین کہتے ہیں ابو حنیفہ ثقہ ہیں کسی نے بھی ان کی تضعیف نہ کی اور شعبہ نے اون کو حدیث کی اجازت دی اور شعبہ آخر شعبہ ہیں۔

سُئل یحییٰ بن معین الثقۃ ہو قال نعم ثقۃ کان واللہ اورع من ان یکذب (الانتقاد) امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں۔ ابو حنیفہ بڑے ثقہ تھے خدا کی قسم جھوٹ کہنے سے بہت اورع اور دور تھے خود امام ابو حنیفہ فرماتے تھے قال الطحاوی ثنا ابن شعیب قال ثنا ابو یوسف قال قال ابو حنیفۃ لا ینبغی للرجل ان یحدث الا ما یحفظہ من یوم سمعہ الی یوم یحدث بہ۔

قال ابن الصلاح ومن مذاہب التشدد مذہب من قال لا حجۃ الا فیما رواہ الراوی من حفظہ وتذکرہ وذلک روی عن ابی حنیفہ ومالک۔

وقال ابن خلدون وابو حنیفہ انما قلت روایتہ لما شدد فی شروط الروایۃ والتحمل

وروی الحافظ ابو سعید عن علی بن الحسین عن ابیہ انہ قال سألت یحییٰ بن معین عن رجل یجد الحدیث ثم لا یحفظ الحدیث۔ قال کان ابو حنیفۃ یقول لا یحدث الا من یحفظ ویعرف۔

امام صاحب کے ثقہ وصدوق وعدل ہونے کی امیر المومنین فی الحدیث شعبہ عبداللہ بن مبارک

وکیع علی بن المدینی اور یحییٰ بن معین شہادت دے چکے ہیں تو نسائی اینڈ کمپنی کی آوازیں اکے خلاف بے ہنگام ہیں امام صاحب کے تحفظ اور ضبط اور تذکر کے نسبت خود امام صاحب کے شروط حدیث شہادت دے رہے ہیں۔ رہا امام ابوحنیفہ کی نسبت کسی متعصب نے بھی جہالت فسق۔ یا کذب کا شائبہ پیدا نہ کر سکا اور تقویٰ تو امام ابوحنیفہ کے لئے تھا اور ابوحنیفہ تقویٰ کے لئے تھے۔

اعمش اور امام

قال الامام الحافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب ابن الحارث الحارثی البخاری فی مسند الامام حدثنا الحسن بن معروف قال حدثنا یحییٰ بن معین قال سمعت علی بن مسہر یقول خرج الاعمش الی الحج فشیعہ اہل الکوفۃ وانا فیہم فلما اتی القادسیۃ راوہ مغموماً فقالوا فی ذالک فقال علی بن مسہر شیعنا قالو نعم قال ادعوہ لی فدعونی وکان یعرفنی بمجالستہ ابی حنیفہ فقال الی ارجع الی المصر وسل اباحنیفۃ ان یکتب لی المناسک فرجعت فسالتہ فاملا علی ثم اتیت بہا الی الاعمش اما ابو محمد عبد اللہ الحارثی ولد سنۃ ۲۵۸ و مات ۳۴۰ سمع عن الموجہ ویحییٰ بن ساہویہ ومحمد بن الفضل البلخی والفضل بن محمد الشعرانی والحسین بن الفضل البجلی ومحمد بن یزید الکلابازی وعبد اللہ بن واصل والحسن بن معروف وسہل بن المتوکل وحمدویہ و علی بن الحسین بن الجنید الرازی وموسیٰ بن ہارون ومحمد بن علی بن زید الصائغ وعدۃ۔

اعمش امیر المومنین فی الحدیث اور استاد امام ابوحنیفہ تھے۔ اعمش جیسے محدث جلیل کے عندیہ میں ابوحنیفہ ہی مناسک لکھ بھیجنے کے اہل تھے اور آپ ہی کے تحریر کردہ مناسک پر اعمش اور علی بن مسہر اور وکیع جیسے شاگردان اعمش نے عمل کیا تھا۔ مگر حمیدی اور اون کے شاگرد امام بخاری آج امام ابوحنیفہ کو مناسک سے بیخبر کہنے کی جرأت کر رہے ہیں۔ یا للعجب یہ تعصب اور عناد کے سوائے بقول ابن حجر مکی اور کیا ہو سکتا ہے۔

قال ابن حجر فی الخیرات الحسان الفصل الاربعون فی ردّ ما قیل انہ خالف فیہ صرائح الاحادیث الصحیحۃ من غیر حجۃ اعلم ان ممّن زعم ذلک من المتقدمین سفیان الثوری و آخرین منہم الحافظ ابوبکر بن شیبۃ الکوفی شیخ البخاری وسبب صدور ذلک منہم انہم استروحوا ولم یتاملوا قواعدہ واصولہ علامہ ابن حجر کہتے ہیں جن لوگوں نے یہہ زعم کیا ہے کہ ابوحنیفہ نے بلا حجۃ کے صریح حدیث کا خلاف کیا ہے اون میں متقدمین سے سفیان ثوری اور متاخرین سے ابوبکر ابن ابی شیبہ ہیں جو شیخ بخاری بھی ہیں (یہہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد کے شاگرد ہیں۔ عینی) اسکے صدور کی یہہ وجہ ہے کہ ان لوگوں نے امام صاحب کے قواعد اور اصول حدیث کو بغور دیکھا نہیں۔

وقال فی الفصل الثلاثون فی سندہ فی الحدیث مرّ انہ اخذ عن اربعۃ الاف شیخ من التابعین وغیرہم من ثمۃ ذکرہ الذہبی وغیرہ فی طبقات الحفاظ من المحدثین ومن زعم قلۃ اعتنائہ بالحدیث فہو اما لتساہلہ او حسدہ (ابن حجر مکی نے بیان کیا ہے ہم نے آگے ذکر کردیا کہ امام ابوحنیفہ کے تابعین وغیرہم میں سے چار ہزار شیوخ حدیث تھے اسی وجہ سے علامۂ ذہبی نے طبقۂ حفاظ محدثین میں آپ کا شمار کیا ہے اور جس نے حدیث سے آپ کی بے اعتنائی کا گمان کیا ہے یا تو بوجہ اوس کے تساہل کے ہے یا بوجہ حسد کے ہے۔

خداوند تعالےٰ امام صاحب کے طاعنین پر رحم فرمائے۔ کان ابوحنیفۃ ابصر الناس بالاحادیث الصحیح (ابوحنیفہ حدیث صحیح کے سب سے بڑھکر بصیر تھے یہہ ہے کبار محدثین کا قول امام صاحب کی حدیث دانی کی نسبت)

جارحین نے یا تو تساہل کی وجہ سے یا حسد کی وجہ سے بقول ابن حجر امام صاحب پر جرح کی ہے اور یہہ جرح خود مطعون ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام بخاری	محدثین کے طبقۂ اہل الرائے یا اہل درایت یا مجتہدین کے امام ابوحنیفہ ہیں

اور دوسرے فرقہ یعنی اہل الرواۃ یا ظاہریہ کے امام محمد بن اسمٰعیل بخاری ہیں۔ امام بخاری نے اپنی جامع الصحیح کے علاوہ اور بھی کتابیں تاریخ الکبیر۔ تاریخ الصغیر۔ جزءالقراۃ اور رفع الیدین تصنیف کیں۔ جہاں جہاں امام بخاری اپنی کتابوں میں امام ابوحنیفہ کی طرف اشارہ کنایہ کرتے ہیں اوس سے ہم بخوبی واقف ہیں امام بخاری کی جزء القراۃ بھی ہم نے دیکھی ہے اور جہاں پر امام ابوحنیفہ پر مخالفت حدیث کا الزام دیا ہے اسکو بھی بغور دیکھا ہے امام ابوحنیفہ کے دلائل عدم القراۃ خلف الامام کا بھی سامنہ کیا ہے معلوم تو یہہ ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے کسی جگہ پر بھی حدیث کا تو **خلاف** نہیں کیا بلکہ امام بخاری کے فہم و اجتہاد کا ضرور خلاف کیا ہے۔ ابوحنیفہ کی حدیث فہمی کا سارے اعیان اسلام کو اعتراف ہے شعبی۔ عطا۔ قتادہ۔ شعبہ۔ اوزاعی۔ مکحول۔ امام محمد بن علی۔ جعفر بن محمد۔ عاصم بن ابی النجود۔ اعمش۔ حماد بن ابی سلیمان۔ زہری۔ عمرو بن سالم۔ سفیان بن عنیہ۔ ثوری۔ عبداللہ۔ وکیع۔ یحییٰ بن سعید القطان۔ مسعر بن کدام۔ ابوعاصم۔ یزید بن ہارون۔ مکی بن ابراہیم۔ اسرائیل۔ خصیب۔ عبدالرزاق۔ معمر۔ اسحٰق بن راہویہ۔ امام مالک بن انس۔ امام شافعی۔ ابوحاتم وغیرہم نے بانگ دہل اس امر کا اعتراف فرمایا ہے کان ابوحنیفہ حسن الفہم وشدید المعرفۃ والبصر الناس فی الحدیث وکان یفسر الحدیث بوجہ احسن کان افقہ الناس واعلمہم بمعضلات الحدیث اگر امام بخاری نے مخالفت حدیث کا الزام دیا ہے تو وہ دے لیں۔ مگر شیوخ بخاری کے نزدیک امام صاحب تو متمسک بالکتاب والسنۃ ثابت ہیں اور یہہ بہت ہے۔

(۱) قال ابومعاویۃ الضریر کانت اشیاخنا یفتون فاذا وفق فتیا ابی حنیفہ سرو بذلک (ابومعاویہ نے کہا ہمارے شیوخ فی الحدیث فتوے دیا کرتے تھے جب ان کے فتوے ابوحنیفہ کے فتاوٰی سے موافقت کرتے تو مسرور ہوتے تھے)

(۲) قال الاعمش ان ابا حنیفۃ یحسن المعرفۃ بمواضع الفقہ الدقیقۃ وغوزغوامص العلوم الخفیۃ
اعمش نے کہا فقہ دقیق اور غوامص علوم خفی کی ابوحنیفہ کو اچھی پہچان تھی۔

(۳) قال عیسیٰ بن موسیٰ للمنصور یا امیر المومنین ہذا ابوحنیفۃ عالم الدنیا الیوم (عیسیٰ بن موسیٰ نے ابوجعفر منصور عباسی سے کہا اے امیر المومنین یہہ امام ابوحنیفہ ہیں اور ہم میں سب آج ہی عالم الدنیا ہیں فقال لہ المنصور عمن اخذت العلم فقال ابوحنیفۃ عن اصحاب عمر وعن اصحاب علی وعن اصحاب عبداللہ وعن اصحاب ابن عباس رضی اللہ عنہم (منصور نے پوچھا کس سے علم سیکھا ہے ابوحنیفہ نے کہا اصحاب عمر و علی و عبداللہ بن مسعود اور اصحاب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے) منصور نے کہا آپ اب ثقہ وصدوق ہو

روی ابن نجیح بن ابراہیم حدثنا ابن کرامۃ قال کنا عند وکیع بن الجراح فقال رجل اخطاء ابوحنیفہ فقال وکیع کیف یقدر علیہ ومعہ مثل ابویوسف وزفر ومحمد فی قیاسہم واجتہادہم ومثل یحیی ابن زکریا بن ابی زائدہ وحفص بن غیاث وابی عاصم وحبان ومندل فی حفظہم الحدیث ومعرفتہم بہ والقاسم بن معن فی العربیۃ وداؤد وفضیل وابراہیم فی الزہد والورع من کان اصحابہ ہٰولاء وجلساؤہ لم یکن لیخطیٔ (وکیع بن الجراح کے حضور میں کسی نے کہا کہ ابوحنیفہ نے خطا کیا انہوں نے کہا ابوحنیفہ کیسے خطا کر سکتے حالانکہ آپ کے ساتھ ابویوسف زفر اور محمد ائمہ اجتہاد یحییٰ حفص بن غیاث ابوعاصم النبیل حبان ومندل ائمہ حدیث قاسم بن معن امام لغت داؤد فضیل اور ابراہیم البلخی ائمہ اولیاء اللہ موجود تھے۔ جس کے اصحاب ایسے ہوں وہ غلطی کیسے کر سکتا ہے،

قال ابن خلکان فی تاریخہ کان اللیث بن سعد حنفیاً وقال فی التہذیب کان حماد بن زید من اصحاب ابی حنیفۃ وکان الشعب بن اسحٰق یفتی بقولہ اخرج الخطیب باسنادہ عن فضیل بن عیاض انہ کان یقول کان ابوحنیفہ یستخرج الاحکام من الکتاب والسنۃ (یہ فضیل سے عنایۃ میں

کتاب وسنتہ ہی سے مسائل ستخرج فرماتے تھے ، اخرج الخطیب عن یحییٰ بن معین انہ قال سمعت یحییٰ بن سعید القطان یقول لانکذب علی اللہ ما سمعنا احسن من رائے ابی حنیفہ فی الحدیث وقد اخذنا باکثر اقوالہ (یحییٰ ابن سعید القطان فرماتے تھے ہم نے ابوحنیفہ جیسے کی تفسیر اور توجیہ کرنیوالے کو نہ دیکھا ہم نے آپ کے اکثر اقوال کو سند آلیا بھی ہے ،

کان یحییٰ بن سعید القطان و وکیع بن الجراح یفتیان بقول ابی حنیفہ (تذکرۃ الحفاظ) وکان اللیث ابن سعد من تلامذۃ ابی حنیفۃ وکان یفتی بقولہ (خیرات الحسان لابن حجر وابن خلکان والعسقلانی) کان الثوری یطالع کتاب الرہن لابی حنیفہ (خیرات الحسان) کان عبداللہ بن مبارک یقول لولا ان اللہ اعاننی بابی حنیفہ وسفیان کنت کسائر الناس (تہذیب التہذیب ابن حجر) کان یحییٰ بن زکریا صاحب ابی حنیفۃ (تذکرۃ الحفاظ) کان وکیع یفتی بقول ابی حنیفہ وقد سمع منہ شیاء کثیراً (خطیب فی تاریخہ حافظ ابن عبدالبر والذہبی ہکذا ۔

کان یزید بن ہارون یقول صحبت کثیرون ما ادرکت اعلم من ابی حنیفہ (تہذیب الکمال المزی) قال ابو عاصم النبیل کان ابوحنیفہ من دوّن الفقۃ و السفیان فقیہ (تاریخ خطیب) قال ابونعیم کان ابوحنیفہ صاحب غوص فی المسائل وغیرہ (الانتصار لسبط ابن جوزی)

یحییٰ بن القطان ۔ وکیع بن الجراح ۔ لیث بن سعد امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیں ۔ سفیان ثوری آپ کے کتابوں کا مطالعہ کیا کریں ۔ عبداللہ بن مبارک یحییٰ بن زکریا یزید بن ہارون ابوعاصم اور ابونعیم تو آپ کو اعلم الناس ۔ افقہ الناس کہیں اور آپ کے اصحاب کہلائیں مگر ان بزرگوار وں کے تلامذہ اور تلامذہ تلامذہ ابوحنیفہ کو مخالف سنتہ کہیں اور ناواقف احادیث کا لقب عطا فرمائیں ۔ خدا کی شان ہے ابوحنیفہ اگر عالم السنتہ نہیں ہیں تو دنیائے اسلام میں عالم السنتہ کہلانے کا کسی کو بھی حق نہیں ۔

خلف قرات الامام

حضرتؓ سعد بن ابی وقاص کی حدیث کو پیش کرتے ہوئے جس میں عمداً یا سہواً اس امر کو نظر انداز کر دیا گیا ہے کہ سعد خود امام ہوتے تھے محض اپنے اجتہاد سے امام بخاری نے ابو حنیفہ کو جزء القرأۃ میں حدیث کی مخالفت کا طعنہ دیا ہے۔ ابو حنیفہ کی دلیل قرآنی واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا ہے اور دلیل حدیث کی قال سمعت موسیٰ بن ابی عائشہ عن عبداللہ بن شداد عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان له امام فقراءۃ الامام له قراءۃ درفعہا احمد بن منیع فی مسندہ والامام احمد وابن ابی شیبہ و ابن ماجہ والطحاوی واخرج مالک عن نافع عن ابن عمرؓ مرفوعاً۔ اسی صحابیوں نے قرات خلف الامام کے امتناع میں حدیثیں روایت کی ہیں منہم علیؓ۔ عمرؓ۔ عبداللہؓ۔ زید بن ثابت جابر بن عبداللہ ابوہریرہ عبداللہ بن عمر۔ ابوالدرداءؓ۔ ابن عباس۔ عمران بن حصین و ابو موسیٰ الاشعری۔ وقال مسلم واحمد وابن حزم حدیث واذا قرأ الامام فانصتوا صحیح۔ امام بخاری نے بھی حضرت عمرؓ۔ ابو ہریرہؓ عبادہ بن الصامتؓ۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص حضرت علیؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ انسؓ۔ ام المومنین عائشہؓ۔ عبداللہ بن عمر اور جماعت سے قرات کے جواز پر احادیث لائے ہیں۔

اگر حدیثیں ایک دوسری کی متعارض بھی ہوئیں تو اذا تعارضا تساقطا کے بنظر اب صرف قرآن ہی رہا جو امام صاحب کا مدلول ہے اسپر بخاری کہتے ہیں کہ آیت خطبہ میں اتری ہے حالانکہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہو چکا کہ آیت نماز میں اوتری ہے پھر بھی اگر یہ مانا جائے تو موقع ورود کے خاص ہونے سے آیت کا صریحی حکم عام کبھی خاص ہو نہیں سکتا مگر امام بیہقی نے امام احمد بن حنبل سے باسناد صحیحہ روایت کی ہے کہ احمد نے کہا کہ علمائے محدثین کا اسپر اجماع ہو چکا کہ یہہ آیت قرات نماز میں اوتری ہے (۲) رکوع میں جو شریک نماز ہوتا ہے اوس کی نماز امام کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتی ہے اگر وجوب قراۃ خلف الامام کو تسلیم کریں تو مسبوق کی نماز ہی نہیں ہو گی کیونکہ اسنے سورۃ فاتحہ پڑہنے کی

کی فرصت ہی نہ پائی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وجوب یا فرضیت قرات خلف الامام نقلاً وعقلاً ثابت نہیں۔

جہر بسم اللہ ابوحنیفہ کے نزدیک نہیں مگر بخاری ضروری جانتے ہیں ابوحنیفہ حماد سے وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر او رعمر نماز میں پکار کر بسم اللہ نہ پڑھتے تھے۔ جہر بسم اللہ کی حدیث منسوخ ہے کما صرح بہ الدارمی والدارقطنی وغیرہما۔ دارقطنی نے تو سنن میں ساری موضوع حدیثیں جہر بسم اللہ میں ایک باب کے تحت میں لائی ہیں پھر کہتے ہیں کہ جہر بسم اللہ کی حدیث ثابت نہیں۔

آمین۔ امام صاحب کے نظریہ میں امام اور ماموم دونوں کو آمین کہنا چاہیئے مگر امام بخاری کے عندیہ میں بالجہر کہنے کی ضرورت ہے اور دلیل میں حدیث ابوہریرہؓ اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین اور حدیث اذا امن الامام فامنوا کو پیش کیا ہے۔ ہم کو تو لفظ جہر ان حدیثوں میں نظر آتا نہیں۔

رفع رفع یدین امام بخاری کے عندیہ میں بعد القراۃ قبل الرکوع بعد الرکوع قیام اور بعد رکعتیں ضروری ہے ابوحنیفہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے سوا اور کہیں نہیں۔ امام بخاری نے صحیح کے علاوہ رسالہ رفع الیدین میں ۱۹ صحابیوں سے جواز رفع پر حدیثیں پیش کی ہیں جن میں سیدنا علی۔ ابوقتادہ۔ ابواسید الساعدی۔ محمد بن سلمہ سہل بن سعد الساعدی۔ عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس۔ انس بن مالک۔ ابوہریرہ۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ عبداللہ بن الزبیر وائل بن حجر الحضرمی۔ مالک بن الحویرث ابوموسیٰ اشعری۔ ابوحمید الساعدی رضوان اللہ علیہم موجود ہیں اور ان میں حدیث برا بن عازب بھی ہے جو جواز رفع میں ہے۔ اس حدیث برا بن عازب کی نسبت شیخ بخاری امام یحییٰ بن معین اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں حدیث البراء فی رفع الیدین لم یصح

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے حدیث براء عازب جو رفع یدین میں پیش کیجاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ رسالتہ القراۃ میں اسکے بعد امام بخاری نے مسئلہ عدم رفع میں ابن مسعود۔ براء بن عازب اور جابر بن سمرہ کی حدیثوں کو پیش کرکے تاویلات کی ہیں اور آخر میں کہتے ہیں کہ سفیان ثوری وکیع بن الجراح اور بعض کوفیوں نے رفع یدین کو جائز نہ رکھا ہے اور عدم رفع میں بہت ساری حدیثیں پیش کی ہیں انتہی۔

نیز امام بخاری نے اپنی صحیح میں رفع کی تائید میں دو روائتیں پیش کی ہیں۔ پہلی حدیث ابن عمر کو تین طریقوں سے اور دوسری حدیث ابن ابی قلابہ ایک طریقہ سے نقل کی ہے اور رسالہ رفع الیدین میں یہہ ادعا فرمایا ہے کہ ان سے بڑھکر اسنادا و راصح روایتیں اور کوئی نہیں ہیں مگر یہہ حدیثیں بھی غور کے قابل ہیں۔ اصح ایسی ہوں تو انکی ضعیف کیسی ہونگی۔ حدیث ابن عمرؓ کے دو طریق سالم بن عبداللہ سے مرفوع ہیں۔

(۱) بخاری کہتے ہیں حدیث کی مجھکو محمد بن مقاتل نے اونہیں یونس نے اونہیں سالم نے اونہیں عبداللہ بن عمرؓ نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا الخ

(۲) بخاری کہتے ہیں ہمیں حدیث کہی ابوالیمان نے اونہیں شعیب نے اونہیں زہری نے اونہیں سالم نے اونہیں عبداللہ بن عمر نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا الخ

سالم سے صرف زہری نے سنا اور زہری سے یونس بن یزید اور شعیب بن ابی حمزہ نے مگر محدثین کا اسپر اتفاق ہے کہ یونس کا حافظہ نہایت خراب تھا وہ حدیثوں میں غلطیاں کرتے تھے اور راوی المنکرات تھے اور وہ حجت نہیں ہیں۔ اس طرح پہلا طریقہ مہمل ہوگیا۔

دوسرے طریقہ کے راوی شعیب بن ابی حمزہ ہیں انکا بھی حافظہ خراب تھا اور یہہ بھی متعدد منکر روایتوں کے راوی ہیں لہذا یہہ حجت نہیں ان سے بخاری نے ابوالیمان کا سماع بتایا ہے

حالانکہ امام احمد اور جملہ محدثین کا اسپر اتفاق ہے کہ ابو الیمان نے شعیب سے سنا ہی نہیں۔ دوسرا طریقہ بھی کالعدم ہو رہا۔ حدیث ابن عمر کا تیسرا طریقہ نافع عن ابن عمر ہے۔ نافع سے عبید اللہ بن عمر بن حفص ایوب اور موسیٰ بن عقبہ تین شخصوں نے روایت کی ہے۔

(۱) بخاری کہتے ہیں ہم سے عیاش نے اون سے عبد الاعلی نے اونہیں عبید اللہ نے انہیں نافع نے عبداللہ بن عمر سے حدیث کہی۔

(۲) بخاری فرماتے ہیں ہم سے موسیٰ نے اون سے حماد بن سلمہ نے اونہیں ایوب نے اونہیں نافع نے حدیث کہی

(۳) بخاری کہتے ہیں روایت کی ابراہیم بن طہمان نے انہوں نے ایوب اور موسیٰ سے انہوں نے نافع سے کہ حضرت ابن عمر رفع یدین کرتے تھے

یہہ تینوں طریقہ موقوف ہیں پہلے طریقہ میں امام بخاری کے دادا استاد عبد الاعلی معتزلی اور ضعیف ہیں سوء حفظ کا انہیں عارضہ تھا۔ دوسرے طریقہ میں حماد بن سلمہ محدث جلیل ہیں مگر بڑھاپے میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ تیسرے میں موسیٰ بن عقبہ ہیں جن کی روایتیں نافع سے محدثین کے نزدیک غیر ثابت ہیں۔ موسیٰ سے ابراہیم بن طہمان روایت کرتے ہیں جو ثقہ صدوق تو ہیں مگر ان کی روایتوں میں چند ایسے لاینحل امور ہوا کرتے تھے اس لئے محدثین کا قول ہے اگر ان سے کوئی ثقہ روایت کرے تو روایت قابل حجت ہے مگر امام بخاری نے یہہ نہ کہا کہ ابراہیم سے یہہ روایت ان تک کسطرح پہونچی کیونکہ امام بخاری کے پیدا ہونے سے پہلے ابراہیم نے ۱۶۳ھ میں انتقال کیا تھا۔ لہذا یہہ تینوں طرق بھی قابل استناد اور لایق حجت نہیں۔

امام بخاری کی دوسری روایت تائید رفع میں ابو قلابہ کی حدیث ہے فرماتے ہیں حدیث کہی ہم سے اسحق واسطی نے اونہیں خالد بن عبد اللہ نے اونہیں خالد نے اونہیں ابو قلابہ نے اونہوں نے دیکھا مالک بن الحویرث کو رفع کرتے ہوے الخ۔

اس روایت میں خالد حذاء ہیں جو ابو قلابہ کے راوی ہیں ان کا حافظہ خراب تھا شعبہ ان پر جرح کرتے تھے مگر حماد بن زید کی خاطر چپ رہتے تھے ابو حاتم نے کہا ان کی روایتیں قابل استناد اور لائق حجت نہیں ہیں۔

انہیں مجروح راویوں کی حدیثوں پر امام صاحب کو اتنا غلو ہے کہ اون کے عندیہ میں اصح روایات یہی تھے۔ امام بخاری کے رواۃ کی تنقید کرنی پرانی خوش عقیدگی ہے یقیناً تنقید رواۃ کے بعد ہر حدیث کی حالت معلوم ہو جاتی ہے رواۃ کی تنقید نہ کرنا ہی خشک وتر مرویات کو اسلام میں داخل کرنا ہے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان کے علاوہ ابن عباس اور سیدنا علی سے اتمام التکبیر فی السجود میں سعدؓ سے فی الرکوع میں اور وجوب القراۃ میں انسؓ سے باب الطمانیۃ میں ابو سعیدؓ سے باب من لم یجد تین میں ابو حمید الساعدی سے سنۃ الجلوس میں خلادؓ سے وجوب قراۃ میں روایتیں کی ہیں مگر ان میں رفع کا ذکر تک نہیں۔ امام بخاری کی روایتوں کی یہہ حالت ہو تو اور تو اور ہی ہیں۔

رفع کی حدیثیں صغار صحابہ سے مروی ہیں۔ عبد اللہ بن عمرؓ کی عمر وفات سرور عالم کے وقت ۱۲ سال کی تھی لہذا ہجرت کے وقت دس سال کے تھے اور یہہ بچوں کی صف میں نماز پڑھتے تھے۔ مالک بن حویرث کو صرف بیس دن کی صحبت رہی۔ خود مجاہد نے ابن عمر سے عدم روایت کی ہے۔ ابن زبیر نے تو صاف فرمایا کہ رفع منسوخ ہو چکا اس حالت میں ہم رفع یدین کو نماز میں کیسے ضروری مان سکتے ہیں۔ اس کے برخلاف ابو حنیفہ عدم رفع میں کہتے ہیں حدثنی یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن البراء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ او حذوا اذنیہ ثم لا یعود۔ اس حدیث کو خود امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں۔ ابو داؤد نے صحیح میں۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے معانی الآثار

میں روایت کیا ہے، دوسری حدیث ابوحنیفہ نے بسواجد امام اوزاعی مکہ معظمہ میں یہہ پیش کی حدثنی حماد عن ابراہیم عن علقمہ والاسود عن عبداللہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایرفع یدیہ الاعند الافتتاح اور نیز ابوحنیفہ کے عدم رفع میں خلفائے راشدین عشرۃ المبشرہ۔ عبداللہ بن مسعود۔ برا ابن عازب۔ جابر بن سمرہ عبداللہ بن عمر اور ابوسعید الخدری کی گویا ۵ اصحابیوں کی حدیثیں پیش کی گئی ہیں خود امام بخاری نے عدم رفع میں حدیث ابن مسعود الا اصلی لکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا مرۃ اور احادیث برا ابن عازب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا کبر ثم لم یعد اور رائت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا کبر ثم لم یرفع اور حدیث جابر بن سمرہ دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن رافعوا ایدینا فی الصلواۃ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلواۃ پیش کی ہیں خطیب نے تاریخ میں امام ابوحنیفہ پر طعناً یہہ قصہ لکھا ہے کہ عبداللہ بن المبارک نے امام کو حدیث رفع از برا ابن عازب سنایا امام صاحب نے کہا کانہ یرید ان یطیر لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مالی اراکم ترفعون ایدیکم فی الصلوۃ کانھا اذناب خیل شمس اسکنو فی الصلوۃ۔ اسپر نہایت خفگی کا امام صاحب پر اظہار کیا جا رہا ہے جو محض حسد اور تعصب پر مبنی ہے عبداللہ بن المبارک نے غیر ثابت روایت برا ابن عازب سے پیش کی تو امام صاحب نے حدیث ثابت سے اوسکا جواب دیا کیونکہ آپ کی عادت یہہ تھی کہ کوئی ارباب علم جب سہو سے جھوٹی حدیث پیش کرتا تھا تو آپ اوس حدیث کو جھوٹی یا موضوع کہنے کے بجائے حدیث صحیح سے اوسکا رد کر دیتے تھے۔

حدیث برا ابن عازب فی الرفع موضوع ہے اور حدیث کانھا اذناب خیل شمس اسکنو فی الصلوۃ

صحیح ہے جس کی مسلم نے بھی اپنی صحیح میں اور خود بخاری نے کتاب الرفع میں تخریج کی ہے
پس حدیث اسکنوا فی الصلوۃ ناسخ ہے (نماز میں ساکن رہو رفع یدین نکرو)

بعض کا خیال ہے کہ حدیث براء فی عدم الرفع میں جملہ ثم لایعود راوی حدیث یزید
بن ابی زیاد کا اضافہ ہے مگر طحاوی نے جملہ لایعود کے ساتھ اور راویوں سے جن میں یزید
نہیں ہے اس حدیث کو متعدد طریقوں سے ثابت کیا ہے نیز ابن عدی نے کامل میں
لکھا ہے کہ شریک ہشیم۔ عیسٰی بن عبدالرحمٰن نے بھی اس حدیث براء کی مع جملہ ثم لایعود
کے روایت کی ہے۔ اسپر دارقطنی نے گھبرا کر حیلہ تراشا کہ یزید کو آخر عمر میں اختلاط ہو گیا تھا
مگر ہم ادباً عرض کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے جب یہہ حدیث یزید سے سنی تھی یزید عین شباب
میں تھے مزید براں یزید کو عجلی۔ یعقوب بن سفیان ابو داؤد۔ ابن شاہین۔ ابن خزیمہ
ساجی اور ابن حبان نے صدوق اور ثقہ تسلیم کیا ہے اور امام مسلم نے بھی یزید بن ابی زیاد
سے حدیث لی ہے امام صاحب نے جس حدیث براء فی عدم الرفع کی روایت کی ہے
اوس کی خود بخاری نے رسالۃ الرفع میں روایت کی ہے ترمذی نے اوسکو حسن کہا ہے اور
نسائی مع جملہ لم یعد کے علی شرط الشیخین اس کی اپنی کتاب میں روایت کی ہے۔

عدم رفع کی مرفوع اور مرسل حدیثیں حضرات ابوبکر الصدیقؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ علیؓ۔ عبداللہ
بن مسعودؓ۔ سعد بن ابی وقاص۔ عبداللہ بن عمرؓ۔ براء بن عازبؓ۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔
ابوسعیدؓ الخدری۔ جابر بن سمرہؓ رضی اللہ عنہم سے امام طحاوی۔ ابن ابی شیبہ۔ ترمذی۔ ابو داؤد
امام محمد اور طبرانی نے تخریج کی ہیں۔ علاوہ براین خود امام بخاری و مسلم نے جابر بن سمرہ کی
حدیث مالی اراکم ترفعون ایدیکم فی الصلوٰۃ کانھا اذناب خیل الشمس اسکنوا فی الصلوٰۃ جو
روایت کی ہے اور جس کو امام ابوحنیفہ نے عبداللہ بن مبارک کو سنا کر خاموش کر دیا تھا۔

پکارے کہہ رہی ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے اور سکون کی تاکید ہے جناب طحاوی اور علامہ
عینی نے سند جید سے عبداللہ بن زبیر والی روایت تنسیخ رفع بھی پیش کی ہے من شاء
فلیرجع الی کتبہما سب سے بڑھکر دارقطنی اور ابن عدی کے جیسے حامیان رفع کی روایت عبداللہ
بن مسعود کہ میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے حضرت ابوبکر الصدیق کے پیچھے
اور حضرت عمر ابن الخطاب کے پیچھے عمر بھر نماز پڑھی ہیں میں نے انکو سوائے افتتاح نماز کے نماز
بھر میں کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا اس سے بڑھکر نسخ رفع میں اور کون دلیل چاہیئے
امام محمد نے موطا میں اور کتاب الحج میں سیدنا علی سیدنا عمر عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ
بن عمر وغیرہم کے آثار عدم رفع میں پیش کئے ہیں ۔ خود بخاری فرماتے ہیں ۔ کان الثوری
ووکیع بن الجراح وبعض الکوفیوں لایرفعون ایدیھم وقد رووا فی ذلک احادیث کثیرۃ
(بہت سی حدیثیں عدم رفع میں مروی ہیں) ترمذی نے تو خود اعتراف کیا ہے کہ عدم رفع
کے قائلین صحابہ وتابعین میں بیشمار ہیں ۔

ان سب کا حاصل یہہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے چونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخرین
احکام اور افعال کے متمسک تھے عدم رفع کو جو آپ کے عندیہ میں حضرات جابر بن سمرہؓ براء ابن
عازبؓ اور سیدنا علیؓ کی حدیثوں سے منسوخ ہو چکا تھا ترک کر دیا ۔

امام بخاری کے طعن محض اسوجہ سے صادر ہوئے ہیں کہ یا تو امام صاحب کے قبول احادیث
احاد کے ضوابط اور قواعد پر غور نہ کیا یا امام ابوحنیفہ کے شروط روایت باللفظ اور بصورت
روایت بالمعنیٰ ضرورت شاہد یا بصورت فقدان شاہد تحقیق من حیث الدرایہ سرے سے
ان کے پسند نہیں تھے یا انھیں ابوحنیفہ سے کوئی تعصب تھا امام بخاری کے جتنے طعن
ہیں وہ سب انہی وجوہ سے مردود ہیں ۔

ایسے ہی امام ابو زرعہ امام مسلم اور امام ذہلی کے طعن امام بخاری پر اور لیث بن سعد اور ابن ابی ذئب کے طعن امام مالک پر اور امام یحیٰی بن معین کے طعن امام شافعی پر مسترد ہو جاتے ہیں نیز امام بخاری نے بھی تو بُری سے بُری طرح کے مجروح اور مطعون راویوں کو اسی خیال سے ترک نہ کیا ہے۔ چنانچہ

(۱) عبد الرحمن بن عبد اللہ اور عبد الرحمن بن نعیم جن کو ابن معین نے ضعیف کہا۔

(۲) عطار بن السایب اور اسمٰعیل بن ادریس جن کو نسائی نے ضعیف ثابت کیا۔

(۳) اسید بن الجمال جس کو نسائی نے متروک یحیٰی بن معین نے راوی موضوعات دارقطنی نے ضعیف ابن عدی نے اسکا اتباع ناجائز ابن حبان نے غیر ثقہ امام احمد نے ناقابل حجت اور بزاز نے شیعہ غالی کہا ہے ان سے اور بیسیوں ان جیسوں سے امام بخاری نے جب اپنی صحیح میں کئی روایتیں کی ہیں اور جلیل القدر ائمہ حدیث کی جرحوں کا کوئی اعتبار نہ کیا ہے تو بخاری وغیرہم کی امام صاحب پر جو جرح ہوی ہیں وہ بھی ناقابل اعتبار ہیں۔

امام صاحب کی خصوصیتیں ۔ امام صاحب کی خصوصیتوں میں سب سے بڑی خصوصیت یہہ ہے کہ آپنے اپنی آنکھوں سے اُون سات مقدس ہستیون کو دیکھا ہے جنھوں نے اپنی آنکھوں سے جمال مبارک حضور انور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور ان صحابہ کرام کے زبانوں سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور احادیث سنے۔ مزید بران آپ نے دس بزرگواران اہل بیت کو دیکھا اور اون سے حدیث کی اور حقایق کی سماعت کی صحابہ کرام سے سماع حدیث کا تذکرہ ہم نے تو کر دیا اب ائمہ اہل بیت اور بزرگان خاندان نبوت کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں جن سے آپ کو تلمذ حاصل رہا۔

(۱) امام زین العابدین علی بن الحسین علیہما السلام کے پیچھے آپ نے اکیس نمازیں پڑھیں

(الانتصار لعلامہ سبط ابن الجوزی صفحہ ۱۵۱ کتب خانہ آصفیہ، امام زین العابدین ۳۳ھ میں تولد ہوئے اور ۹۴ھ میں وفات پائی۔

(۲) حسن بن الحسن علیہما السلام سے آپنے سماعت کی فرمایا سمعت الحسن بن الحسن بن علی بن ابیطالب یقول سمعت ابی سعید الخدری یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول التاجر الصدوق مع النبین والصدیقین والشہدا یوم القیمۃ حسن مثنیٰ نے بحالت قید ۹۷ھ میں وفات پائی

(۳) حسن بن محمد بن علی بن ابیطالب عن ابیہ انہ سأل علی ابن ابیطالب یوماً کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال یا بنی الخ قال الخطیب حدث عنہ ابو حنیفۃ الامام والثوری وشعبہ مات ۱۰۰ھ

(۴) عبد اللہ بن الحسن بن الحسن علیہم السلام سے آپ کو سماع حاصل ہے قال حدثنی عبد اللہ بن الحسن بن الحسن بن علی عن ابیہ عن جدہ اقبل زید برقیق الیمن فاحتاج الی نفقۃ ینفقہا علیہم فباع غلاما من الرقیق ولم یبع امہ فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم تصفح الرقیق فقال مالی اری ہذہ والہا قال احتجنا الی نفقۃ فبعنا ابنہا فامر بردہ قال الخطیب روی عنہ ابو حنیفہ ومالک والثوری والدراوردی وجماعۃ مات ۱۴۵ھ فی السجن۔

(۵) امام ابو جعفر محمد بن علی الشہیر بالباقر علیہ السلام سے آپ نے سماع فرمایا قال سمعت محمد بن علی یقول ان صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت ثلاث عشرۃ رکعات فی اللیل الخ قال الذہبی فی التذکرہ روی عنہ ابو حنیفہ وغیرہ وقال ابن سعد فی الطبقات ولم تیشرف بالروایۃ عنہ ممن صنفہ الا ابو حنیفہ اول مجتہدی اہل السنۃ وابن جریج ولد ۵۶ھ ومات ۱۱۷ھ۔

(۶) زید بن علی بن الحسین علیہم السلام سے آپ نے کئی روایتیں کیں قال ابو حنیفہ ما رأیت احضر جواباً من زید بن علی قلت لہ اقدر اللہ المعاصی قال افیعصی قہراً فاقمنی حجراً وروی

ان الامام بالغہ واعانہ بعشر الف درہم د عبداللہ بن الملک بن سلیمان، قتل ۱۴۳ھ بنھرواں۔

(۷) عبداللہ بن علی بن الحسین اخو محمد الباقر علیہ السلام لابیہ ولامہ حدث عنہ ابو حنیفہ حدیثین فی مسندہ مات ۱۲۹ھ

(۸) امام ابو موسیٰ الجعفر بن علی علیہم السلام الشہیر بالصادق کی خدمت میں آپنے دو سال تک سلوک کیا فرماتے تھے لولا السنتان لہلک النعمان وروی عنہ کثیرا قال سمعت ابا موسیٰ الجعفر عن ابیہ عن جدہ عن الحسین بن علی ان علیاً ضرب عبداً فی فریتہ اربعین سوطاً مات ۱۴۸ھ قال المزیٔ فی التہذیب روی عنہ شعبہ والسفیانان والو حنیفہ وابن جریج ومالک وغیرہم

(۹) ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن السبط علیہم السلام نے ۱۴۵ھ میں ابو جعفر المنصور کے خلاف خروج کیا امام نے انکی دامے درمے۔ قلمے شرکت کی مگر ۱۴۶ھ میں انہیں شکست ہوی اور شہید کر دیئے گئے۔ منصور ابو حنیفہ کا اس زمانہ سے دشمن ہو رہا۔ ان سے بھی آپ نے روایتیں کیں۔

(۱۰) امام موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین السبط علیہم السلام الشہیر بالکاظم ولد ۱۲۸ھ نے امام کو دیکھا اور پوچھا انت النعمان قال کیف عرفتنی قال ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود مات ۱۸۳ھ

کبراء محدثین و محمد قال الموفق ابو المؤید المکی اخبرنی الامام السمعانی باسنادہ الی الامام ابی الحارثی قال حدثنا اسمٰعیل بن بشر قال حدثنا شداد ابن حکیم قال حدثنا زفر کان کبراء المحدثین مثل زکریا ابن ابی زائدہ وعبدالملک بن ابی سلیمان واللیث ابن ابی سلیم ومطرف بن طریف وحصین ابن عبدالرحمٰن یختلفون الی ابی حنیفہ ویسالونہ عما ینوبہم من المسائل وما

یشتبہ علیہم من الحدیث (اکابر محدثین متشابہات احادیث میں اختلاف الرائے ہونے سے امام ابوحنیفہ کو اپنا حکم قرار دیا کرتے تھے)

امام صاحب کے تلامذہ حدیث وفقہ

حافظ ابن حجر خیرات الحسان میں لکھتے ہیں کہ امام صاحب کے شاگردوں کی گنتی ان گنتی ہے۔ حافظ ابوالمحاسن دمشقی عقود الجمان میں راقم ہیں کہ تلامذہ واصحاب ابوحنیفہ بہت ہیں جنکا حصر وشمار ممکن نہیں۔ یہاں صرف (۹۱۸) اشخاص کے نام نشان درج ہیں جو امام صاحب سے فیض یاب ہوئے تھے۔

(۱) عبداللہ بن مبارک متولد ۱۱۸ھ ومتوفی ۱۸۱ھ نے چار ہزار محدثین سے حدیث کی سماعت کی جنمیں ابوحنیفہ بھی ہیں علی مدینی کہتے ہیں امام ابوحنیفہ سے حماد بن زید وثوری و عبداللہ بن مبارک وہشام ووکیع وعباد وجعفر بن عون نے حدیث سنی اور روایت کی (خیرات الحسان)، بیہقی نے معرفت میں خطیب نے تاریخ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک کو ابوحنیفہ سے سماع حاصل تھا اور حدیث عدم قرات فاتحہ ابوحنیفہ سے مرسل روایت کی ہے عبداللہ یحییٰ بن معین۔ ابن ابی شیبہ امام احمد اور ابن مہدی کے استاد تھے۔

(۲) یحییٰ بن سعید القطان (۱۲۰ھ تا ۱۹۸ھ) خطیب کہتے ہیں کہ خود یحییٰ اس کے قائل تھے کہ انھوں نے ابوحنیفہ سے تلمذ حاصل کیا ہے (تہذیب التہذیب) اور ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے (تذکرۃ الحفاظ) اور فرماتے تھے قسم بخدا ہم ابوحنیفہ کے پاس بیٹھے آپ سے سنے اور آپ سے روایت کرتے ہیں جب انہیں دیکھتے تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ خدائے عزوجل سے بڑے ڈرنے والے شخص ہیں (الانتصار) یحییٰ بھی فلاس۔ احمد بن حنبل یحییٰ بن معین کے استاد تھا

(۳) خارجہ بن مصعب۔ امام الکل پکارے جاتے تھے یہ سرخس کے مفتی اور مجتہد تھے ابوحنیفہ سے بکثرت روایت کی اور آپ کے فقہ کو بہت پھیلایا یہ مصعب کے فرزند تھے جو صحابی رسول

اور شہید جنگ صفین طرفداران حضرت علی سے تھے۔ خارجہ کہتے تھے میں نے ہزار بھر علما سے ملا مگر ابوحنیفہ جیسا صاحب بصیرت ذی علم اور ذی فہم کسی کو نہ دیکھا بلکہ امت محمدؐ کے لئے ابوحنیفہ کدخدائے علم ہیں ان کی وفات ۱۶۸ھ میں ہوی۔

(۴) خالد بلخی یہہ حافظ الحدیث تھے انھوں نے بھی ابوحنیفہ و ثوری کی شاگردی کی خالد کہتے تھے میں نے ابوحنیفہ سے بڑا حافظ الحدیث کوئی نہ دیکھا۔ امام مالک کہتے تھے کہ خراسان کے تین شخص توبہ ابن سعود۔ ابوسعاذ اور خالد ہمارے پاس ہوتے تھے تو ہم کسی کے محتاج نہ رہتے ان کی وفات ۱۸۱ھ میں ہوی۔

(۵) ابراہیم بن ادہم بلخی۔ زاہد۔ عارف اور مشہور صوفی ہیں انھوں نے محمدؐ بن زیاد و اعمش و اوزاعی و ابوحنیفہ اور ثوری سے حدیث سنی یہہ ثقہ و مامون تھے ان سے شقیق بلخی۔ عبداللہ بن مبارک وغیرہما نے روایت کی ان کی وفات ۱۶۲ھ میں ہوی ابراہیم نے کہا ہم سے ابوحنیفہ اون سے حماد نے اون سے ابراہیم نخعی نے اور اون سے حضرتہ عائشہ نے فرمایا ہم نے آنحضرت کے وقت متواتر تین دن کبھی کھانا نہ کھایا۔

(۶) امام مالک ۹۰ھ میں بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوے زہری۔ نافع۔ مقری۔ عبدالرحمٰن اعرج محمدؐ بن منکدر۔ ابنائے دینار اور عطا سے روایت کی اور ان سے عبداللہ بن مبارک امام شافعی۔ امام محمدؒ۔ ابن وہب۔ وغیرہم نے۔ سعید بن ابی مریم نے اشہب بن عبدالعزیز سے نقل کی ہے کہ ہم نے مالک کے حلقہ میں ابوحنیفہ کو حدیث کی سماعت کرتے دیکھا ہے اور عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ مالک نے بھی ابوحنیفہ سے سماع حدیث کیا ہے ابن اسحاق نے روایت کی کہ مالک کو ابوحنیفہ سے بھی تلمذ حاصل تھا۔ حافظ ابن حجر شافعی خیرات الحسان میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے بڑے بڑے مشایخ ائمہ مجتہدین اور علمائے راسخین مثل امام مالک

ولیث بن سعد وعبد اللہ بن مبارک ومسعر بن کدام وغیرہم کو بھی شرف تلمذ رہا۔امام اخطب خوارزمی نے مناقب ابو حنیفہ میں روایت کی ہے کہ اسمٰعیل بن فدیک کہتے تھے میں نے امام مالک اور ابو حنیفہ کو ہاتھ میں ہاتھ لئے ٹہلتے دیکھا ہے امام مالک نے ابو حنیفہ سے ابو حنیفہ نے ابان سے ابان نے ابراہیم سے ابراہیم نے علقمہ سے اور علقمہ نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ فجر کی نماز میں آنحضرت نے صرف مہینا بھر قنوت پڑھی اور پھر ترک کر دیا۔امام مالک کی وفات ۱۷۹ھ میں ہوی۔

(۷) لیث بن سعد امام مصر نے عطا۔نافع۔ابن ابی ملیکہ۔سعید المقبری زہری وابی زبیر اور ابو حنیفہ سے سماعت کی اور ان سے محمد بن عجلان۔ابن وہب سعید بن ابی مریم یحییٰ بن بکر وغیرہم نے۔ عبد الرحمٰن بن قاسم کہتے تھے میں نے لیث کو فرماتے سنا کہ ابو حنیفہ کے حج کو جانے کی مجھے خبر ہوی تو میں بھی حرم شریف پہونچا اور اون سے ملا اور مختلف مسئلے میں نے ان سے سیکھے جو جنایات قتل۔تجارات اور ابواب نکاح وطلاق سے متعلق تھے۔لیث بن سعد کے شاگردی کی شہادت ابن حجر مکی نے خیرات میں ابن خلکان نے تاریخ میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں دی ہے اور کہا کہ لیث امام ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے لیث کہتے ہیں میں نے ابو حنیفہ سے انھوں نے موسیٰ بن عائشہ سے انھوں نے عبد اللہ بن شداد سے انھوں نے حضرت جابر سے سنا کہ آنحضرت نے فرمایا جبکا امام نماز ہو امام کی قرات گویا اوس کی قرأت ہے۔لیث کا انتقال ۱۷۵ھ میں ہوا۔

(۸) مندل بن ہلال بصری کو بھی ابو حنیفہ سے شرف سماع حدیث وفقہ رہا مندل نے ابو حنیفہ سے انھوں نے ابی زبیر سے انھوں نے حضرت جابر سے روایت کی کہ حضورؐ نے فرمایا جس نے غلام مول لیا اگر اوسکا کوئی مال بھی ہو تو وہ مشتری کا نہیں بلکہ بائع کا ہوگا اگر اس کی صراحت

نہ ہو چکی ہو۔ ان کی وفات ۱۶۸ھ میں ہوی۔

(۹) حیان بن بلال بصری انہیں شعبہ۔ ابان ابو حنیفہ و عاصم سے سماع تھا ان سے ارباب کتب ستہ اور امام احمد نے حدیث لی یہہ ثقہ حجت تھے اور کثیر الروایات بھی انکا انتقال ۲۱۶ھ میں ہوا حبان نے از ابی حنیفہ از ابی عون از عبد اللہ بن شداد از ابن عباس روایت کی کہ حضور نے فرمایا شراب قلیل ہو یا کثیر حرام ہے۔

(۱۰) ابو داؤد طیاسی صاحب المسند ۱۳۳ھ تا ۲۰۴ھ انھوں نے امام کے شاگرد ابن عون سے خود امام صاحب سے۔ شعبہ و اوزاعی و اعمش و مکحول وغیرہم سے حدیث سنی۔ یہہ کہتے تھے کہ ہم ابو یوسف و اسد بن عمرو امام ابو حنیفہ کے ہمراہ محلہ بجیلہ تک ایک دن گئے (حارثی از علی الحیدی) سیوطی نے تبیض الصحیفہ میں ابو معشر طبری نے اپنی کتاب میں اور محمد بن خسرو بلخی نے مسند امام میں روایت کی کہ ابو داؤد کہتے ہیں کہ ہم سے ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت عبد اللہ بن انیس صحابی سے سنا کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ محبت اندھی اور بہری ہوتی ہے۔

(۱۱) حماد بن ابی حنیفہ انھوں نے حدیث و فقہ اپنے والد اور دیگر مشاہیر سے حاصل کی اور والد کے وقت پر ہی فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی وفات ۱۷۶ھ میں ہوی انکے فرزند اسمٰعیل بغداد کے قاضی القضات ہوے۔

(۱۲) قاسم بن معن کوفی یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے پوتے اور بڑے محدث و فقیہ تھے۔ یہہ صاحب ابو حنیفہ کہلاتے تھے۔ اور شریک کے بعد قاضی بغداد ہوے انھوں نے حصین ابن عمیر۔ منصور بن معتمر۔ ہشام و زیاد و ابو حنیفہ سے حدیث حاصل کی خطیب نے تاریخ بغداد میں صخر بن عبد الجبار سے روایت کی کہ بعض علمائے کوفہ نے قاسم بن معن سے کہا کہ تم عبد اللہ بن مسعود کے پوتے ہوے ابو حنیفہ کی غلامی کرنے سے شرماتے نہو۔ آپ نے کہا تم بھی یکدن بیٹھ تو جاؤ پھر

مجھ سے بڑھکر ابو حنیفہ کی غلامی کرنے لگو گے۔ ان سے ابو داؤد اور نسائی نے حدیثیں لی ہیں ان کی وفات ۲۵۸ھ میں ہوی۔

(۱۳) زفر بن ہذیل یہ بھی صاحب ابو حنیفہ تھے حدیث سنی (تبیض الصحیفہ) ان کی ایک کتاب حدیث میں بنام الزہد والسنتہ موجود ہے۔ بیس سال امام صاحب کی خدمت میں رہے۔ نووی کہتے ہیں انھیں حدیث کا بڑا شوق تھا پھر فقہ میں کمال پیدا کیا۔ یحیٰی بن معین کہتے ہیں زفر صاحب رائے حدیث میں ثقہ و مامون تھے۔ انکا انتقال ۱۵۸ھ میں ہوا زفر نے ابو حنیفہ سے انھوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی آنحضرت نے فرمایا فرض نماز کی اقامت ہونے کے بعد کوئی نماز بجز اس فرض نماز کے حرام ہے

(۱۴) داؤد طائی۔ صوفی۔ عارف۔ زاہد۔ محدث فقیہ اور بلا نزاع ثقہ وصدوق آپ نے قتادہ شعبہ۔ اوزاعی ابو حنیفہ وغیرہم سے حدیث سنی۔ محارب بن وثار کہتے تھے اگر داؤد بیشتر از بعثت پیدا ہوتے تو آپ کا بھی ذکر قرآن میں آتا۔ ذہبی کہتے ہیں حدیث میں یہ ثقہ وصدوق بلا نزاع ہیں۔ خطیب اور ابن خلکان نے تاریخوں میں اور ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ داؤد طائی مدت تک ابو حنیفہ کی صحبت میں رہے قشیری کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ سے داؤد نے نہ صرف فقہ بلکہ سلوک بھی حاصل کیا ہے۔ داؤد الطائی نے ابو حنیفہ سے آپ نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ اونھیں انگور کی نبیذ پسند تھی انکی وفات ۱۶۲ھ میں ہوی۔

(۱۵) فضیل بن عیاض۔ امام العارفین شیخ الواصلین انکو حسن بصری۔ عطا و منصور وغیرہم سے سماعت تھی مگر فقہ ابو حنیفہ سے حاصل کی تھی۔ صمیری کا بیان ہے کہ فضیل فقہ میں ابو حنیفہ کے شاگرد تھے (جواہر مضیئہ) فضیل کہا کرتے تھے خدا ابو حنیفہ کو شامل رحمت فرمادے یہ بڑے محدث۔ بڑے فقیہ

بڑے خدا ترس اور بڑے زاہد و عابد شخص تھے۔ وکیع کہتے ہیں میں نے ابوحنیفہ کے پاس فضیل کو کئی مرتبہ مودب بیٹھے دیکھا ہے انکا انتقال ۱۸۷ھ میں ہوا۔

(۱۶) یحیی بن زکریا بن ابی زاہد (۱۱۹ھ تا ۱۸۲ھ) ذہبی کہتے ہیں احد الفقہاء والمحدثین الثقات انکا لقب صاحب ابوحنیفہ پڑ گیا تھا (تذکرۃ الحفاظ) طحاوی کا بیان ہے کہ انہیں بھی ابوحنیفہ کی صحبت کئی سال رہی انھوں نے اپنے والد ہشام۔ اسمعیل بن خالد ثوری و ابوحنیفہ سے حدیث حاصل کی یہ احمد بن حنبل اور بن معین کے اوستاد تھے۔

(۱۷) وکیع بن جراح (۱۲۹ھ تا ۱۹۷ھ) حافظ ثبت محدث عراق ہیں۔ انہیں ہشام و اعمش و اسمٰعیل و ابن عون و ابن جریج و سفیان و ابی حنیفہ سے سماع حاصل تھا اور یہ عبداللہ بن مبارک امام احمد بن حنبل یحیی معین و اسحٰق بن راہویہ و علی مدینی وغیرہم کے اوستاد ہیں۔

صاحب عقود الجمان خاتمہ فقرہ (۱) میں لکھتے ہیں کہ وکیع نے ابوحنیفہ سے بکثرت حدیثیں سنیں اور روایت کی ہیں حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ وکیع قول ابوحنیفہ پر فتوی دیا کرتے تھے۔ علامہ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ انہیں ابوحنیفہ سے بھی سماع حدیث حاصل تھا۔ ابوحنیفہ جب وکیع کو دیکھتے تو فرماتے تھے ایک سال اگر تم میرے پاس بیٹھ جاؤ تو تمہارا گھوڑا آفاق بھر میں پہلے آئے گا۔

(۱۸) ابوعبدالرحمٰن المقری۔ محدث جلیل شیخ الاسلام (۱۲۰ھ تا ۲۱۳ھ) انھوں نے ابن عون ابوحنیفہ اعمش شعبہ۔ حرملہ۔ عبدالرحمٰن افریقی۔ سعید بن ایوب وغیرہم سے سماعت کی خطیب کہتے ہیں کہ مقری جب ابوحنیفہ سے روایت کرتے تو کہتے تھے حدثنا شاہ مرداں۔ ذہبی کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ سے مقری نے حدیث کی سماعت کی اور سات سو حدیثیں روایت کیں مقری سے بشر بن موسیٰ۔ حارث بن محمد۔ عباس دوری اور امام بخاری صاحب صحیح نے حدیث کی سماعت کی اور روایت کی ہے۔

(۱۹) ابراہیم بن طہمان۔ امام۔ حافظ اور عالم خراسان (سنہ ۸۳ھ تا ۱۶۳ھ) انھوں نے سماک بن حرب۔ عمرو بن دینار۔ محمد بن زیاد۔ ابو حمزہ ثابت بنانی اور ابو حنیفہ سے سماعت کی۔ ذہبی کہتے ہیں۔ ابراہیم کے شیوخ حدیث صفوان بن سلیم اور ابو حنیفہ نے ابراہیم سے بھی روایت کی ہے۔ ذہبی میزان میں کہتے ہیں کہ ابراہیم نے فقہ و روایت حاصل کی اور سیوطی کہتے ہیں۔ یہ بھی صاحب ابو حنیفہ مشہور تھے۔

(۲۰) عباد بن عوام۔ امام محدثین (سنہ ۱۱۸ھ تا ۱۸۵ھ) انھوں نے مالک ابن ابی نجیح۔ جریری۔ ابو اسحاق اور ابو حنیفہ سے سنا اور روایت کیا ہے اور ان سے امام احمد بن حنبل و عمرو الناقد اور حسن بن عرفہ نے۔ ابو حنیفہ سے فقہ سیکھا اور حدیث سنی (تہذیب الکمال وغیرہ)

(۲۱) ابو عاصم ضحاک شیخ الاسلام۔ محدث عراق (سنہ ۱۲۲ھ تا ۲۱۲ھ) جعفر بن علی بن الحسین علیہم السلام سے۔ یزید بن ابی عبید سے سلیمان تیمی سے ابن جریج اور ابو حنیفہ سے سنا امام صاحب کے خاص شاگردوں میں تھے اور ضحاک سے امام احمد بن حنبل۔ بندار۔ دارمی اور امام بخاری نے سماعت کی ہے۔ جواہر مضیئہ میں ضمیری سے مروی ہے کہ ضحاک کبار اصحاب ابو حنیفہ سے تھے۔ تہذیب الکمال اور جواہر مضیئہ میں ہے کہ امام صاحب سے ضحاک نے سماعت کی اور روایت بھی کی ہے بخاری کے اساتذہ مقری اور ضحاک و مکی ابو حنیفہ کے شاگرد تھے۔

(۲۲) مکی بن ابراہیم۔ محدث خراسان حافظ العصر (سنہ ۱۲۶ھ تا ۲۱۵ھ) انھوں نے یزید بن ابی عبید امام بن جعفر۔ بھز بن حکیم ابو حنیفہ۔ ابن جریج ہشام وغیرہم سے سماعت کی اور مکی بن ابراہیم سے امام احمد بن حنبل یحییٰ بن معین۔ ذہلی۔ عباس دوری اور امام بخاری نے حدیث سنی اور روایت کی۔ گویا ابو حنیفہ کے شاگرد مکی بن ابراہیم امام احمد بن حنبل یحییٰ بن معین اور ذہلی جیسے اساتذہ بخاری کے اوستاد اور خود بخاری کے بھی اوستاد ہیں۔ اب ابو حنیفہ کا

شرف اور مرتبہ واضح ہے۔ تقریب میں ہے کہ مکی صاحب ابوحنیفہ تھے اور بخاری
کے اکثر ثلاثیات حدیث مکی بن ابراہیم سے بخاری کو حاصل ہوئے تہذیب الکمال میں ہے
کہ مکی نے فقہ وحدیث کو ابوحنیفہ سے برسوں حاصل کیا تھا ۲۱۴ھ میں مکی بغداد آئے اور
ابوحنیفہ کی صحبت لازم کرلی اور آپ نے حدیث و فقہ میں ابوحنیفہ کو اپنا مرجع بنالیا۔ مکی
کہتے تھے میں نے ابوحنیفہ سے بڑھکر حدیث کا حافظ اور صاحب بصیرت نہ دیکھا۔

(۲۳) عبدالرزاق بن ہمام۔ حافظ کبیر۔ (امام فن ۱۲۶ھ تا ۲۱۱ھ) انھوں نے عبیداللہ
بن عمر و ابن جریج۔ ثور بن یزید۔ معمر۔ اوزاعی۔ ثوری و ابوحنیفہ سے حدیث کی سماعت
کی (تاریخ خطیب وعقود الجمان) یہہ بھی زمانہ تک ابوحنیفہ کے ہم صحبت رہے (عقود الجمان)
ان سے سفیان بن عیینہ۔ یحییٰ بن معین امام احمد بن حنبل علی مدینی نے روایت کی یحییٰ و احمد
و علی مدینی اوستادان بخاری تھے۔ علی بن مدینی اوس پایہ کے محدث ہیں جن کی روایتوں
سے نہ صرف بخاری مالامال ہے بلکہ بخاری کی جامع صحیح من اولہ الی آخرہ علی المدینی
کی کتاب العلل سے اکثر ماخوذ ہے چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر شرح بخاری فتح الباری
کے جلد نہم صفحہ ۳۵ میں لکھتے ہیں قال مسلمہ والف علی بن المدینی کتاب العلل وکان ضنینا
فغاب یوما فی بعض ضیاعتہ فجاء محمد بن اسمعیل البخاری الی بعض بنیہ وراغبہ بالمال علی ان
یری الکتاب یوما واحدا فاعطاہ لہ فدفعہ الی النساخ فکتبوہ لہ وردہ الیہ فلما حضر علی بن
المدینی تکلم یوما بشیئ فاجابہ البخاری الخ علی بن مدینی نے کتاب العلل تصنیف کی اور اوس کو
چھپائے چھپائے رکھا ایک دن کسی جگہ مہمان گئے ہوئے تھے۔ بخاری نے ان کے فرزند
کے پاس سے کچھ روپیہ دیکر وہ کتاب یکدن کے لئے عاریت لی اور کاتبوں سے یکدن میں
اوس کی نقل اوتروالی اور کتاب واپس کردی۔ یکدن علی بن مدینی کسی حدیث پر گفتگو کررہے

توبخاری نے اوسکا وہی جواب دیا جو علی مدینی ہی دے سکتے تھے۔ علی مدینی سمجھ گئے اور دریافت پر سارا حال کھلا اور بخاری یہہ کتاب لیکر خراسان روانہ ہو گئے چنانچہ ابن حجر لکھتے ہیں

استغنی البخاری عنہ بذالک الکتاب وخرج الی خراسان ووضع کتابہ الصحیح علی ہذا فعظم شانہ وعلا ذکرہ۔ اس کتاب کے بعد بخاری کو اب علی مدینی کی ضرورت نہ رہی اس کتاب کو لیکر بخاری خراسان چلے گئے اور اپنی کتاب صحیح وضع کرلی جس سے ان کی شان بڑھی اور نام ہو گیا۔

(۲۴) حفص بن غیاث متولد ۱۱۷ھ کوفہ کے بڑے محدث تھے اور قاضی بغداد رہے اپنے دادا طلق بن معاویہ عاصم احول لیث بن ابی سلیم ہشام اور ابوحنیفہ سے سنی اور ان سے امام احمد۔ اسحاق بن راہویہ۔ علی مدینی یحیٰی بن معین اور ابو بکر ابن ابی شیبہ نے جو شیوخ بخاری ہیں سماعت کی۔ ابن جزلہ تاریخ میں اور خوارزمی مناقب میں اور سبط جوزی الانتصار میں لکھتے ہیں کہ حفص نے ابوحنیفہ سے بہت کچھ حاصل کیا تھا اور حافظ ابن بخار تاریخ میں لکھتے ہیں کہ حفص ابوحنیفہ سے روایت کیا کرتے تھے۔ انکا انتقال ۱۹۶ھ میں ہوا۔

(۲۵) یزید بن ہارون حافظ القدوہ شیخ الاسلام (۱۱۷ھ تا ۲۰۶ھ) انھوں نے عاصم احول یحیٰی بن سعید۔ سلیمان تیمی۔ جریری ابوحنیفہ اور جعفر بن عون سے سماعت کی اور اون سے امام احمد ابوخیثمہ یحیٰی بن معین وابو بکر ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وغیرہم نے ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ یزید کو ابوحنیفہ سے سماع تھا۔

(۲۶) ابونعیم فضل بن دکین حافظ ثبت (۱۳۰ھ تا ۲۱۹ھ) انھوں نے بھی زکریا بن ابی زائدہ۔ عمر بن ذر۔ شعبہ اور ابوحنیفہ سے سنا (تہذیب الکمال) اور ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں کہ ابونعیم سے امام احمد۔ ابن راہویہ۔ ابن معین۔ ذہلی۔ دارمی اور امام بخاری نے حدیث کی سماعت کی اور روایت کی ہے۔ یہاں پر بھی امام بخاری ابونعیم کے شاگرد اور وہ ابوحنیفہ کے

شاگرد ثابت ہوے۔

(۲۷) حماد بن زید (۹۸ھ تا ۱۷۹ھ) یہہ امام فن حدیث تھے انھون نے ابی عمران محمد بن زیاد۔ ابی جمرہ۔ عمرو بن دینار اور ابو حنیفہ سے سماعت کی (خیرات الحسان وتقریب وعقود الجمان)

(۲۸) اسد بن عمرو صاحب ابو حنیفہ۔ انھون نے بروایت خطیب ابن جریر ابو حنیفہ۔ مطرف ابن جریج اسرائیل اور ہشام سے سماعت کی یہہ امام صاحب کے کاتب تھے۔ ان سے امام احمد و علی مدینی و ابن معین نے روایت کی اور انکی توثیق کی ہے انکا انتقال ۱۶۲ھ میں ہوا۔

(۲۹) علی بن مسہر۔ امام فن اور محدث ثبت تھے۔ قاضی موصل بھی ہوے انھون نے ہشام۔ اعمش داؤد طائی ابو حنیفہ۔ ابو مالک زکریا ابن زائدہ و عاصم احول سے سنا اور مدت تک ابو حنیفہ کی صحبت میں رہے۔ یہہ علی الصباح امام صاحب کی خدمت میں آجاتے تھے اور رات گئی سفیان ثوری آتے تھے۔ ابو حنیفہ کے فقہ سے ثوری کو انہیں کے توسط سے اطلاع ہوا کرتی تھی۔ انکا انتقال ۱۸۹ھ میں ہوا۔

(۳۰) حسن بن زیاد لولوئی۔ صاحب ابو حنیفہ۔ بخاری نے تاریخ میں لکھا ہے کہ موالی انصار سے تھے انھوں نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے خطیب نے محمد ابن سماعہ سے روایت کی کہ خود حسن کہتے تھے میں نے ابن جریج سے ۱۲ ہزار حدیثیں سنیں اور لکھ لیں جن کے فقہا محتاج تھے۔ حسن کو ابو حنیفہ۔ ابن جریج ابن ابی لیلی اور شعبہ سے سماع تھا اور ان سے محمد بن سماعہ محمد بن شجاع اور شعبہ بن ایوب وغیرہم نے روایت کی۔ حفص بن غیاث کے مرنے پر حسن قاضی ہوے طحاوی کہتے ہیں کہ حسن فقیہ بھی تھے اور محدث بھی قاضی ابو یوسف نے کہا حسن کثیر الروایۃ احسن الرائے اور بڑے فقیہ تھے۔ مگر نسائی نے اونہیں کتاب الضعفاء میں کذاب

اور خبیث لکھا ہے۔ نسائی کا یہہ طعن بعینہ ایسا ہے کہ نسائی نے امام احمد بن صالح مصری کی نسبت کیا ہے۔ حسن کا انتقال ۲۰۴ھ میں ہوا۔

(۲۲) امام ابو یوسف متولد ۱۱۳ھ ومتوفی ۱۸۲ھ خاص شاگرد ابوحنیفہ اور صاحبین کے لقب سے جو ممتاز تھے اون میں یہہ پہلے تھے انھوں نے امام ابوحنیفہ اعمش ہشام سلیمان یحیی ابواسحاق وغیرہم سے حدیث سنی اور ان سے امام احمد یحیی بن معین اور علی مدینی نے ابن خلکان کہتے ہیں کہ ابویوسف حدیث میں منصف ہیں۔ مزنی کہتے تھے کہ ابویوسف نے حدیث میں قوم کا اتباع کیا اور انکی توثیق میں یحیی واحمد و علی مدینی متفق ہیں کہ وہ ثقہ ہیں کہتے تھے کہ ابو یوسف اصحاب روایت کو دوست رکہتے تھے ہم نے اون سے لکھہ رکھی ہیں احمد بن حنبل کہتے ہیں سب سے پہلے میں ابو یوسف کے پاس گیا اون سے حدیثیں سنیں اور لکھہ رکھیں۔ علی بن مدینی کہتے ہیں ابو یوسف جب بصرہ آئے ہم آپ کے پاس جایا کرتے تھے روز آنہ دس دس حدیثیں یہہ بیان کرتے تھے اور ہم لکھہ لیا کرتے تھے۔ ابن معین کہتے ہیں کہ اہل الرائے میں ابو یوسف میرے پاس حدیث میں اثبت ہیں اور ابوحنیفہ کے اصحاب میں اون سے بڑہکر میں نے فقیہ نہ دیکھا ابو یوسف ثقہ و صدوق تھے۔ خطیب نے روایت کی کہ امام احمد فرمایا کرتے تھے میں بھی ابو یوسف کے پاس جاتا تھا اور حدیث سنا کرتا تھا میں نے اون کو مامون پایا۔

(۲۳) امام محمد بن حسن متولد ۱۳۵ھ تا ۱۸۹ھ یہہ ابوحنیفہ کے دوسرے بازو اور صاحبین میں کے رکن دوم تھے انھون نے امام ابوحنیفہ۔ امام مالک۔ ثوری۔ مسعر عمرو بن زر۔ مالک بن مغول اوزاعی و ربیعہ بن صالح سے حدیث کی سماعت کی ذہبی میزان میں کہتے ہیں نسائی نے ان کو ضعیف کہا ہے مگر یہہ بحر علم اور دریائے فقہ تھے اور مالک کی روایت حدیث میں بڑے قوی تھے۔

ان سے ایک جماعت مثل امام شافعی ۔ ابو سلیمان بن جوزجانی ۔ ہشام رازی ۔ علی بن مسلم طوسی وغیرہم نے روایت کی ہے ۔ امام نووی تہذیب الاسماء میں کہتے ہیں بروایت خطیب امام محمد واسط میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں نشو ونما پائی اور یہیں پر ابو حنیفہ مسعر بن کدام ثوری و عمر بن ذر مالک بن مغول سے حدیث سنی اور مدینہ میں امام مالک سے اور ربیعہ بن صالح و بکر بن عامر و ابو یوسف سے بغداد میں سماعت کی اور یہیں حدیث سنایا کرتے تھے آپ سے امام شافعی ۔ جوزجانی اور ابو عبید نے سنا اور روایت کیا ہے ۔ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ محمد نے فقہ ابو حنیفہ سے حاصل کیا اور بغداد میں بہتوں سے حدیث کی سماعت کی یحییٰ بن معین کہتے ہیں میں نے جامع صغیر محمد کی خود محمد سے سنی اور لکھ رکھی سمعانی انساب میں کہتے ہیں کہ محمد بن حسن شیبانی تلمیذ ابو حنیفہ نے مسعر سفیان ثوری امام ابو حنیفہ ۔ عمر بن دینار مالک بن مغول امام مالک اوزاعی ربیعہ بکیر اور ابو یوسف سے حدیث سنی اور بغداد میں سکونت کی اور یہیں حدیث سنائی انکے شاگردوں میں شافعی ۔ جوزجانی ۔ ہشام بن عبید اللہ ۔ ابو عبید ۔ علی بن مسلم ۔ ابو حفص کبیر اور خلف بن ایوب بہت مشہور ہیں ۔ خلیفہ ہارون نے انہی کو منصب قضا سپرد کیا ۱۸۹ھ میں انکی وفات ہوئی ۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ امام محمد جب کوئی تقریر کرتے تو معلوم ہوتا تھا کہ وحی اتر رہی ہے وہی فرماتے ہیں میں نے امام محمد سے ایک بار شتر علم حاصل کیا ۔ امام احمد بن حنبل نے کہا ہم نے محمد بن حسن کی کتابوں سے دقیق باتیں سیکھیں حافظ ابن حجر امام شافعی کا یہ قول نقل کرتے ہیں کان محمد بن الحسن جید المنزلۃ عند الخلیفۃ فاختلفت الیہ وقلت ہو اولی من جہۃ الفقہ فلزمتہ وکتبت عنہ ۔ محمد بن حسن خلیفہ کے پاس بہت معزز تھے میں نے ان سے بحث مباحث کئے اور آخر یہ ماننا پڑا کہ وہ فقہ میں بہت بلند ہیں میں نے ان کی صحبت اختیار کی اور ان سے فقہ لکھ لی امام شافعی فرماتے ہیں میں نے محمد بن الحسن سے بڑھکر قرآن کا عالم کسی کو نہ پایا (جواہر مضیئہ)

امام محمدؒ کے تصانیف حدیث میں موطا محمدؒ۔ کتاب الحج اور کتاب الآثار ہیں اور فقہ میں مبسوط۔ جامع الصغیر۔ جامع کبیر۔ زیادات جامع کبیر۔ سیر صغیر و کبیر۔ کیسانیات۔ جرجانیات رقیات۔ ہارونیات ہیں۔

(۳۳) عافیہ بن یزید اودی کوفی انھوں نے ابوحنیفہ ثوری۔ مسعر بن کدام۔ عبداللہ بن مبارک وغیرہم سے سماعت کی۔ یہہ وہ بزرگ ہیں جن کی نسبت ابوحنیفہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک عافیہ نہ آلیں کوئی مسئلہ پیش نہ کیا جائے۔ امام ذہبی ان کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ بہترین قاضی تھے

ان بزرگوں کے علاوہ حمزہ بن حبیب زیات۔ سعید بن اوس۔ عمرو بن میمون۔ فضل بن موسی ابواسحاق فزازی۔ ابومطیع بلخی۔ زید بن جناب عبیداللہ بن عمر۔ حمیدی۔ عبدالوارث بن سعید۔ قیس بن ربیع۔ معافی بن عمران۔ نضر بن شمیل۔ یحیٰی بن یمان۔ یحیٰی بن عینہ۔ یحیٰی بن اسمٰعیل بن عیاس۔ سفیان ثوری اور سفیان بن عینہ بقول حافظ ابن حجر مشاہیر علمائے محدثین اور فقہائے معتمدین ابوحنیفہ کے تلامذہ تھے۔

رفعت امام امام صاحب کی رفعت اور علوئیت فی الحدیث (فی الروایۃ و فی الرائے) عظمت فی الاجتہاد و امام صاحب کی عدالت۔ ضبط۔ تقاہیت۔ سفاہت صداقت اور معرفت حدیث اور تدوین قواعد صحت سے خود مترشح ہے کہ امام کی معرفت حدیث اسقدر بلند تھی کہ سفیان ثوری۔ یحیٰی بن آدم اور اسرائیل بن یونس کے ایسے جلیل القدر محدثین نے تسلیم کرلیا کہ امام شدید المعرفت فی الحدیث تھے ناسخ و منسوخ کے بہت جاننے والے تھے۔ اس کے علاوہ ان کی بلندی کا دوسرا ثبوت یہہ ہے کہ آپ کے شیوخ فی الحدیث اعمش۔ عمرو بن دینار۔ شعبہ۔ حماد بن ابی سلیمان اور عاصم بن ابی النجود نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے اور نیز اکابر محدثین اور اجلائے ائمہ اہل الروایۃ نے جو آپ کے ہم عصر اور

ہم قرن تھے اور جو اپنے وقت کے مسلمہ اعیان دین تھے آپ سے حدیث اور فقہ کی سماعت کی اور آپ سے روایت کرنا اپنا افتخار تصور کیا ان اعیان محدثین سے چند بزرگوں کے نام ذیل میں درج ہوتے ہیں جنھوں نے امام صاحب سے حدیث کی روایتیں کیں۔

سفیان ثوری۔ عبد اللہ بن مبارک۔ یحییٰ بن سعید القطان زیدہ۔ ہشام بن عروہ۔ وکیع بن الجراح۔ عباد بن العوام وجعفر بن عون دعلی المدینی، اور امام مالک بن انس۔ لیث بن سعد۔ مسعر بن کدام۔ ابو یوسف۔ زفر۔ محمد (ابن حجر) اور یزید بن ہارون۔ سعد بن الصلت ابو عاصم النبیل۔ عبد الرزاق۔ عبید اللہ بن موسیٰ۔ ابو نعیم فضل بن وکین ابو عبد الرحمٰن المقری وبشر کثیر" (ذہبی فی التذکرہ) اور الخیب، علی بن مسہر یحییٰ بن الیمان۔ نضر بن شمیل حماد بن سلمہ یونس بن بکیر۔ مکی بن ابراہیم۔ یحییٰ بن زکریا ابن ابی زائدہ۔ ابراہیم بن طہمان حفص بن غیاث عافیہ بن یزید (تہذیب الکمال للمزی وعقود الجمان۔ تہذیب الاسماء واللغات للنووی)، اسد بن عمرو۔ اسرائیل بن یونس ابن جریج یحییٰ بن عینۃ القرسی۔ سفیان بن عیینہ۔ قاسم بن معن۔ مندل حبان زید بن الحباب۔ ابو حمزۃ السکری وغیرہم (تقریب التہذیب جواہر مضیئہ تاریخ بغداد لابن ابی جزلہ وللخطیب والتبیض للسیوطی) ان میں امام بخاری رحمہ اللہ کے شیوخ فی الحدیث ابو نعیم الفضل بن وکین مکی بن ابراہیم۔ ابو عبد الرحمٰن المقری۔ ابو عاصم الضحاک ہیں اور شیوخ بخاری یعنے احمد یحییٰ بن معین۔ علی المدینی۔ ابن مہدی۔ ابو بکر ابن ابی شیبہ کے شیوخ فضیل بن عیاض۔ وکیع بن الجراح یحییٰ بن زکریا۔ ابراہیم بن طہمان۔ عبد اللہ بن المبارک امام ابو یوسف عبد الرزاق ہیں جو امام ابو حنیفہ کے تلامذہ تھے۔ اور امام صاحب کے قول پر فتویٰ دینے والوں میں یحییٰ بن سعید القطان۔ وکیع بن الجرح لیث بن سعد نہایت مشہور رہیں۔

تیسری وجہ آپ کی رفعت اور منزلت کی یہ ہے کہ آپ کی صحبت اور فیض تعلیم سے آئمہ

عارفین ثقات مثل داؤد الطائی متوفی سنہ ۱۶۲ھ فضیل بن عیاض سنہ ۱۸۷ھ ۔ عبداللہ بن المبارک سنہ ۱۸۲ھ عبدالواحد بن زید سنہ ۱۷۷ھ ۔ ابراہیم بن ادہم سنہ ۱۶۲ھ اور شقیق البلخی سنہ ۱۹۴ھ بہرہ ور ہوئے اس کے بعد بھی اگر کسی قسی القلب کو امام صاحب سے خدا واسطہ کا بغض اور حسد ہو تو اوسکا حساب بقول علامہ ابن حجر مکی عند اللہ ہو گا چوتھی وجہ آپ کی رفعت اور منزلت کی یہہ ہے کہ کبار اولیائے امت مثل ابی یزید البسطامی ۔ معروف الکرخی مالک بن دینار ابراہیم ۔ شقیق ۔ عبدالواحد بن زید داؤد الطائی ۔ حاتم الاصم ۔ شیخ احمد بن خضرویہ ۔ شیخ محمد بن علی حکیم الترمذی ۔ سہیل بن عبداللہ التستری ۔ شیخ ابوسعید الخراز ۔ شیخ فریدالدین العطار وجملہ حضرات نقشبندیہ وحضرات چشتیہ ۔ ومجددیہ اور اکثر اولیائے کرام حنفی تھے ۔

کان مقاتل بن سلیمان (وهو ممن روی عن الامام) وهو شریک ابی حنیفه فی السماع عن التابعین مثل عطاء بن ابی رباح ونافع مولی ابن عمر ومحمد بن المنکدر وابی الزبیر محمد بن مسلم بن تدرس وابن سیرین مولی انس بن مالک واضرابهم (الانتصار صفحہ ۱۵۴)

پانچویں وجہ آپ کے علوئے مرتبت کی یہہ ہے کہ آپ کے ہم سبق بھی آپ سے روایت کرنے کو اپنا فخر سمجھتے تھے چنانچہ مقاتل بن سلیمان جو آپ کے شریک فی سماع الحدیث تھے آپ سے کئی روایتیں کی ہیں ۔

مولوی شبلی نعمانی رحمۃ اللہ کا کہنا بالکل بجا ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے ثابت کے اور اون کی اولاد کی حق میں دعائے خیر فرمائی تھی اور اس آفتاب ولایت کی دعا اتنی مستجاب ہوی کہ ابوحنیفہ جو ثابت کے فرزند تھے آفتاب علم بنکر دنیا میں چمکے ۔

امام صاحب کی فقاہت

ابو محمد حارثی بخاری باسناد متصل روایت کرتے ہیں کہ ایک دن تابعی جلیل شعبی اور حنیفہ کا کشتی میں ساتھ تھا شعبی نے کہا لا نذر فی معصیۃ اللہ

ولا کفارۃ علیہ۔ ابوحنیفہ نے کہا قرآن تو کہتا ہے کہ کفارہ نذر معصیت میں واجب ہے فانہم یقولون منکراً من القول وزوراً شعبی لاجواب ہو گئے اور جھیپ کر کہنے لگے تم تو اہل القیاس معلوم ہوتے ہو خوب ارشاد ہوا)

(۲) مکہ معظمہ میں ابوحنیفہ اور اوزاعی کا اجتماع ہوا تو اوزاعی نے کہا تم حدیث زکاۃ الجنین زکاۃ امہ کا صریح خلاف کرتے ہو آپ نے فرمایا اگر مادہ کے شکم سے اوس کے ذبح کے بعد جنین زندہ نکلے تو تم لوگ کیا اوس کو ذبح کئے بغیر کھایا کرتے ہو؟ اوزاعی نے کہا نہیں۔ آپ نے کہا پھر تمہارے قول کے مطابق وہ کلجی اور جھڑی کے مانند عضو ذبیحہ نہیں وہ مخلوق جداگانہ ٹھہرا اور حق سبحانہ بھی یہی فرماتا ہے کہ جنین جداگانہ مخلوق ہے ثم انشاناہ خلقا آخر لہذا اوس کا ذبح واجب ہے۔ اور اگر مردہ نکلے بفحوائے آیت حرمت علیکم المیتۃ کے وہ حرام ہے۔ یہی حدیث اوس کے معنے اہل حدیث نہ سمجھے۔ معنے یہہ ہیں کہ جنین کا ذبح مثل اوس کے ماں کے ذبح کے ہے۔ اوزاعی نے کہا ہم عطار اور دوا فروش ہیں اور تم طبیب ہو۔

(۳) خلیفہ بغداد منصور عباسی کی مجلس میں عیسیٰ بن موسیٰ بیٹھے ہوے تھے۔ ایسے میں ابوحنیفہ بھی آ گئے۔ عیسے نے کہا آج ابوحنیفہ عالم دنیا ہے۔ خلیفہ نے کہا نعمان تم نے علم کس سے حاصل کیا فرمایا اصحاب عمرؓ سے اصحاب علیؓ سے اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ سے اور اصحاب عبداللہ بن عباسؓ سے خلیفہ نے کہا تمہارے عالم دنیا ہونے میں کلام نہیں۔

(۴) خوارزمی اور خطیب نے ابن کرامہ سے روایت کی کہ ہم وکیع بن جراح کے پاس تھے کہ ابوحنیفہ کے کسی مسئلہ پر گفتگو ہونے لگی ایک شخص نے کہا یہاں ابوحنیفہ سے غلطی ہوی وکیع نے کہا ابوحنیفہ غلطی کیسی کر سکتے تھے جب کہ اون کے تلامذہ میں یحییٰ بن زکریا حفص بن غیاث۔ حبان اور مندل جیسے محدث اور زفر ابو یوسف اور محمد جیسے مجتہد اور قاسم بن معن جیسا مفسر اور

اور داؤد طائی و فضیل بن عیاض اور ابراہیم بلخی جیسے زہاد اور ارباب قلوب لوگ تھے اگر غلطی بھی ہو رہتی یہ لوگ اونھیں حق کی طرف لوٹا دیتے تھے۔ اس کے بعد وکیع رونے لگے اور فرمایا میں نے ان آنکھوں سے ابو حنیفہ کو دیکھا اور ان کانوں سے اونھیں احادیث کے مطالب بیان کرتے سنا ہے وہ بڑے عالم حدیث تھے اور فقہ حدیث کے ماہر تھے۔ اور بڑے عالم اور زاہد تھے۔ خدا اونھیں مغفرت فرمائے۔

(۵) امت کا اس پر اتفاق ہے کہ علم شریعت کو امام صاحب نے ہی دنیائے اسلام میں سب سے پہلے مدون کیا۔ سب سے پہلے آپ نے کتاب الفرائض کی ترتیب دی پھر کتاب الشروط کو مدون فرمایا پھر کتاب الاحکام کو مرتب فرمایا پھر کتاب المعاملات پھر کتاب النکاح والطلاق کی تدوین کی۔ اس کے بعد کتاب الطہارۃ اور سب سے آخر کتاب العبادات کو لکھا۔ چنانچہ علمائے احناف کا اتفاق ہے کہ امام صاحب نے ۵ لاکھ مسائل فقہیہ احادیث و قرآن سے مستنبط فرما کر حوالہ کتاب فرما دیئے۔ اسی بنا پر امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے بچے ہیں جس کی روایت خطیب بغدادی شافعی نے کی ہے۔

(۶) جب ابو حنیفہ دوسری مرتبہ ۹۵ھ میں مدینہ حاضر ہوئے تو امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ پر پہونچے۔ ان کے ساتھی نے انکا تعرف کروایا امام باقر نے فرمایا کیا وہ تمھیں ہو جو میرے دادا کی حدیث کی مخالفت قیاس کی بنا پر کیا کرتے ہو۔ عرض کیا یا امام اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں فرمایا ہاں کہو۔ آپ نے کہا مرد ضعیف ہے یا عورت۔ امام نے فرمایا عورت۔ عرض کیا اگر قیاس سے حکم کرتا تو عورت کو دوہرا حصہ دلاتا حالانکہ عورت کو مرد کا آدھا حصہ دلایا کرتا ہوں۔ پھر عرض کیا نماز افضل ہے یا روزہ فرمایا نماز۔ عرض کیا اس اعتبار سے عورت پر نماز کی قضا بایام حیض

ولفاس ہونی چاہیئے تھی نہ کہ روزہ کی اور میں روزہ کی قضا کا حکم کرتا ہوں نماز کا نہیں
امام باقر علیہ السلام اسقدر خوش ہوے کہ ابوحنیفہ کی پیشانی چوم لی دعقود الجمان باب ۱۹)
امام ابوحنیفہ مدتہائے تک حاضر خدمت رہے فقہ وحدیث اور علوم اہلبیت سے مشرف ہوے
خود فرماتے مجھے اسکا فخر حاصل ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے میری پیشانی چومی الحمد للہ آتش
دوزخ مجھپر حرام ہوچکی اور فرماتے تھے میرے معلومات کا بڑا ذخیرہ امام باقر اور امام جعفر علیہ السلام
کے فیضان صحبت کا نتیجہ ہے۔

(۷) ایک روز مکہ معظمہ میں عطار بن ابی رباح کے پاس امام صاحب بیٹھے ہوے تھے
ایک شخص نے عطار سے اس ایت کے معنے پوچھے و اتیناہ اہلہ ومثلہم معہم عطار نے کہا خدا
نے حضرت ایوبؑ کو اون کے آل اولاد جو مر گئے تھے زندہ کر دیئے اور اون کے ساتھ
اور نئے بھی پیدا کر دیئے۔ امام ابوحنیفہ نے پوچھا جو شخص کسی کی صلب سے پیدا نہوا
ہو وہ اوس کی اولاد کیونکر ہوسکتا ہے۔ عطار نے کہا ابوحنیفہ تم کیا کہتے ہو۔ کہا کہ خدا
نے حضرت ایوبؑ کو اونکی گئی گذری ال و اولاد بھی واپس کی اور ایسی ہی اون کی گزشتہ
ساری چیزیں واپس دلائیں۔

(۸) ایک روز خلیفہ منصور اور حرہ خاتون منصور کی بیوی میں نزاع ہوگیا خاتون نے کہا
کہ خلیفہ اپنی بیوں میں عدل نہیں کرتا۔ منصور نے کہا مرد کو چار کا حکم ہے۔ بی بی نے کہا
اس مسئلہ کو کسی عالم سے پوچھا جائے منصور نے امام ابوحنیفہ کو طلب کیا اور پوچھا مرد کو
کتنی بی بیاں کرنے کا اختیار ہے آپ نے فرمایا چار۔ منصور نے بی بی سے کہا سنتی ہو کہ
ابوحنیفہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پردہ سے آواز آئی کہ میں نے خوب سنا اور کہا اے امام وقت یہ
کب اور کسوقت امام صاحب نے کہا یہ اجازت اوس شخص کے لئے ہے جو عدل کرسکتا ہو

ورنہ ایک نکاح سے زیادہ کرنا ٹھیک نہیں خدا خود فرماتا ہے وان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ۔ فواحدہ قطعی حکم ہے یہاں چون وچرا ہو نہیں سکتا۔

(۹) امام اوزاعی شام کے بڑے مجتہد ومحدث وامام تھے۔ اتفاق سے مکہ معظمہ میں انکی ابوحنیفہ سے ملاقات ہو گئی اوزاعی نے کہا اہل عراق سے تعجب ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اوٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرتے حالانکہ میں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے سنا کہ آنحضرت ان وقتوں میں رفع یدین کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا مجھ سے حماد نے اون سے ابراہیم نے اون سے علقمہ نے اون سے عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ آنحضرت تکبیر تحریمہ کے سوائے نماز بھر میں کبھی رفع یدین نفرمایا کرتے تھے۔ اوزاعی نے کہا چہ خوب میں تو زہری۔ سالم۔ عبداللہ کہتا ہوں اور تم اس کے مقابلہ میں حماد۔ نخعی۔ علقمہ۔ ابن مسعود کہتے ہو۔ ابوحنیفہ نے کہا حماد بن ابی سلیمان زہری سے بڑھکر حدیث کے سمجھنے والے تھے اور ابراہیم سالم سے بڑھکر فقیہ تھے اور علقمہ حضرت ابن عمر سے علم میں کم نہ تھے اور میرے عبداللہ تو عبداللہ ہی ہیں میرے عبداللہ رسول اللہ کے نعلین۔ مسواک۔ لوٹا اور مصلی بردار رہے اور تیس برس سال سفر وحضر میں آنحضرت کے ہمراہ نماز پڑھتے تھے اور ہمیشہ آنحضرت کی پشت مبارک پر نماز میں رہا کرتے تھے اور تیرے عبداللہ چوتھی پانچویں صف میں رہتے تھے۔ آنحضرت کے حرکات وسکنات کے میرے عبداللہ شاہد عینی تھے یا تیرے اسپر اوزاعی لاجواب ہو گئے (خوارزمی)

(۱۰) قرات خلف الامام کے وجوب پر چند لوگوں نے امام صاحب سے بحث شروع کی آپ نے فرمایا اتنے آدمیوں سے میں اکیلا کیونکر بحث کر سکتا ہوں ہاں آپ لوگ کسی ایک کو بحث کے لئے منتخب کرلو جو سب کی طرف سے بحث کر سکے۔ لوگوں نے منظور کیا اور ایک بڑے

عالم کو منتخب کر لیا اور اوس نے گفتگو کرنی شروع کی۔ امام صاحب نے کہا میرا جواب ہو چکا۔ تفصیل یہ ہے کہ جس طرح آپ سب حضرات کی بحث کے لئے ایک شخص کفیل ہو چکا اور اوس کی بحث آپ سب صاحبوں کی بحث مسلم ہو چکی ہے اسی طرح تمام مقتدیوں کی طرف سے امام نماز کی قرات عند اللہ کافی ہے اور یہہ سب کا کفیل ہے۔ اس کے بعد فرمایا نقلی دلیل اس کی یہہ ہے کہ حق سبحانہ نے فرمایا ہے واذا قری القران فاستمعوالہ وانصتوا قرات قرآن کے وقت سب کو خاموش رہنے اور سننے کا حکم دیا گیا ہے خواہ وہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں خدا کے اس حکم کی مخالفت ہو نہیں سکتی نیز مجھ سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے عبد اللہ بن شداد سے انھوں نے حضرت جابر سے روایت کی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ امام کی قرات ماموم کے لئے کافی ہے۔

(۱۱) ضحاک خارجی یکدن امام صاحب کے پاس اپنے آدمیوں کو لیکر آیا اور کہا ابو حنیفہ تم توبہ کرو ورنہ میں قتل کر دونگا۔ ابو حنیفہ نے کہا کس بات کی توبہ کروں ضحاک نے کہا تمہارا عقیدہ ہے کہ علی (علیہ السلام) نے معاویہؓ کے جھگڑے میں ثالثی مانی تھی۔ اگر وہ حق پر تھے تو ثالثی کیسی۔ امام صاحب نے کہا۔ میرا قتل ہی مطلوب ہے تو اور بات ہے ورنہ مجھے بھی بولنے کی اجازت دو۔ ضحاک نے کہا میں بھی مناظرہ ہی چاہتا ہوں۔ آپنے کہا بحث طے نہ ہو تو پھر کیا کیا جائے۔ ضحاک نے کہا ہم دونوں ملکر اس شخص کو منصف ٹھہرا لیں چنانچہ ضحاک نے اپنے آدمیوں سے ایک کو حکم بنا دیا۔ امام ابو حنیفہ نے کہا جناب امیر علیہ السلام نے بھی تو یہی کیا تھا ضحاک چپ چاپ اوٹھکر چلا گیا۔

(۱۲) اسی ضحاک نے یکمرتبہ کوفہ میں پہونچکر قتل عام کا حکم دیدیا۔ امام صاحب کو اطلاع ہوی تو وہ اوس کے پاس گئے اور پوچھا۔ ان لوگوں کا کس گناہ پر قتل عام کیا جارہا ہے

اُن نے کہا جرم یہہ ہے کہ سب مرتد ہو چکے ہیں ۔آپ نے کہا یعنے اس سے پہلے ان کا مذہب کوئی اور تھا جس کو انھوں نے ترک کر دیا ہے ۔ضحاک تفکر میں ڈوب گیا اور کہا ابوحنیفہ یہہ میری غلطی ہے اور اوسی وقت اپنی فوجوں کو واپس لے گیا۔

(۱۳) ایک وقت منصور نے ابوحنیفہ کو بلا کر کہا کیا وجہ ہے کہ اہل کوفہ کھاتے ہمارا ہیں اور گاتے سادات علویہ کی ہیں آپ نے فرمایا ٹھیک ہے ان کے زبان تمھارے ساتھ ہیں اور دل اہلبیت کے ساتھ جو جس کا اہل ہے وہ اس کے نذر کرتے ہیں ۔

(۱۴) قاضی ابویوسف سے خلیفہ ہارون رشید نے پوچھا ابوحنیفہ کیسے شخص تھے ۔قاضی صاحب رو دیئے اور کہا خدا سے بہت ڈرتے تھے ۔ دنیا میں رہکر دنیا سے بچے رہتے تھے شبہات سے بچتے تھے ۔اکثر چپ رہتے تھے ۔کوئی بات معلوم ہوتی تھی تو کہدیتے تھے نہ معلوم ہوتی تو کہتے تھے خدا ورسول کو اسکا علم ہے ۔اپنے پیشروں کی تحسین کرتے تھے اور چھوٹوں پر رحم کرتے تھے ۔بڑے سخی تھے جو دیتے تھے ایسا دیتے تھے کہ کسی کے کانوں کان خبر نہو ۔دست سوال دراز نکرتے تھے ۔غیبت کسی کی مرے دم تک نہ کی ۔قسم نہ کھاتے تھے ۔بہت بڑے عالم تھے اور بڑے نمازی تھے ۔ نہ علم میں بخالت کی اور نہ مال میں اکثر خوف خدا سے رویا کرتے تھے اور اخلاص مند تھے ۔ہارون نے کہا صالحین ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

(۱۵) گورنر کوفہ ابن ہبیرہ آپ کو اکثر بلوایا کرتا تھا ایکدن آپ سے بہ منت کہا ۔آپ کبھی کبھی آیا کیجئے گا اس سے مجھپر احسان ہوگا ۔آپ نے کہا ۔تمھاری عنایت سے میں دب جاؤنگا اور تمھارے عتاب سے بھی میں دب جاؤنگا اس لئے دور رہتا ہوں ۔

(۱۶) یزید بن کمیت کہتے ہیں میں ایک دفعہ امام ابوحنیفہ کے پاس تھا ایک شخص نے امام صاحب سے مناظرہ کرتے کرتے جا و بیجا کہنے شروع کیا اور آپ خاموش تھے ۔

یہان تک اوس نے کہا تو زندیق ہے آپ نے فرمایا خدا تمہیں معاف کر دے تم پر اس کہنے کا میرا کوئی مواخذہ نہین ۔ یزید نے کہا آپ نے بڑا تحمل کیا تو جواب دیا آنحضرت نے تاکید کی ہے بُرا کہے تو بھلا کہو ۔ اسکا خلاف مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے ۔

(۱۷) ایک روز قتادہ بصری سے آپکی گفتگو ہوی آپ نے کہا تم لوگ انشاء اللہ ہم مومن ہیں کیوں کہا کرتے ہو قتادہ نے کہا کہیں خدا نہ کہے کہ میں جھوٹ کہتا ہون آپ نے کہا اس کی دلیل قتادہ نے کہا کہ حضرت ابراہیم نے فرمایا تھا مجھے امید ہے کہ روز قیامت خدا مجھے بخشدے ۔ امام صاحب نے کہا جب خدا نے حضرت ابراہیم سے پوچھا اولم تومن تو ابراہیم نے فرمایا بلی اور انشاء اللہ اس کے ساتھ نہ لگایا ۔ پھر آپ لوگ یہان پر حضرت ابراہیم کی تقلید کیون نہین کرتے ۔ قتادہ خفا ہو کر چلے گئے ۔

(۱۸) ایک روز قتادہ سے ابو حنیفہ نے پوچھا اس آیت کے کیا معنے ہین قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک قتادہ نے کہا یہ شخص آصف بن برخیا تھے ۔ ابو حنیفہ نے کہا کیا حضرت سلیمان کو اسم اعظم معلوم نہ تھا ۔ قتادہ نے کہا نہیں معلوم تھا ۔ ابو حنیفہ نے کہا کیا آپ اس بات کو مانتے ہیں کہ نبی کے زمانہ مین ایسا شخص ہو اور نبی نہ ہوتے پر بھی نبی سے بڑھکر علم رکھنے والا ہو ۔ قتادہ نے سکوت کیا ۔

(۱۹) ایکدن آپ سفیان ثوری ۔ قاضی ابن ابی لیلی اور قاضی شریک بیٹھے ہوے تھے ایک شخص نے کہا سات آدمی ایک جگہ جمع تھے ایک سانپ چھت سے ایک شخص کے گود مین گرا اوس نے فوراً جھٹک دیا وہ دوسرے کی گود مین گرا اوس نے بھی ایسا ہی کیا وہ تیسرے کی گود مین جا پڑا اوس نے بھی جھٹک دیا تو چوتھے کی گود مین گر پڑا اوس نے بھی جھٹک دیا تو پانچویں کی گود مین گر پڑا اوس نے بھی جھٹک دیا تو چھٹے کی گود مین گر پڑا

اوس نے بھی جھٹک دیا تو ساتویں کی گود میں گرا اور اس کو کاٹ کھایا۔ دیت کس پر لازم ہوگی۔ کسی نے کہا سب کو کسی نے کہا پہلا شخص مجرم ہے۔ سب کے سب مختلف الاراء ہے اور کوئی تصفیہ نہ ہوسکا امام حنیفہ سے لوگوں نے کہا آپ بھی کچھ کہو چپ کیوں ہو آپ نے فرمایا جب پہلا دوسرے پر پھینکا اور وہ محفوظ رہا تو پہلا بری الذمہ ہوگیا اسی طرح دوسرا۔ تیسرا۔ چوتھا اور پانچواں۔ اور چھٹا شخص اگر اس کے جھٹکتے ہی سانپ نے ساتوین کو کاٹ کھایا ہے تو دیت چھٹے پر واجب ہوگئی۔ اگر تھوڑی دیر کے بعد سانپ نے اوسکو کاٹا ہے تو وہ خود اپنا آپ ذمہ دار ہے۔ کیون اوس نے اوروں کی طرح جلد اوسکو جھٹک نہ دیا۔

(۲۰) ایک شخص نے حضرت علے وامیر معاویہ کے ذکر کرتے ہوے کہا کہ حق کسکی طرف تھا آپ نے فرمایا الحق مع علی خود رسول خدا نے فرما دیا ہے تو پھر ہم کون ہیں جو اس مین شک کرین اوس نے کہا معاویہؓ کی نسبت کیا فیصلہ ہے فرمایا اس کو بھی آنحضرتؐ نے طے فرما دیا ستقتلک الفیئة الباغیة اس نے کہا ہمین کیا کہنا ہوگا فرمایا اتنا ہی جتنا ہم نے رسول سے سنا ہے۔ پوچھا فرداے محشر اسکا تصفیہ کیا ہوگا۔ فرمایا جو خدا کے منظور ہوگا۔ اسکے بعد فرمایا اس دن اپنی اپنی پڑے گی کل نفس بما کسب رہین۔

(۲۱) جب خارجیون کو معلوم ہوگیا کہ ابوحنیفہ کسی گناہ کبیرہ کی بنا پر اہل قبلہ کی تکفیر کرنی پسند نہین کرتے ہین تو ایک جماعت ننگی تلوارین لئے ہوے آپ کے سر پہ آکھڑی ہوگئی اور کہا اے ابوحنیفہ۔ اے دشمن امت۔ اے شیطان امت تیرا قتل ہمارے پاس ستر جہادون سے افضل ہے پھر بھی ہم تجھ پر ظلم کرنا پسند نہین کرتے ہیں۔ ابوحنیفہ نے اون سے کہا کیا تم میرے معاملہ مین انصاف کرنا چاہتے ہو اونھون نے کہا۔ ہان۔ آپ نے کہا تلوارون کو میان

مین کرلو کیونکہ اس سے مجھے ہول ہوتا ہے انھون نے کہا ہم تو نیز اخون بہانا چاہتے ہین
انکو میان کیسے کردین۔ آپ نے کہا خدا واسطے کہو کہ باب مسجد پر دو جنازے دھرے
ہین ایک تو مخمور شرابی کا جو شراب مین غرق ہوکر مرگیا اور دوسری زانیہ عورت کا جو
حمل ہوتے ہی خودکشی کرکر مرگئی۔ اب کہو یہ دونون یہودی تھے۔ انھون نے کہا نہین۔
پھر کہا کیا یہ عیسائی تھے۔ کہا نہین۔ تو کیا تھے۔ کہا دونون خدا کی وحدانیت کے قائل
اور رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معترف تھے (ان لاالہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ)
پھر آپ نے کہا یہ شہادت ان کی پاؤ تھی۔ آدھی تھی یا پوری تھی۔ انھون نے کہا آدھی
پاؤ بھی کہین ہوا کرتی ہے یہ پوری ساری تھی۔ امام صاحب نے کہا اب کہو یہ دونون
بہشتی ہین یا دوزخی۔ اگر تم جواب نہ دوگے تو مین کہتا ہون سنو۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا
فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم اور حضرت عیسٰی نے فرمایا ان تعذبہم
فانہم عبادک وان تغفرلہم فانک انت العزیزالحکیم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا قل یا عبادی الذین اسرفوا علےٰ انفسہم لاتقنطوا من رحمتہ اللہ ان اللہ یغفرالذنوب
جمیعا انہ ہوالغفورالرحیم۔ پھر آپ اور ہین کون ہین جو گنہ گارون کو ناقابل مغفرت بھین
اور انھین کافر کہین۔ خارجیون نے تلوارین پھینکدین اور امام صاحب کے ہاتھ پر توبہ
کی (مناقب نعمان از خوارزمی)

(۲۲) خوارزمی نے باسناد متصل وکیع بن الجراح سے روایت کی کہ امام ابوحنیفہ سفیان
ثوری مالک بن مغول جعفر بن زیاد اور حسن بن صالح اور مین ایک ولیمہ کی دعوت
مین جمع تھے صاحب خانہ نے اپنی دو لڑکیان ایک شخص کے دو لڑکون سے شب
مین بیاہی تھین۔ ہم لوگ کھانے مین مشغول تھے کہ صاحب خانہ حواس باختہ آئے۔

اور کہا شب مین غلطی سے دو لہون نے اپنی منکوحہ عورتون سے ملاقات نکی ہر ایک نے
غیر منکوحہ سے زفاف کرلیا ہے جو لڑکی جس کے پاس رہی وہ اسکا شوہر نہ تھا۔ سفیان نے
کہا کوئی برائی نہین ایسا جناب امیر المومنین کے عہد مین بھی ہوا تھا۔ مسعر بن کدام نے کہا
ابو حنیفہ تم بھی تو کہو۔ ابو حنیفہ نے کہا شوہر میرے سامنے آئین تو مین جواب دونگا۔ امام صاحب
نے کہا کیا تم اوس بی بی کو پسند کرتے ہو جو شب مین تمھارے پاس تھی ہر ایک نے کہا کہ ہم
اوس سے خوش اور راضی ہین پھر ابو حنیفہ نے کہا تمھارے بھائی کے پاس جو عورت تھی
اوسکا کیا نام ہے اوس نے کہا اوسکا نام فلانہ بنت فلان ہے آپ نے کہا تم کہو مین نے
اوس نام والی کو طلاق دیدی اوس نے ایسے ہی کہا پھر دوسرے شوہر سے بھی ایسا ہی
کہلوایا۔ پھر ابو حنیفہ نے ہر شخص کا اوس عورت سے جس سے شب مین زفاف ہوا نکاح
پڑھ دیا اور صاحب خانہ سے کہا دوسرا ولیمہ اور کر دو۔ لوگ اسپر تعجب کرنے لگے اور مسعر
بن کدام نے آپ کا منھ چوم لیا اور سفیان خشک ہو رہے۔

(۲۳) خوارزمی باسناد جید لیث بن سعد سے ناقل ہین کہ مجھے امام ابو حنیفہ سے ملنے کی عرصے سے
تمنا تھی۔ حج مین میرا جانا ہوا اتفاق سے ایک مجمع پر سے جو حرم مین تھا میرا گزر ہوا مین
نے دیکھا ایک شخص صدر مین بیٹھا ہے اور لوگون کے سوالات کا جواب دیرہا ہے۔ ایک شخص
نے کہا یا ابا حنیفہ! (مین نے اوسی روز ابو حنیفہ کو دیکھا) امام صاحب اوس کی طرف متوجہ
ہوے اوس نے کہا میرا ایک بدمزاج لڑکا ہے اوس کی شادی کرتا ہون تو جو بیکو طلاق
دیتا ہے لونڈی دلواتا ہون تو آزاد کر دیتا ہے فرمائیے کیا تدبیر کرون۔ امام نے برجستہ
کہا تم اوس کو لیکر بازار جاؤ جہان لونڈیان بکتی ہین اور جو لونڈی اوس کے پسند آئے تم
خرید کر و اور اوس کا نکاح اپنے بیٹے سے پڑھ وا دو۔ اب اگر آزاد کرنا چاہے تو کر نہ سکیگا۔

کیونکہ لونڈی اوس کی نہیں اور طلاق دیدیگا تو تم کو شرمندگی نہ ہوگی کیونکہ پرائی گھر کی لڑکی نہین اور نہ تمھارا نقصان ہوگا کیونکہ لونڈی تمھارے پاس رہے گی۔ لیث کہتے ہیں مجھے اس ذہانت اور حاضر جوابی سے بڑی مسرت ہوی اور میں نے اپنا تعارف امام صاحب سے کروایا اور اون کی صحبت میں بایام حج رہا۔

(۲۴) ربیع جو حنیفہ منصور کا عرض بیگی تھا امام ابوحنیفہ کا مخالف تھا ایک دن جب ابوحنیفہ دربار مین تھے خلیفہ سے کہا یا امیرالمومنین ابوحنیفہ آپ کے جد امجد حضرت ابن عباس کی اس حدیث مین مخالفت کرتے ہین کہ قسم کھانے کے دو ایک دن بعد کسی نے اگر انشاءاللہ کہدیا تو وہ داخل قسم ہے اور قسم کا پورا کرنا اوس پر لازم نہ آئے گا۔ امام صاحب نے کہا امیرالمومنین ربیع چاہتا ہے کہ جتنے لوگ آپ کے ہاتھ پر حلف اطاعت اوٹھائے ہیں وہ انشاءاللہ کہکر آپ کی اطاعت سے آزاد ہو جائیں حالانکہ مین اونھیں آپ کی اطاعت پر پکڑے رہنا چاہتا ہوں۔ منصور ہنس پڑا اور کہا ربیع تم پر تو ابوحنیفہ نے بڑا جرم عائد کر دیا ہے آئندہ سے ابوحنیفہ کا نام نہ لیا کرو ورنہ تمھاری جان پر بن جائے گی۔

(۲۵) خوارزمی لکھتے ہین کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ آج کے دن اگر غسل جنابت کروں تو بیوی کو طلاق ہے۔ پھر کہا آج کی کوئی نماز قضا کروں تو بی بی کو تین طلاق ہے پھر کہا اگر آج میں بی بی سے صحبت نہ کروں تو اوسکو تین طلاق ہے۔ اس کے بعد سخت پریشان ہو گیا اور لوگوں کیساتھ ابوحنیفہ کے پاس آیا اور عرض حال کیا امام صاحب نے فرمایا نماز عصر پڑھکر بی بی سے صحبت کر اور غروب آفتاب کے بعد غسل کر کے فوراً مغرب پڑھ لے اس صورت میں تیری شرطیں پوری ہو جائے گی اور طلاق نہ پڑے گی۔ وکیع بن الجراح اور عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے ایسا فریس آدمی نہ دیکھا۔

(۲۶) خوارزمی لکھتے ہیں کہ یزید بن ہارون کہتے تھے کہ ایک شخص امام صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے چھ ہزار روپیہ کہیں رکھدیئے ہیں مگر یاد نہیں آتا کہاں رکھ چھوڑے ہیں آپ بتلائے۔ امام صاحب نے فرمایا میں کوئی غیب دان نہیں۔ اوس نے بڑی منت سماجت کی آپ نے فرمایا آج عشا کے بعد سے صبح تک نوافل پڑھتے ہو تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ روپئے کہاں ہیں اوس شخص نے نوافل پڑھنے شروع کئے آدھی رات نگزرنے پائی کہ اس کو یاد آگیا کہ روپیہ فلاں جگہ رکھ چھوڑے ہیں دوڑتے گیا اور اپنے روپیہ اوٹھا لئے۔ اس کے بعد صبح میں امام صاحب پاس آیا اور واقعات کہا امام صاحب نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا "نماز نور ہے" نماز میں ساری بھولی باتیں دکھائی دیتی ہیں۔

(۲۷) خوارزمی بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب نے ایک روز حجام سے اصلاح بنواتے کہا کہ سفید بالوں کو چن دیا کرو حجام نے کہا جناب من اس سے سفید بال اور زیادہ ہو جاتے ہیں اسپر آپ نے فرمایا "تو کالے بال سارے چن دو تاکہ زیادہ کالے نکل آئیں۔ قاضی شریک جو اسوقت موجود تھے کہنے لگے اے ابو حنیفہ تم نے یہاں پر بھی اپنی عقل و فراست کا ثبوت پیش کیا۔

(۲۸) محمد بن عبدالرحمٰن جو ابن ابی لیلے کے لقب سے مشہور تھے کوفہ کے قاضی اور بڑے فقیہ تھے۔ امام صاحب کو وہ پسند نہ کرتے تھے کیونکہ امام صاحب اون کے فیصلوں پر نکتہ چینیاں کیا کرتے تھے اور یہ اون کو ناگوار تھا۔ ایک دن مجلس دارالقضا سے گھر جاتے ہوے دیکھا کہ ایک عورت نے راستہ میں ایک شخص کو زانی اور زانیہ کے بیٹے کہا قاضی صاحب نے حکم دیا کہ عورت کو گرفتار کر کے لائیں اور پھر دارالقضا واپس آئے اور حکم دیا کہ اس عورت کو کھڑی باندھکر درے ماریں۔ امام صاحب کو خبر ہوی تو آپ دارالقضا پہونچے اور پوچھا قاضی صاحب

جس کو عورت نے گالی دی جب اوس نے دعویٰ نکیا تو آپ کون تھے جو عورت کو پکڑلائے پھر آپ نے خلاف حکم رسالتماب مسجد مین سزا دینے کا حکم کیوں فرمایا۔ تیسرے آپ نے خلاف احکام قرآن عورت کو کھڑا کر کے حد مارنے کا حکم دیا اور چوتھا یہ کہ دارالقضا کے برخاست کرنے کے بعد دوبارہ دارالقضا پر آنا خلاف شرع ہے۔ قاضی صاحب نے شرمندہ ہو کر عورت کو تو چھوڑ دیا مگر حاکم کوفہ سے ابوحنیفہ کی شکایت کر دی کہ ابوحنیفہ سرکاری کامون مین مخل ہو رہے ہیں۔ گورنر نے آپ کو فتویٰ دینے سے منع کر دیا اور امام صاحب اس کے اسقدر پابند تھے کہ بیٹی نے روزے کے متعلق کوئی مسئلہ گھر پر پوچھا تو فرمایا مجھے فتوی دینے کی سرکاری ممانعت ہے تم اپنے بھائی حماد سے پوچھ لو۔

د ۲۹) خوارزمی باسناد متصل علامہ زنجری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے قسم کھالیا کہ اگر مین رمضان مین دن کے وقت اپنی بی بی سے جماع نکرون تو اوسکو طلاق ثلثہ ہے تمام تمام فقہاء عاجز ہوے آخر وہ ابوحنیفہ کے پاس آیا آپ نے سنتے ہی فرمایا اپنی بی بی کے ہمراہ رمضان میں سفر کرا ور دن مین اپنی بی بی سے جماع کرے اور بعد رمضان کے اوس روزہ کا اعادہ کرے۔ ابن شرمہ کہتے ہیں مجھے ان کی حاضر جوابی پر سخت تعجب ہوا۔

د ۳۰) علامہ کردری باسناد متصل زنجری سے راوی ہیں کہ ابوحنیفہ جامع منصور مین بیٹھے تھے کہ شیخ رافضہ آپ پاس آیا اور کہا قوی ترین انسان کون تھے ۔ آپ نے فرمایا علی ابن ابیطالب تھے اور تمھارے نزدیک عمر ابن الخطاب تھے اوس نے کہا کیسے ۔ آپ نے فرمایا تمھارا دعوےٰ ہے کہ حق خلافت علی ابن ابیطالب کا تھا لیکن حضرت عمر نے اوسکو چھین لیا اور حضرت ابوبکر کے تفویض کر دیا چونکہ حضرت علی نے اپنے نفس پر قابو رکھا اس لئے وہ قوی ترین شخص تھے مگر تمھارے قول سے تو حضرت ابوبکر قوی ترین شخص ہیں کیونکہ حضرت علی جیسے شخص کا حق چھین لینا

کار سے وارد تھا۔

(۲۱) خوارزمی کہتے ہین کہ ابراہیم مکی کہتے تھے کہ ایک شخص امام ابوحنیفہ سے آکر کہا مین نے آج اپنی عورت سے حلفاً کہا کہ مین تجھ سے کبھی خود ہوکر بات نہ کرونگا۔ جب تک تو پہلے نہ بولے عورت نے کہا مین بھی تم سے کبھی نہ بولوں گی جب تک تم نہ بولوگے۔ یہ شخص سفیان ثوری اور ابن شبرمہ سے پوچھا تو آپ دونوں نے کہا کہ قسم ہوچکی اور اسکا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ امام صاحب کے پاس وہ شخص آیا اور کہا۔ آپ نے فرمایا کوئی قسم واقع نہوی فراغت سے بات کرسکتے ہو۔ سفیان ثوری یہہ سنکر غصہ مین آگئے اور فوراً اوٹھکر امام صاحب کے پاس آکر کہنے لگے تم عجب آدمی ہو کہ قسم کے بعد بھی کفارہ کی ضرورت نہیں جانتے ہو۔ آپ نے فرمایا مرد نے کہا جب تک یہ بولے گی نہیں مین نہ بولونگا اسپر عورت نے فوراً کہا جب تک مرد نہ بولیگا مین نہ بولونگی۔ عورت نے جب خود پہلے بولدیا تو مرد خوشی سے بات کرسکتا ہے۔

(۲۲) ایک شخص نے امام صاحب کے زمانہ مین دعوائے نبوت کیا اور لوگ اوس سے اوسکی ثبوت کے دلائل مانگنے چاہے امام صاحب نے سنکر کہا جس نے اس سے دلائل مانگے اوس نے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی کے ساتھ کفر کیا۔

(۲۳) ایک روز ایک شخص آپ پاس آیا اور کہا مین جنب ہوگیا اور بی بی سے کہا اگر مین نہاؤن تو تجھکو طلاق ثلاثہ ہے آپ نے اوس شخص کا ہاتھ پکڑا اور مسجد کے کنڈ مین ڈہکیل دیا۔ جب باہر نکلا تو آپ نے فرمایا تو جنابت سے پاک بھی ہوگیا اور عورت پر طلاق بھی نہ پڑی۔

(۲۵) لوگون نے ایک شخص کو آپ پاس حاضر کیا اور کہا اس کی بی بی سیڑھی چڑھ رہی تھی اس نے اوس سے کہا اگر تو اوپر چڑھے یا نیچے اوترے بھی تو تجھے تین طلاق ہیں۔ عورت

دین کی وہین بیٹھی ہوی ہے کیا کیا جائے آپ نے فرمایا آپ سب ملکر سیڑھی نیچے اوتار دو اور عورت کو نکال لو عورت چونکہ اوس سیڑھی سے نہ اوتری اور نہ آگے بڑھی لہذا طلاق نہ پڑی۔

(۳۶) ایک دن ابن ابی لیلی نے ابو حنیفہ سے کہا کیا تم نبیذ کو اوس کے خرید و فروخت کو حلال جانتے ہو آپ نے فرمایا ہان حلال ہے۔ ابن ابی لیلی نے کہا کہ تم اسکو پسند کرو گے کہ تمہاری والد شراب فروخت کرنیوالے بنے آپ نے کہا اے ابن ابی لیلی کیا تم گانے بجانے کو حلال جانتے ہو انھوں نے کہا ہاں حلال جانتا ہون آپ نے فرمایا کیا تم اس سے خوش ہو گے کہ تمہاری مان ڈومنی ہو۔ ابن ابی لیلی جواب دے نہ سکے اور چپ چاپ چلا گئے۔

(۳۷) خوارزمی لکھتے ہین کہ ابو یوسف تلمیذ امام صاحب ہین اور اونکی زوجہ مین لڑائی ہوگئی ابو یوسف نے غصہ میں کہا اگر تو نے مجھ سے رات مین بات نکی تو تجھے تین طلاق ہین۔ ابو یوسف نے پھر اپنی زوجہ کو بات کرنے کے لئے ہر طرح سمجھایا اوس نے ہرگز بات نکی۔ اسپر ابو یوسف گھر سے نکلے اور امام صاحب کے مکان پر پہونچے۔ رات بہت ہو گئی تھی اور ابو حنیفہ کا دروازہ کھٹکھٹانے لگے امام صاحب نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ابو یوسف ہیں ملاقات پر ابو یوسف نے سارا حال کہا آپ نے عمدہ کپڑے ابو یوسف کو پہنائے عطر اور خوشبوئی انہیں ملی اور کہا کہ ذرا دیر باہر رہ کر اچانک گھر میں چلے جاؤ۔ جب اسطرح سے گھر میں پہونچے تو عورت ان کی انہیں دیکھکر بھڑک اوٹھی اور کہا کہ کہو کس نئی عورت سے بیاہ کر آئے ہو۔ اس حیلہ سے ابو یوسف کی بی بی بچگئی۔

(۳۸) ایک شخص اپنی بی بی سے کہا کہ پانی لادے اوس نے ذرا سی دیر کے بعد پانی پیش کیا اس نے کہا اگر اس پانی کو مین پیون تو تجھے تین طلاق ہیں اگر تو نے اس کو واپس کر دیا تو تجھے

تین طلاق ہین اگر تو نے پھینکدیا تو تجھے تین طلاق ہیں اگر تو نے اس کو پی لیا تو تجھے تین طلاق ہیں اگر تو نے پیالہ زمین پر رکھدیا تو تجھے تین طلاق ہیں۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کیا کیا جائے وہ مرد نہایت پریشان ہے آپ نے فرمایا عورت پیالہ لئے کھڑی رہے اور تم مین سے کوئی کپڑا پیالہ میں بھگوئے اور پانی پھوڑتا چلا جائے اور پیالہ ہاتھ سے اوس کے چھین لے۔ تو اوس کو طلاق نہ پڑے گی۔

(۳۹) خوارزمی وکیع بن الجراح سے راوی ہین کہ ہمارے پڑوس ہین ایک جلیل القدر محدث تھے انکی اپنی بی بی سے سخت جنگ ہوگئی انھون نے کہا اگر تو نے آج رات مجھ سے طلاق مانگی اور میں نے طلاق ندی تو تجھے طلاق ثلثہ ہین۔ اور عورت نے کہا میرے سارے غلام آزاد ہین اور میرا سارا مال صدقہ ہے اگر تجھ سے آج کی شب طلاق نہ مانگون۔ آدھی رات کے بعد دونوں نادم ہوے اور وکیع کے پاس پہونچکر صورت حال بیان کی۔ وکیع نے کہا یہہ مجھ سے ہو نہیں سکتا اس کے لئے ہمارا شیخ امام ابوحنیفہ ہی ہے تم اون کے پاس جاؤ۔ یہہ محدث ابوحنیفہ کی بدگوئی کیا کرتا تھا اوس نے کہا مجھے اوسکے پاس جانے شرم آتی ہے وکیع نے کہا میں تمھارے ساتھ چلتا ہوں۔ ہم ابوحنیفہ کے پاس پہونچے اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے سنتے ہی فرمایا کیا تم دونوں جدائی نہیں چاہتے ہو۔ دونوں نے اقرار کیا آپ نے عورت سے کہا مرد سے طلاق مانگ اوس نے طلاق طلب کی۔ آپ نے مرد سے فرمایا تو یہ کہہ اگر تو طلاق چاہتی ہے تو تجھے طلاق ثلثہ ہے آپ نے عورت سے فرمایا تو کہدے میں قسم بخدا طلاق نہیں چاہتی آپ نے فرمایا دونوں بری ہوچکے اس کے بعد آپ نے دونوں سے حلف لی کہ آئندہ کبھی ایسا نکرینگے۔

(۴۰) خوارزمی لکھتے ہیں کہ قیصر روم نے اپنے ایک اسقف کے ہمراہ بہت سا مال اور تین سوال دیکر بغداد بھیجا اور خلیفہ کو لکھا جو شخص تمھارے علما سے ان سوالوں کا جواب ساکت دے اوسکو یہ مال

دیدینا ورنہ ہمارے اسقف کے ہمراہ مال واپس کر دینا اور پھر کبھی اپنی بڑائی ہمارے سامنے نکرنا۔ خلیفہ نے سارے علماؤں کو جمع کیا اس میں ابوحنیفہ بھی تھے اور اسقف صدر میں بٹھایا گیا اوس نے کہا میرا پہلا سوال یہ ہے خدا سے پہلے کیا تھا کسی عالم نے اسکا جواب نہ دیا اور اسقف کی تشفی نہ کی امام ابوحنیفہ کی جب باری آئی تو آپ نے اسقف سے کہا تم سائل ہو یا مسؤل ہو اوس نے کہا سائل ہوں آپ نے فرمایا میری جگہ تمہاری اور تمہاری جگہ میری ہونی چاہیئے۔ اسقف آپ کی جگہ چلے گئے آپ نے پوچھا کہو کیا کہتے ہو اوسنے کہا خدا سے پہلے کون شی تھی۔ آپ نے پوچھا تمہیں گنتی کرنی آتی ہے اوس نے کہا ہاں آپنے فرمایا۔ گنتی کرو اوس نے کہا ایک دو تین چار آپ نے کہا پھر گنتی کرو اوس نے پھر وہی کہا آپنے فرمایا تم نے ایک کے بعد دو۔ دو کے بعد تین اور تین کے بعد چار کہے ایک سے پہلے کوئی عدد نہ بتایا اوس نے کہا ایک سے پہلے کچھ نہیں آپ نے فرمایا واحد الاحد سے پہلے بھی کچھ نہین وہی وہ ہے۔

پھر اسقف نے دوسرا سوال کیا فائی جہتہ وجہ اللہ خدا کا منھ کسطرف ہے آپ نے فرمایا یہاں شمع روشن ہے اوسکا منھ کسطرف ہے اوس نے کہا یہ نور ہے اوسکا منھ ہرطرف ہونا چاہیئے آپ نے فرمایا نور حقیقی کا منھ تو بدرجۂ اولےٰ ہرطرف ہونا چاہیئے اسی لئے ہمارا قرآن کہتا ہے فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ اسقف نے پھر پوچھا اب خدا کیا کر رہا ہے آپ نے فرمایا تجھکو ممبر سے نیچے اوتارا ہے اور مجھ مسلمان کو جو زمین پر تھا تیری جگہ بٹھایا ہے۔ کل یوم ہو فی شان ہر آن زمین پر جو ہو رہا ہے وہی اوسکا کام ہر آن ہے۔ اسقف شرمندہ ہوا اور خلیفہ کے سواجہ مین تین لاکھ اشرفی ابوحنیفہ کے حوالہ کر دیئے۔ خلیفہ اسقدر مسرور ہوا کہ اوس نے بھی ابوحنیفہ کو تین لاکھ اشرفی اور بخشے اور کہا اگر آج ابوحنیفہ نہ ہوتے تو ہم سب ہلاک

ہو جاتے۔

(۱۴۰) خوارزمی نے باسناد متصل بکیر بن معروف سے روایت کی کہ ابو حنیفہ فرماتے تھے تمہین معلوم ہے کہ کیون اہل مکہ میرے مخالف ہیں لوگوں نے کہا ہمیں معلوم نہین آپ نے فرمایا میں آیات مدنی کو آیات مکی کا ناسخ مانتا ہون۔ پھر کہا تمھائے مدینہ کیوں ہمارے مخالف ہیں تمہیں معلوم ہے ہم نے کہا نہین۔ آپ نے کہا اس لئے کہ رُعاف اور حجامت پر میں تجدید وضو کا حکم دیتا ہوں اس سے اون کی نمازیں باطل ہو جاتی ہیں۔ پھر کہا تم کو معلوم ہے کہ کیون علمائے شام میرے مخالف ہیں۔ ہم نے کہا نہیں معلوم آپ نے فرمایا اسلئے کہ میں کہتا ہون اگر ہم صفین کی جنگ کے وقت ہوتے تو جناب امیر علیہ السلام کا ساتھ دیتے اور امیر معاویہ سے جنگ کرتے تھے۔ پھر کہا تم کو معلوم ہے کہ اہل حدیث میرے کیون مخالف ہین ہم نے کہا ہیں نہ معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا وہ ہمارے اسلئے دشمن ہیں کہ ہم اہلبیت کی محبت کو فرض جانتے ہین اور اون کی فضیلت کا علی الاعلان اقرار کرتے ہیں اور جناب امیر المومنین کی خلافت کو ثابت کرتے ہیں مگر اہل حدیث اسکے قائل نہین ہیں۔

(۱۴۱) ایک دن کوفہ کے حاکم ابن ہبیرہ نے جو سخت اموی تھا ابو حنیفہ کو بلوا بھیجا جب یہ وہان پہونچے تو دیکھا کہ ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ بھی موجود ہیں اسنے کہا تم علما اسمیں کیا کہتے ہو ایک عورت نے اندرون عدت نکاح کیا ہے ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ نے کہا دونوں مین تفریق کر دینی چاہیئے اور دونوں کو سزا دینی چاہیئے اور اس کا مہر بیت المال مین جمع کر دینا چاہیئے پھر ابو حنیفہ کی طرف پلٹا اور کہا تم کیا کہتے ہو۔ آپ نے دل میں غور کیا کہ جناب امیر علیہ السلام کا فیصلہ نقل کرنے کے بغیر یہ مشکل مسئلہ حل ہو نہیں سکتا اور اگر کہون تو یہ شخص نام جناب امیر سننے کی برداشت نہ کر سکے گا اور فوراً جناب امیر علیہ السلام

کی جناب مین دشنام دیگا اور اسکا باعث مین ہونگا یہ سوچتے سوچتے آخر دل مین فیصلہ کرلیا کہ کہدینا چاہئیے اور یون گویا ہوے خدا آپ کی اصلاح فرمادے اس مسئلہ مین دو بدری صحابیون نے بھی اس سے پہلے مختلف فیصلے صادر کئے ہین مگر ایک نے دوسرے کی بات آخر مین مان لی۔ ایک صحابی بدری نے وہی فیصلہ کیا جسکو ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلی نے کہا اسپر ابن ہبیرہ نے کہا وہ کون تھے ابوحنیفہ نے کہا وہ حضرت عمرؓ تھے۔ پھر کہا دوسرے بدری نے کیا فیصلہ کیا ابوحنیفہ نے کہا اونکا فیصلہ یہ تھا تفریق فوری ہو عورت پہلی عدت پوری کرے پھر دوسرے خاوند کے جماع کی وجہ سے دوسری عدت بھی گزارے۔ دوسرا خاوند اوس کو اوسکا مہر ادا کرے اور ایام عدت کا خرچ برداشت کرے یہ مہر بیت المال مین داخل ہوسکتا نہین کیونکہ مہر استحلال فرج ہے اور وہ عورت کا حق ہے آخری عدت کے بعد عورت سے وہ مرد مہر جدید کے ساتھ نکاح جدید کرسکتا ہے۔ اسپر ابن ہبیرہ نے کہا یہ فیصلہ دل لگتا ہے۔ یہ کس بدری صحابی کا ہے ابوحنیفہ نے کہا یہ حضرت علی کا فیصلہ ہے اوسنے کہا ابوتراب کا مین نے کہا ہان اونہی کا اسپر اوس نے کہا کیا یہی فیصلہ پہلے بدری نے قبول کرلیا ابوحنیفہ نے کہا ہان۔ ابن ہبیرہ نے کہا اے ابوحنیفہ تم کس قول پر عمل کرتے ہو مین نے کہا قول آخر پر۔ ابوحنیفہ کہتے تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ حکام کے پاس حضرت علی کا نام نہ لیا جاسکتا تھا اور محدثین جب روایت کرتے تھے تو حضرت علی کے نام کی جگہ ابوزینب یا قال الشیخ کہا کرتے تھے۔

(۲۸۴) خوارزمی اور خطیب باسناد جید روایت کرتے ہین کہ وکیع بن الجراح کہتے تھے ہم لوگ امام ابوحنیفہ کے پاس بیٹھے تھے ایک عورت آپ پاس آئی اور اوس نے کہا میرا بھائی چھ سو اشرفی چھوڑکر مرا اور مجھے صرف ایک اشرفی دیگئی ہے۔ امام صاحب نے پوچھا

کس نے یہ تقسیم کی عورت نے کہا داؤد طائی نے امام صاحب نے کہا یقیناً تیرا دہی حصہ ہوگا
پھر آپ نے اوس سے پوچھا کہ کیا تیرے بھائی کی دو لڑکیاں اوس کی زوجہ اور بارہ بھائی
اور تو ایک بہن باقی نہیں ہیں اوس نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا دونوں لڑکیوں کے دو ثلث
چار صد اوس کی ماں کا چھٹا حصہ یکصد اشرفی اور اس کی زوجہ پچہتر اشرفی اور اب صرف
پچیس اشرفی بچے بارہ بھائی دو دو دینار لینگے اور ایک تو لیگی۔
(۲۴۴) ایک وقت امام صاحب سے اس مسئلہ پر کہ ایمان و عمل دو جداگانہ اشیا ہیں یا
دونوں ایک ہیں بحث ہوی۔ اہل حدیث کہتے تھے کہ عمل جز ایمان ہے بلکہ جس کا عمل
صالح نہیں اوسکا ایمان نہیں مگر ابو حنیفہ کہتے تھے کہ عمل کو ایمان سے کوئی تعلق نہیں آپ
نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب مبعوث ہوے تو اوسوقت سارا عرب مشرک
تھا آپ نے اون کو ایک خدا کے ماننے اور اپنی رسالت کی تصدیق کرنے کی دعوت دی جو
شخص خدا کو ایک مانتا تھا اور رسالت کی تصدیق کرتا تھا وہ داخل اسلام ہوتا تھا اور
مسلمان کہلاتا تھا۔ اس وقت تک کوئی عمل انہیں نہ بتایا گیا یہاں تک کہ معراج ہوی
اور نماز پنجگانہ فرض ہوی اور معراج کے زمانہ تک جو لوگ ایمان لاچکے تھے اور جو کسی
عمل پر مکلف نہ ہوسے تھے آیا اُن کو مسلمان کہا جائے گا یا نہیں مخالفین نے کہا وہ
بیشک مومن و مسلمان تھے آپ نے کہا پھر تو عمل۔ داخل ایمان نہ ہوا۔ عمل بعد کی بات تھی
لہذا میں کہتا ہوں کہ ایمان خدا کو واحد ماننا اور رسول اللہ کو نبی برحق جاننا ہے اور
عمل داخل ایمان نہیں ہے۔ تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان کی حیثیت سے ہمارا اور
صحابہ کا ایمان برابر ہے مگر عمل اونکا بڑھا ہوا ہے کیونکہ خدا نے خود فرمادیا ہے کہ سب کا
ایک ہی دین ہے شرع لکم من الدین ما وصّٰی بہ نوحًا والذی اوحینا الیک وما وصّٰی بہ ابراہیم

وموسیٰ و عیسیٰ وان اقیموا الدین ولا تفرقوا فیہ اور فرمایا ہے من یومن باللہ فیعمل صالحاً
اس سے خود واضح ہے کہ ایمان اور چیز اور عمل دوسری بات ہے اور آنحضرت سے
بالتواتر ثابت ہے من قال لا الہ الا اللہ وان زنی وان سرق دخل الجنۃ اگر عمل آنحضرت
کے پاس جزو ایمان ہوتا تو آپ نے یہ فرمایا ہوتا جو شخص توحید و رسالت کا مقر ہو وہ جنتی
ہے گو زانی اور چور ہے۔

(۲۵) ایک وقت محدثین کی ایک جماعت امام سے پوچھنے آئی آیا تم اسکے قائل ہو کہ
ایمان میں سب برابر ہیں آپ نے فرمایا ہاں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ماننے اور
اقرار کرنے میں ہم اور صحابہ دونوں برابر ہیں کہ ہم سب خدا کو ایک مانتے ہیں اور آنحضرت
کو سچا نبی مانتے ہیں۔ ہاں صحابہ کا مرتبہ اونکے پاسنگ میں ہم آ نہیں سکتے۔

(۲۶) امام صاحب کا یہ عقیدہ تھا لا نکفر احداً من اہل القبلۃ یعنے اہل قبلہ شیعہ سنی خارجی
معتزلی اور جہمی وغیرہ سب مومن و مسلمان ہیں کیونکہ آنحضرت سے بالتواتر ثابت ہے
من قال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فدخل الجنۃ۔ یعنے اسلام کے دائرہ کو امام صاحب
نے اوسی وسعت پر باقی رکھا جیسے آنحضرت کا منشا تھا مگر ہمارے علماؤں کی تنگی نظر نے
اسکا بہت کم لحاظ کیا ورنہ غزالی۔ واصل بن عطا اور عمرو بن عبید اور حسن بصری جیسے اہل
علماؤں کو اور منصور و بایزید حضرت غوث پاک اور محی الدین ابن عربی جیسے پیشوایان تصوف
کو اور ابن تیمیہ۔ ابن حزم اور ابو طالب مکی جیسے اہل روایت کو ہمارے فقہا کی زبانوں سے
گزند نہیں پہونچتی۔

حدیث ذکاۃ الجنین

(۲۷) مکہ معظمہ میں بایام حج امام ابوحنیفہ سے امام اوزاعی کی ملاقات ہوئی تو اوزاعی نے

کہا تم کو ہوا کیا ہے کہ مذبوحہ مادہ جانور کے مردہ جنین کا کھانا تم حرام بتاتے ہو حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے ذکاۃ الجنین زکاۃ اُمّہ مادہ جانور کا ذبح کر دینا جنین کے ذبح کے لئے کافی ہے۔ امام ابو حنیفہ نے اوزاعی سے پوچھا یہ کیوں اوزاعی نے کہا جنین مذبوحہ مادہ کا کلیجی طحال وغیرہ کے مانند ایک جزء ہے جس طرح جانور کے ذبح کے بعد کلیجی طحال وغیرہ کھا لینا درست ہے ایسے ہی اوس کے ٹکڑوں اور جنین کا کھانا درست ہے اگرچہ وہ مردہ نکلے۔

امام صاحب نے پوچھا اگر جنین جیتا جاگتا نکلے تو۔ اوزاعی نے جواب دیا ہم اوسکو ذبح کر کے کھائینگے۔ امام صاحب نے کہا تمہاری بات سے جنین جزء مادہ مذبوحہ یا عضو ذبح شدہ جانور نہ ہوا۔ پھر فرمایا قرآن کہتا ہے ثم انشاناہ خلقاً اٰخر۔ خالق عالم نے خود جنین کو خلق آخر فرمادیا ہے تو تمہارا اوسکو عضوِ ذبیحہ تصور کرنا غلط ہے۔ جب جنین خلق دیگر ہے تو بحالت زندہ رہنے کے اوسکا ذبح ضرور اور مردہ نکلنے کی صورت میں بموجب آیت حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ کے مردار کھانا حرام ہے۔ صرف دو خون کلیجی اور طحال اور دو مردہ مڈیاں اور مچھلی کو آنحضرت نے حلال گردانا ہے اور اس میں تمہارا جنین داخل نہیں۔ رہی حدیث ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ میرے پاس ثابت نہیں اور اگر ثابت بھی کسی دن ہو جائے تو اوسکے معنے یہ نہیں کہ "ماں کا ذبح کافی ہے بچہ کے لئے بھی" جیسے تم کہتے ہو بلکہ اس حدیث کے معنے یوں ہونگے ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ یعنے بچے کو بھی اگر زندہ نکلے تو ماں کی طرح ذبح کیا جائے۔ تمہارے پاس ذکاۃ کے ت کو ضمہ اور امّہ کے میم کا کسرہ ہے اور میرے پاس ذکاۃ کی ت کو نصب اور اُمّہ کے میم کو بھی نصب ہے۔ اوزاعی لاجواب ہو کر اوٹھ گئے۔

رہی حدیث ذکاۃ الجنین ذکاۃ امّہ کی روایت دارمی۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ

احمد بن حنبل ۔ حاکم ابن حبان اور دار قطنی نے بروایت حضرت ابو سعید خدری کی ہے ۔ ان سارے طرق میں ابو وُدّاک جبر بن نوف نے اس کو حضرت ابو سعید سے سنا ہے ۔ یہ ابو وداک وہمی ۔ واہی اور ضعیف تھے (تقریب ۔ ابن حزم و ابن حبان) ابو وُدّاک سے مجالد بن سعید نے اس کی روایت کی جو ضعیف اور فراموش کن تھے (تقریب) حاکم کی روایت میں حضرت ابو سعید سے عطیہ نے روایت کی جنکی ایک جماعت نے ضعف حافظہ و تدلیس کی بناء پر تضعیف کی ہے ۔ یہ طریقہ کسی شئی کے حلال کرنے کے لئے بالکل ناقابل حجت ہے ۔

اس کا دوسرا طریقہ حضرت جابر سے مرفوع ہے جس کی ترمذی و ابو داؤد و دارمی و دار قطنی و حاکم و احمد و ابو یعلی موصلی نے روایت کی ۔ حضرت جابر سے جس نے اس کی روایت کی وہ ابو زبیر مکی ہیں جو صدوق تو تھے مگر تدلیس کرتے تھے ۔ ابو زبیر سے (۱) عبید اللہ قداح (ضعیف) نے (۲) محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی (سئی الحفظ) نے (۳) زہیر بن معاویہ (ثقہ و ثبت) نے (۴) حماد بن شعیب (ضعیف متروک و منکر الحدیث) نے روایت کی ہے ۔ حماد کی نسبت ابن معین احمد بخاری و عقیلی نے یہاں تک کہا کہ اون سے حدیث نہ لیجائے ۔ عبید اللہ سے عتاب بن بشیر غلطیاں کرنیوالے نے اور ابن ابی لیلی سے صباح بن یحیی جیسے متروک و متہم نے اور زہیر بن معاویہ سے حسن بن بشیر بن سلم جیسے منکر الحدیث ضعیف اور کثیر الاغلاط نے روایت کی اور صباح بن یحیی سے اسمٰعیل بن ابان غنوی جیسے کذاب متروک اور وضاع نے روایت کی ہے ۔ لہذا یہ طریقہ حدیث بھی بطور اتم ناقابل استدلال ٹھہرا ایسی حدیث سے بھلا کسی شئی کی حرمت و حلت ثابت کیجا سکتی ہے ؟

اسکا تیسرا طریقہ حضرت ابن عمر سے ہے جس کو امام احمد بن حنبل امام شافعی و عبد بن حمید و دار قطنی و خطیب وغیرہم نے روایت کیا ہے ۔ حضرت ابن عمر سے نافع نے ۔ اسلم نے

اور زید بن اسلم نے سنا اور روایت کیا ہے۔ نافع اور اسلم دونوں ثقہ ثبت اور حجت ہین۔ مگر نافع سے عبداللہ بن عمر الثانی راوی ہین جو جمہور کے نزدیک ضعیف ہیں (تقریب) اور اسی سلسلۂ روایت مین ایک عصام بن یوسف مجہول اور دوسرا مُبارک بن مجاہد ضعیف ہے نیز نافع سے محمد ابن اسحاق نے جو بقول امام مالک دجال اور کذاب تھے اور اون سے محمد بن واسطی ضعیف نے بھی روایت کی ہے اور خطیب کی روایت مین ایک اور شخص احمد بن عصام بھی ہے جو نا قابل روایت مانا گیا ہے۔

رہے زید بن اسلم سے اون کے دونون فرزندون عبدالرحمن اور عبداللہ نے روایت کی عبدالرحمن متروک ضعیف اور خراب حافظہ کے شخص تھے (تقریب وغیرہ) اور عبداللہ ضعیف و متروک ہین (میزان) ابن معین نے تو یہاں تک کہدیا کہ زید بن اسلم کا کوئی لڑکا روایت کے قابل نہین بلکہ متروک ہے۔ یہ طریقہ حدیث بھی ہے ایسا ہے جو حلال وحرام ٹہرانے مین کام آسکتا ہے؟

چوتھا طریقہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے ہے جس کی دارقطنی نے یون روایت کی ہے ہم سے حدیث کہی ابوبکر واسطی نے اون سے احمد بن جحاح بن صلت نے اونسے حسن بن بشیر بن سلم نے اون سے ابوبکر بن عیاش نے اون سے اعمش نے اونسے ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ نے اون سے حضرت ابن مسعود نے ان مین احمد بن جحاح ضعیف ہے میزان و تقریب) اور حسن بن بشیر بن سلم بھی منکر الحدیث اور ضعیف ہے۔ یہ طریقہ بھی نا قابل حجت ہے۔

پانچوان طریقہ حضرت ابی ایوب انصاری سے ہے جس کی دارقطنی و حاکم نے تخریج کی ہے اس کی نسبت خود حاکم اور ذہبی نے غیر ثابت لکھدیا ہے۔

چھٹا طریقہ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے جسکی دارقطنی و حاکم نے روایت کی ہے اس میں عبداللہ بن قیس معروف بہ سندل متروک الحدیث۔ عبداللہ بن سعید مقبری باالاتفاق ضعیف الحدیث اور اسکا پوتا متروک الحدیث ہے یہ روایت بھی ناقابل سند ہے۔

جب اس باب کی ساری روایتیں مجروح اور ناقابل حجت ہیں تو امام ابوحنیفہ کا اوزاعی سے یہ کہنا کہ یہ حدیث میرے عندیہ میں ثابت نہیں ہے بالکل واجبی ہے۔ اسپر اس کے رد میں خود امام ابوحنیفہ نے حماد بن ابی سلیمان سے انھوں نے ابراہیم سے اضون نے علقمہ سے اضون نے عبداللہ بن مسعود سے مرفوعاً روایت کی لاتکون ذکاۃ نفس ذکاۃ نفسین ایک جانور کا ذبح دو جانوروں کے لئے جائز نہیں۔ لہذا ہم حنیفہ کے پاس مردہ جنین بعد ذبح کے ماں کے پیٹ سے نکلے تو حرام ہے اور اگر زندہ نکلے تو اوسکو ذبح کرکے کھانا جائز ہے۔ واللہ اعلم

امام صاحب سے جنھوں نے روایت کی

انکی تعداد بقول موفق خوارزمی و بقول ابن حجر شافعی سات سو محدثین سے کم نہیں ہے جیں کے چند کے نام یہاں مذکور ہیں۔

(۱) مالک بن انس عن الامام عن ابان عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ انہ قال لم یقنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الفجر قط الا شہراً واحداً۔

(۲) محمد بن ادریس الشافعی الامام عن محمد عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الولاء کلحمۃ النسب لایباع ولایوہب

(۳) احمد ابن حنبل الامام عن اسحاق بن یوسف الازرق عن ابی حنیفہ عن علقمہ عن ابن بریدہ عن ابیہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدال علی الخیر کفاعلہ۔

(۴) احمد ابن حنبل عن محمد بن الحسن عن ابی حنیفہ عن عطاء بن السائب قال قبر ہود و صالح

وشعیب علیہم السلام فی المسجد الحرام۔

(۵) ابوبکر ابن ابی شیبہ عن عباد بن العوام عن ابی حنیفہ عن حماد عن ابراہیم قال یبطل الحرام ویبطل القیر حتی۔

(۶) عثمان ابن ابی خیثمہ عن ابی معاویہ عن ابی حنیفہ عن عطیہ عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من اراد الحج فلیتعجل۔

(۷) عبداللہ ابن المبارک عن ابی حنیفۃ عن الحسن بن علی بن ابی طالب عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال التاجر الصدوق مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین یوم القیمۃ۔

(۸) عبداللہ ابن المبارک عن ابی حنیفہ عن الشعبی عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یستقاد من الجراح حتی تبراء

(۹) سفیان الثوری عن ابی حنیفہ عن الہیثم وربیعۃ عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبض وہو ابن ثلاث وستین سنۃ۔

(۱۰) سفیان ابن عیینہ عن ابی حنیفہ عن عطا ابن ابی رباح عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا طلع النجم رفعت العاہۃ عن اہل کل بلدۃ۔

(۱۱) حماد بن زید عن ابی حنیفہ عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن تقصیع الدباء والختم۔

(۱۲) شعبۃ (امیر المومنین فی الحدیث) عن ابی حنیفہ عن ابراہیم عن علقمہ عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اما انا فلا اکل متکیاً۔

(۱۳) حماد بن ابی سلیمان (شیخ الامام) عن ابی حنیفہ عن ہشام عن عروہ عن الزبیر قال انا

نحمل لحوم الصید زادًا و نحن محرمون مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱۴) اعمش د شیخ الامام، عن ابی حنیفہ عن ابی اسحٰق السبیعی عن المصعب بن ابی وقاصؓ انہ کان یقول ان عمر ابن الخطاب کان اول من فرض الاعطیۃ ففرض لاصحاب بدر من المہاجرین والانصار ستہ الاف و فرض لازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرۃ آلاف و فضل لعائشۃ اذ فرض لہا اثنا عشرۃ الفا الخ۔

(۱۵) فضل ابن عینیہ اخو سفیان عن ابی حنیفہ عن عطیہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلاق الامۃ ثنتان و عدتہا حیضتان۔

(۱۶) ابن جریج عن ابی حنیفہ عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہؓ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یاکل الرجل بشمالہ او یشرب بشمالہ۔

(۱۷) لیث بن سعد عن ابی یوسف عن ابی حنیفہ عن موسیٰ بن ابی عایشہ عن عبداللہ بن شداد عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃٌ

(۱۸) مسعر بن کدام عن ابی حنیفہ عن زیاد بن علاقہ عن قطبۃ بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرا فی احدی رکعتی الفجر والنخل باسقات لہا طلع نضید۔

(۱۹) ابو یوسف عن الامام عن عبدالاعلی التیمی عن عبداللہ بن مسعودؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرہ ان یقرا سورۃ الفرائض یعنی سورۃ النساء الخ۔

(۲۰) محمد بن الحسن عن ابی حنیفہ عن عطاء بن ابی رباح عن ابی ہریرہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال زر غبًا تزدد حبًا۔

(۲۱) محمد ابن الحسن عن ابی حنیفہ الحسن البصری عن عمران بن حصینؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لانذر فی معصیۃ اللہ الخ ۔

(۲۲) محمد بن الفضل بن عطیہ عن ابی حنیفۃ عن الشعبی عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت لقد کنت فی خلال سبع لم تکن لاحد من ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ ۔

(۲۳) اسد بن عمرو عن ابی حنیفۃ عن عبد الملک بن عمیر عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت لنساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضلنی اللہ علیکن بعشر خصال ولا فخر الخ ۔

(۲۴) اسد بن عمرو عن الامام عن ابن ابی لیلی عن بلال رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یمسح علی الخفین ۔

(۲۵) قاسم بن معن وحفص بن غیاث عن الامام عن ابی اسحٰق السبیعی عن البراء بن عازب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخفی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

(۲۶) وکیع بن الجراح عن ابی حنیفۃ عن علی بن الاقمر عن جحیفہ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر برجل سدل ثوبہ فعطفہ علیہ ۔

(۲۷) شبیب بن شریک عن ابی حنیفۃ عن المنہال بن عمرو عن ابی محمد الحسن بن علی کرم اللہ وجہہ انہ قال اذا اغلق الباب وارخی الستر وجب الصداق ۔

(۲۸) ابو داؤد الطیالسی عن ابی حنیفۃ عن عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبک الشی یعمی ویصم ۔

(۲۹) ابراہیم بن طہمان عن ابی حنیفۃ عن لاحق الیمانی عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال استغفر اللہ العظیم الذی الخ ۔

(۳۰) ابونعیم الفضل بن دکین عن ابی حنیفۃ عن عبد اللہ بن عیسیٰ عن عبد اللہ بن ابی الجعد عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزید فی العمر الا البر ولا یرد القدر الا الدعاء

(۳۱) اسمٰعیل بن عیاش عن ابی حنیفہ عن عطیۃ عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ الی النار۔

(۳۲) ابوعبد الرحمٰن المقری عن ابی حنیفہ عن یزید الدالانی عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السعید من وعظ بغیرہ الخ۔

(۳۳) المقری عن ابی حنیفہ عن عبد الرحمٰن بن ہرمز الاعرج عن ابی ہریرہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال کل مولود یولد علی الفطرۃ وابواہ یہودانہ الخ۔

(۳۴) مزاحم بن العوام (اخو عباد بن العوام) عن ابی حنیفہ عن نافع عن ابن عمران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اخضبو وخالفوا اہل الکتاب۔

(۳۵) ابراہیم بن ادہم البلخی عن ابی حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن الاسود عن عایشہؓ قالت ماشبعنا ثلاثۃ ایام من خبز متتابعاً حتیٰ فارق الدنیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳۶) ابو قتادہ عن ابی حنیفہ عن عطاء عن ابی ہریرہؓ قال کانت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلنسوۃ شامیۃ بیضاء۔

(۳۷) علی بن المسہر عن ابی حنیفہ عن سماک بن حرب عن جابر بن سمرہؓ قال کنا اذا اتینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قعدنا حتی انتہی انبا المجلس۔

(۳۸) یزید بن ہارون عن ابی حنیفہ عن سلیمان بن یسار عن ام سلمہؓ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبل نساءہ فی رمضان ومایحدد وضوأ

(۳۹) حسن بن زیاد عن ابی حنیفہ عن سلیمان وابی الزبیر محمد بن مسلم بن تدرس عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ الخ۔

(۴۰) احمد بن منیع عن ابی احمد الزبیری عن ابی حنیفہ عن نافع عن ابن عمرؓ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عن بیع الغرر۔

(۱۴) ابراہیم بن الجراح (اخو وکیع بن الجراح) عن الشعبی عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایجوز للمعتوہ طلاق ولا بیع ولا شری۔

(۲۴) عثمان بن دینار عن ابی حنیفہ عن نافع عن ابن عمر نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر عن نکاح المتعۃ وان توطئ الحبالی حتی یضعن۔

(۳۴) مکی بن ابراہیم عن ابی حنیفہ عن ابان بن ابی عیاش عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ یوم الجمعۃ فبہا ونعمت الخ۔

(۴۴) یحیی بن الیمان عن ابی حنیفہ عن رجل عن انس قال لم یجہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا ابوبکر ولا عمر ولا عثمان رضی اللہ عنہم بالتسمیۃ۔

(۵۴) حفص بن غیاث عن ابی حنیفہ عن ابی اسحٰق السبیعی عن البراء رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخفی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

(۶۴) موسی بن طارق عن ابی حنیفہ عن عطاء عن عائشہ قالت ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی شیء من النوافل اشد معاہدۃ منہ الا رکعتی الفجر۔

(۷۴) خارجہ بن مصعب عن ابی حنیفہ عن محارب بن دثار عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی بعد العشاء اربع رکعات قبل ان یخرج المسجد عدلن بمثلھن من لیلۃ القدر۔

(۸۴) داود الطائی عن ابی حنیفہ عن جبلۃ بن سحیم عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی فلا یفترش ذراعیہ کافتراش الکلب۔

(۹۴) عبد الرزاق عن ابی حنیفہ عن علی بن الاقمر عن ابی جحیفہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مرّ برجل سادل ثوبہ فعطفہ علیہ۔

(۵۰) محمد بن اسحاق بن یسار عن ابی حنیفہ عن حمید الطویل عن انس رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احدکم اذا قام الی الصلوٰۃ یناجی ربہ عزوجل وجہہ بینہ وبین قبلتہ

(۵۱) محمد بن سماک عن ابی حنیفہ عن الزہری عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نودی بالعشاء فابدأ وبالعشاء۔

(۵۲) زفر عن ابی حنیفہ عن عمرو بن دینار وعطاء بن یسار عن ابی ہریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ۔

(۵۳) ابو مطیع البلخی عن ابی حنیفہ عن ابان بن عیاش عن انسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی کل شئی اخرجت الارض العشر او نصف العشر۔

(۵۴) نوح بن ابی مریم عن ابی حنیفہ عن ابراہیم النخعی عن علقمہ عن عبد اللہ رضؓ انہ قیل صلّی عثمانؓ اربعاً فقال انا للّٰہ وانا الیہ راجعون صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین ومع ابی بکر وعمر رکعتین۔

(۵۵) ابو حاتم عن ابی حنیفہ عن عدی بن ثابت عن ابی حازم عن ابی ہریرۃ رضؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نہی عن البیع الحاضر الباد۔

(۵۶) عباد بن العوام عن ابی حنیفہ عن حماد عن ابراہیم عن ابی ہریرۃ رضؓ وابی سعیدؓ قالا قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم لا یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ۔

(۵۷) مندل عن ابی حنیفہ عن ابی زبیر عن جابر رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من باع عبداً ولہ مالٌ فالمال للبائع الّا ان یشترط المشتری۔

(۵۸) ابو عاصم النبیل عن ابی حنیفہ عن ابی المسور عن ابی ماضی الحمیری رضؓ عن ابن عباسؓ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم واعطی الحجام اجرہ۔

(۵۹) یونس بن بکیر عن ابی حنیفہ عن زید بن الولید عن ابی الدرداء رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا آلی الرجل من امراتہ ثم طلقہا فالطلاق والایلاء کفرسی رہان ایہما سبق وقع

(۶۰) بلال بن ملی عن ابی حنیفہ عن طاوس عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحقوا الفرائض باصلھا۔

(۶۱) الحمیدی شیخ البخاری عن ابی حنیفہ عن زید بن اسلم مولی عمر ابن الخطاب عن ابی کتادہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا احبُّ العقوق۔

(۶۲) عبداللہ بن داؤد الخریبی عن ابی حنیفہ انہ قال سمعت القاسم (بن محمد بن ابی بکر الصدیقؓ) وسالماً (ابن عبداللہ بن عمر) وطاؤساً وعکرمہ (مولے ابن عباسؓ) ومکحولاً وعبداللہ بن دینار واخوہ عمرو والحسن البصری واباالزبیر وعطا بن ابی رباح وقتادہ وابراہیم (النخعی) والشعبی ونافعاً (مولی ابن عمر) واشالہم من الکبراء ولد سنہ ۱۲۱ مات سنہ ۲۱۳ روی البخاری عن اصحابہ۔

(۶۳) ایوب بن ہانی عن ابی حنیفہ عن ابی الزبیر عن جابرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی عن بیع النخل سنۃً او سنتین۔

(۶۴) حفص بن عبدالرحمن عن ابی حنیفہ عن ابی اسحٰق السبیعی عن علی ابن ابی طالبؓ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الرِّبو وموکلہ۔

(۶۵) محمد بن بشر عن ابی حنیفہ عن مقسم عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادرؤا الحدود بالشبہات۔

(۶۶) محمد بن الحسن عن ابی حنیفہ عن ابی اسحٰق السبیعی عن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال لا یقطع لحوم

بهذہ الابل بطوننا الا النبیذ الشدید۔

(۶۷) یوسف بن خالد عن ابی حنیفہ عن ابو الولید بن سریع المخزومی عن انسؓ انہ کان یشرب الطلاء علی النصف۔

(۶۸) محمد بن القاسم عن ابی حنیفہ عن نافع عن ابن عمرؓ قال نہینا عن اکل خشاش الارض

(۶۹) محمد بن خالد الوہبی عن ابی حنیفہ عن قتادہ عن ابی ثعلبہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال کل ما امسک علیک سہمک و فرسک۔

(۷۰) احمد بن ابی طیبہ عن ابی حنیفہ عن عکرمہ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الشہدا یوم القیامۃ حمزۃ بن عبد المطلب۔

(۷۱) قیس بن الربیع عن ابی حنیفہ محمد بن المنکدر عن امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا قالت اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بایعہ فقال انی لست اصافح النساء

(۷۲) صالح بن دینار عن ابی حنیفہ عن نافع عن ابن عمرؓ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن القزع۔

(۷۳) ابو معاویہ عن ابی حنیفہ عن ابی الزبیر عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرث المسلم النصرانی الا ان یکون عبدہ او امتہ۔

(۷۴) حماد ابن الامام عن ابی حنیفۃ عن عبد الملک بن میسرہ ان سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال کنا نطبق ثم امرنا بالرکب۔

(۷۵) فضل بن موسی عن ابی حنیفہ عن عاصم بن کلیب عن وائل بن حجرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ یحاذی بہا شحمتی اذنیہ۔ امام شعرانی نے میزان میں تحریر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مسانید کے تین نسخے جن پر حفاظ حدیث کی مہریں اور دستخط تھے اور آخری دستخط جس پر امام دمیاطی

کی تھی میں نے بعنایت ربانی ملاحظہ کئے۔ میں نے دیکھا سوائے خیار تابعین عدول ثقات کے ابو حنیفہ نے کسی اور سے روایت نکی امام صاحب کے رواۃ اسود۔ علقمہ۔ عطا مجاہد مکحول حسن اور اونکے اقران ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امام صاحب کے درمیانی رواۃ بکُل کے کُل عدول۔ ثقہ۔ اعلام اور اخیار ہین ان راویون سے کوئی بھی نہ جھوٹا ہے اور نہ ہی متہم بکذب ہے۔

امام صاحب کی فیاضی

امام ابو حنیفہ بڑے مالدار۔ متمول اور سیر چشم تھے۔ آپکی تجارت کوفہ۔ بغداد۔ بصرہ۔ بیروت۔ جدہ اور مصر میں بہت تھی۔ لاکھوں کا لین دین تھا۔ بڑی بڑی منڈیوں میں آپ کا مال تجارت کے لئے آتا جاتا تھا اکثر مقامات میں آپ کے گماشتے مقرر تھے۔ اس کے ساتھ دیانت اور تقویٰ اور راستبازی کا یہ عالم تھا کہ بارہا نقصان اوٹھایا آپ نے ایک دفعہ حفص بن عبد الرحمٰن کے پاس خز کے ہزار تھان بھیجے اور جتلا دیا کہ فلان فلان تھان میں عیب ہے۔ خریدار کو دکھا دینا مگر حفص کو اسکا خیال نہ رہا اور سارے تھان بک گئے اور لاکھ درہم امام صاحب کے پاس آگئے جب آپنے دریافت کیا کہ خریدار کو بعض تھانوں کے عیب دکھا دیئے کہ نہیں حفص نے کہا میں بھول گیا امام صاحب نے وہ ساری رقم خیرات میں دیدی۔

امام صاحب کے اساتذہ۔ تلامذہ اور ملنے جلنے والوں کے نام آپکے پاس سے روزینے مقرر تھے اور صوفیا و متوکلین کے نام تجارت کی سالانہ آمدنی کا ایک ربع حصہ ان لوگوں کے لئے مقرر کر دیا تھا۔ ہمیشہ کا معمول یہ رہا کہ گھر والوں کے لئے کوئی عمدہ کپڑا یا میوہ وغیرہ خریدا جاتا تو اپنے سارے اوستادوں اور مشائخون کے پاس بھی اس میں سے بھجوا دیا کرتے تھے کوئی اگر ملنے آتا تو اوسکا حال پوچھتے اور اوسکی حاجت روائی کرتے

تھے۔ شاگردوں میں جو تنگ حال ہوتا تھا ختم تحصیل تک اوسکے نام وظیفہ تعلیمی مقرر کردیتے تھے تاکہ فراغ کے ساتھ وہ علم حاصل کرسکے قاضی ابویوسف زفراور اسد بن عمرو بھی وظیفہ یاب طلباؤں سے تھے۔

ایک شکستہ حال شخص آپ سے ملنے آیا جب اور ملنے والے رخصت ہونے لگے توآپ نے اس کو اشارہ سے ٹھہرنے کہا۔ جب سب چلا گئے آپ نے فرمایا یہ چیز لے لو اور خدا کا نام لیکر کھاؤ پیو۔ وہ ہزار کی تھیلی تھی۔

ایک روز کسی بیمار کی عیادت کو جارہے تھے۔ راستہ میں آپ کا دیندار ملا وہ آپ کو دیکھکر راستہ کترا کے چلنے لگا آپ نے آواز دی اور اوسکو بلا کر کہا تم مجھے دیکھکر راستہ کترا کے کیوں چلے تھے اوس نے کہا آپ کے دس ہزار مجھپر نکلتے ہیں آپ نے فرمایا۔ مجھ سے ملا کرو۔ میں نے وہ دس ہزار دینار معاف کر دیئے۔

ایک بار سفر مکہ میں آپ کے شریک عبداللہ سہمی بھی تھے راستہ میں ایک بدوی نے عبداللہ کو پکڑ لیا اور امام صاحب کے پاس لاکر کہا اس شخص نے مجھ سے تین سال پہلے حج میں ایک ہزار دینار لئے تھے ابتک نہ روانہ کئے۔ آپ نے بدوی کو وہ ساری رقم دیدی۔

ایک دفعہ ابراہیم بن علیہ محدث عراق سے بہت دنوں کے بعد ملے۔ پوچھا آپ باہر نکلتے کیوں نہیں اونھوں نے کہا ابوحنیفہ میں چار ہزار دینار کا قرضدار ہوں شرم سے باہر نکلنا ہوتا نہیں۔ آپ نے اوس وقت چار ہزار درہم اون کے حوالہ فرما دیئے۔

حضرت زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام کی نسبت علامہ شبلی تحریر کرتے ہیں کہ وہ سادات اہلبیت سے صاحب ادعا تھے بے شبہ اونہیں خروج کرنا ضروری تھا کیونکہ اون کے خیال میں خلافت اون کا خاص حق تھا۔ امام صاحب نے اونکی امداد

چالیس ہزار دینار سے کی۔

۱۴۵ھ میں جب ابراہیم نفس ذکیہ سید اہلبیت نے علم خلافت بلند کیا امام صاحب نے اون کی تائید کی خود اون کے ساتھ شریک ہونا چاہتے تھے لیکن نہ ہوسکا چنانچہ انھوں نے چار ہزار اشرفی اون کے پاس روانہ فرمائیں اور لکھا اگر اور ہوتا تو فوراً روانہ کرتا جب آپ فتح یاب ہوں تو دشمنوں سے وہ برتاؤ کریں جو آپ کے دادا امیرالمومنین نے صفین والوں کیساتھ کیا تھا زخمی اور بھاگنے والوں کو قتل کردیں وہ طریقہ اختیار نہ کیجئے جو جناب علی مرتضیٰ نے حرب جمل میں مرعی رکھا تھا کیونکہ مخالف بڑی جمیعت رکھتا ہے۔

امام اور فقہ

قران اور حدیث سے مسائل کے استنباط کرنیکو تفقہ اور ان مسئلون کو فقہ کہتے ہیں۔ اس سے بڑھکر فقہ کی تعریف موٹے لفظوں میں ممکن نہیں۔

حضور سرور عالم علیہ الصلواۃ والسلام کی زندگی جسمانی کے زمانہ میں صحابہ کرام آپ کے اقوال اور افعال کی تقلید کرتے تھے اور آپ کے نقل مکان فرمانے کے بعد اسلام دور دور تک پھیل گیا اور صحابہ کرام بھی مختلف مقاموں میں منتقل ہوچکے تھے اب فرض۔ سنت واجب مستحب حرام مکروہ وغیرہ کی تفریق کی ضرورت لاحق ہوی صحابہ کو بھی استنباط۔ تفریع۔ حمل النظیر علی النظیر اور قیاس کی بعض کیا بلکہ بہت ساری ایسی صورتوں میں ضرورت لاحق ہوی جہاں سرور عالم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی کوئی حدیث ملنی ممکن نہ تھی کیونکہ یہ صورتیں زمانہ نبوت میں وجود میں نہیں آئی تھیں جن صحابیوں نے ان صورتوں میں استنباط۔ تفریع۔ حمل النظیر علی النظیر اور قیاس کیا تھا اون میں نہایت مشہور وممتاز سیدنا عمر ابن الخطاب سیدنا علی ابن ابی طالب حضرت عبداللہ بن مسعود

حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہم ہیں اور ان بزرگواروں کو فقہاء صحابہ کہنے لگے ۔

سعیدؓ بن زید ۔ سعدؓ بن ابی وقاص ۔ سیدنا علیؓ ۔ عبداللہ بن مسعودؓ ۔ ابوموسیٰ سلمان فارسیؓ ۔ عمار بن یاسرؓ ۔ حذیفہؓ جناب وغیرہم زیادہ تر کوفہ میں مقیم رہے اور اسی لئے ان بزرگان کے مسائل اور استنباطات زیادہ تر کوفہ میں رواج پائے ۔ علیؓ تو علی ہی تھے ۔ حضرت عمرؓ کا قول تھا لولاک یا علی لہلک عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس حبر الامتہ کا قول تھا اذا جاء فتیا ابی الحسن فہو کاف ۔ کوفہ میں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام تھے جنہیں چوبیس بدری تھے (فتوح البلدان بلاذری)

عبداللہ بن مسعود کی نسبت اتنا کافی ہے کہ آپ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین ۔ وسادہ اور مطہرہ بردار رہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی نسبت فرمادیا استقراء والقران من اربعتہ من عبداللہ بن مسعود الخ اور فرمایا تمسکوا بعہد ابن ام عبد اور فرمایا ما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ پس عبداللہؓ عبداللہ ہی ہیں وکان اعلم بالکتاب والسنتہ ان کے سوائے ستر اصحاب بدر اور تین سو اصحاب شجرہ کوفہ میں ساکن تھے کذا فی الطبقات

عبداللہ بن مسعود کوفہ میں قرآن حدیث اور فقہ کی تعلیم دیا کرتے تھے آپ کے تلامذہ میں علقمہ اور اسود چچا بھتیجے نہایت ممتاز تھے علقمہ تو حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں پیدا ہو چکے تھے ۔ آپ نے حضرت صدیق ۔ حضرت عمر ۔ حضرت عثمان ۔ حضرت علی ۔ عبداللہ بن مسعود ۔ ام المومنین عائشہ و ابی الدرداء و معاذ بن جبل و حذیفہ رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی اور قران اور فقہ کو سیدنا علیؓ اور عبداللہ ابن مسعودؓ سے حاصل کیا ۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے آپ کو اس قدر شغف رہا کہ خود عبداللہ فرمایا کرتے تھے کہ علقمہ کے معلومات میرے مساوی ہیں آپ نے

میں انتقال کیا۔ آپ کے بیشمار شاگردوں میں ابراہیم اور ابو اسحٰق السبیعی کو اپنی یادگار چھوڑا۔

ابراہیم النخعی بن یزید بن قیس الکوفی اخو الاسود وابن اخی علقمہ ولد ۴۶ھ ومات ۹۶ھ وہو ابن خمسین سمع ام المومنین عائشہ۔ وعبداللہ بن عباسؓ والوہریرہؓ وعقبہ بن عامر وانسؓ وجابرؓ بن عبداللہ وغیرہم من الصحابۃ وتفقہ علی علقمہ والاسود ومسروق من کبار الفقہاء التابعین اخذ عنہ حماد بن ابی سلیمان وسماک بن حرب والحکم بن عتبۃ وجعفر بن عون والاعمش ومنصور بن المعتمر وکان مشہورٌ فی العلماء حدیث میں آپ کو صیرفی الحدیث کہتے تھے اور فقہ میں فقیہ العراق آپ کا لقب تھا۔ آپ نے مسائل فقہ کا ایک مختصر سا مجموعہ تیار کر دیا تھا جس کا ماخذ احادیث نبویہ اور سیدنا علی اور عبداللہ بن مسعود کے فتاوے سے تھا۔ یہ مجموعہ آپ کے سب سے بڑے شاگرد حماد کے نزدیک رہا جو آپ کے بعد آپ کے جانشین ہوے حماد نے اسی مجموعہ کو اپنا دستور العمل قرار دے رکھا تھا اور کوئی نیا اضافہ اس میں نفرمایا یہاں تک کے آپ نے ۱۲۰ھ میں وفات کی اور اپنا بہترین جانشین امام المسلمین ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت کو دنیا میں چھوڑا۔

فقہ ابو حنیفہ کی مثال

قران سے اور احادیث صحیحہ سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نماز کا جو طریقہ پیش کیا ہے وہ عقلاً ونقلاً درست اور فی الواقع ہے۔ آرام دہ اور مطابق آخر سنت نبویہ ہے۔

وضوء

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا بروسکم وارجلکم الی الکعبین۔ اے ایمان والو جب نماز کے لئے کھڑے رہو تو اپنے مونھ دھولو اپنے ہاتوں کو کہنیوں تک دھولو سر کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھولو

روایت کی سعید بن منصور نے اپنی کتاب سنن میں عباد بن الربیع سے کہ سیدنا علیؓ وارجلکم لام کے زبر سے پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے اس کا عطف غسل پر ہے یہی چار چیزیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک فرض ہیں۔

وضو کی سنتیں تین مرتبہ دونوں ہاتوں کا پہونچوں تک دہونا۔ تین مرتبہ کلی کرنا۔ تین مرتبہ ناک میں پانی لینا۔ ہر عضو کا ترتیب سے تین تین مرتبہ دہونا۔

(۱) امام ابو حنیفہ نے عبد خیر سے روایت کی کہ سیدنا علی نے پانی منگوایا تین مرتبہ کلی کی تین مرتبہ ناک میں پانی لیا۔ تین مرتبہ منھ دہویا۔ تین مرتبہ کہنیوں تک ہاتھ دہوئے۔ ایک مرتبہ مسح سر فرمایا۔ تین مرتبہ ٹخنوں تک پیر دہوئے پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی وضو تھا۔

(۲) عبد الرزاق نے مصنف میں نسائی طحاوی ابن جریر اور ضیا مقدسی نے اپنی اپنی حدیث کی کتابوں میں سیدنا امام حسین علیہ السلام سے روایت کی کہ سیدنا علیؓ نے وضو کا لوٹا منگوایا تین مرتبہ دونوں پہونچے دہوئے پھر تین مرتبہ کلی فرمائی پھر تین مرتبہ ناک میں پانی لیا۔ پھر تین مرتبہ منھ دہویا پھر سیدھا ہاتھ کہنی تک تین مرتبہ اور بایاں کہنی تک تین مرتبہ دہویا پھر ایک مرتبہ سر کا مسح فرمایا پھر سیدھا پیر ٹخنے تک تین مرتبہ اور بایاں ٹخنے تک تین مرتبہ دہویا پھر کھڑے ہو کر وضو سے کچھ پانی لیکر چکھا اور فرمایا اے حسینؓ میں نے تمہارے باپ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوں ہی وضو فرماتے دیکھا ہے۔

پورے سر کا مسح بشمول گردن سنت ہے (۱) طحاوی نے معانی الآثار میں بسند صحیح طلحہ بن مصرف کے دادا سے روایت کی کہ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے مسح سر پیشانی سے شروع فرمایا اور گدی تک ختم فرمایا۔

(۲) ابن ابی قتیبہ نے ابی واقد سے اور ربیع بنت معوذ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی سے مسح شروع فرما کر گردن کے مقدم تک ختم فرمایا۔

(۳) ابو داؤد اور امام احمد بن حنبل نے طلحہ بن معرف کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایک مرتبہ مسح سر فرماتے تھے گدی تک۔

(۴) نسائی ابن حبان حاکم ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح سر فرمایا اور کانوں کا مسح اندر سے کلمہ کی انگلی سے اور باہر انگوٹھوں سے فرمایا تھا۔

داڑھی اور انگلیوں کا خلال سنت ہے

امام احمد اور امام ابو حنیفہ اور ترمذی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جب کبھی وضو کرو تو ہاتھ اور پیر کی انگلیوں کا خلال کیا کرنا ترمذی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی مبارک کا خلال فرمایا کرتے تھے۔ ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

مسواک کرنا سنت ہے

امام ابو حنیفہ اور ابو داؤد طیالسی نے سیدنا علی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر بار نہ ہوتا تو میں ہر وضو میں مسواک کا حکم دیتا۔

تیمم

تیمم میں دو ضرب ہیں ایک منھ کے لئے ایک دونوں کہنیوں کے لئے۔

(۱) امام ابو حنیفہ نے نافع سے انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیمم میں دو ضرب فرماتے تھے ایک وجہ مبارک کے لئے اور دوسرا دونوں

دست مبارک کے لئے کہنیوں تک۔

(۲) حاکم نے مستدرک میں باسناد صحیح جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم میں دو ضرب ہیں ایک منہ کے لئے دوسرا دونوں ہاتوں کے کہنیوں تک حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے باوجود بخاری و مسلم نے اس کی روایت نہ کی دارقطنی نے کہا رجالہ ثقات۔

(۳) ابن ماجہ نے بسند صحیح عمار بن یاسرؓ سے روایت کی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسلمانوں کو تیمم کا اور اپنی ہتھیلیوں کو زمین پہ مارا اور مٹی نہ جھاڑی اور مسح کیا روئے مبارک کا پھر مارا ہتھیلیوں کو مٹی پر اور مسح فرمایا دونوں دست مبارک کا۔

اوقات الصلوٰۃ نماز صبح۔ اچھی صبح ہو جانے پر طلوع آفتاب تک۔

(۱) امام ابو حنیفہ نے عبد اللہ بن دینار سے انھوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اچھی سفیدی میں نماز صبح پڑہا کرو اس بڑا ثواب ہے۔

(۲) امام عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح اچھی صبح ہونے پر پڑہا کرتے تھے۔

(۳) ابو نعیم۔ طبرانی۔ ابن النجار نے محمد بن منکدر سے انھوں جابرؓ سے انھوں نے سیدنا ابو بکرؓ سے انھوں نے بلالؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے بلال نماز صبح کے لئے اچھی صبح ہو جانے دیا کرو۔

(۴) طبرانی۔ سعید بن منصور اور امام بغوی نے بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے بلال صبح کی نماز کے لئے اونچی روشنی ہونے دو کہ تیر انداز تیر گرنے

کی جگہ دیکھ لے۔

(۵) ہا ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ نے رافع بن خدیج رضؓ سے بزار نے حضرت انسؓ سے طبرانی اور بزار نے قتادہؓ سے حبان نے ابوہریرہؓ اور رافع بن خدیجؓ سے اور طبرانی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اچھی روشنی میں نماز صبح پڑھا کرو اسی میں بڑا اجر ہے۔

(۶) امام احمد بن حنبل ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ ابن حبان اور طبرانی نے رافع بن خدیج سے روایت کی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز اجالے میں پڑھا کرو اس میں بڑا اجر ہے۔

(۷) ابوداؤد طیالسی نے رافعؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اتنی روشنی میں صبح کی نماز پڑھا کرو کہ تیر انداز تیر گرنے کی جگہ دیکھ سکے۔

(۸) امام ابوجعفر طحاوی نے معانی الآثار میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح اسقدر دیر سے ادا فرماتے تھے کہ یہ نماز اسم بامسمٰی ہو جاتی تھی۔

(۹) ضیاء مقدسی اپنی صحیح میں ادریس اودی سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سیدنا علی کے پیچھے صبح پڑھی نماز سے جب ہم فارغ ہوئے تو مسجد کی دیواروں پر دیکھتے تھے کہ آفتاب تو نکلا نہیں۔

(۱۰) ابوبکر ابن شیبہ استاد بخاری نے اپنی مصنف میں زیاد بن منقطع سے روایت کی کہ میں نے سیدنا امام حسین کو دیکھا وہ صبح کی نماز نہایت روشنی ہونے پر پڑھتے تھے۔

نماز ظہر زوال کے ساتھ یا ایک سایہ سے دو سایہ تک۔

(۱) امام مالک نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا سائے

تیرے برابر ہوئے تو ظہر پڑھا کر۔

(۲) امام احمد بن حنبل ابو داؤد و ترمذی و حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے پہلے دن ظہر اوسوقت پڑھائی جب کہ سایہ تسمے کے برابر تھا اور دوسرے دن جب کہ سایہ ایک مثل تھا۔

نماز عصر | ایک یا دو سایہ سے آفتاب کے غروب سے پہلے تک امام ابو حنیفہ کے نزدیک مگر صاحبین کے نزدیک صرف ایک سایہ ختم ہونے کے بعد سے۔

(۱) امام مالک نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصر اوسوقت پڑھا کر جب سایہ دو مثل ہوئے۔

(۲) امام احمد ترمذی ابو داؤد اور حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے دوسرے دن عصر دو سایہ ہونے پر پڑھائی۔

(۳) ضیاء مقدسی نے صحیح میں ابی عون سے روایت کی کہ سیدنا علیؓ عصر میں تاخیر فرماتے تھے

(۴) امام ابو حنیفہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ عبد اللہ بن مسعودؓ عصر میں تاخیر کیا کرتے تھے (عصر کی نسبت آئندہ تفصیلی بحث کیجائے گی علیٰحدہ)

نماز مغرب | غروب سے غیاب شفق تک۔

(۱) امام مالک نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا غروب کے ساتھی مغرب پڑھا کرو۔

(۲) احمد ترمذی ابو داؤد اور حاکم کی حدیث ابن عباسؓ میں جبرئیل علیہ السلام نے افطار کے وقت مغرب پڑھائی تھی۔

(۳) امام ابو حنیفہ امام احمد طبرانی دار قطنی نے ابو ایوب انصاریؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تارے نکل آنے سے پہلے مغرب پڑہا کرو۔

(۴) مسلم نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مغرب کا انتہا وقت غیاب شفق تک ہے۔

نماز عشا | شفق گم ہونے سے آدہی رات تک بلاکراہت ہے۔

(۱) ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اول وقت عشا کا غیاب شفق سے اور آخر وقت آدہی رات تک ہے۔

(۲) ابن جریر نے بسند صحیح ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اول وقت عشا کا غیاب شفق ہے اور آخر وقت نصف شب ہے۔

نماز وتر | شب اول شفق کے بعد سے نصف شب بلکہ آخر شب تک ہے۔

(۱) امام ابوحنیفہ نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اول شب میں (بعد شفق) وتر پڑہنا شیطان کو شکست دینا ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہ نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کو شب کی نمازوں کے آخر ادا فرماتے تھے اور قنوت پڑہا کرتے تھے۔

اوقات مکروہ | (۱) نماز صبح کے بعد سے طلوع آفتاب تک (۲) نصف نہار (۳) عصر کے بعد سے غروب تک۔

(۱) امام ابوحنیفہ نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے قزعہ سے انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز کے بعد طلوع تک کوئی نماز نہیں اور نماز عصر کے بعد سے غروب تک کوئی نماز نہیں۔

(۲) ابن جریر نے سیدنا علیؓ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ان دونوں نے فرمایا ہم نصف نہار پر یا بعد عصر کے غروب تک یا بعد نماز فجر کے طلوع تک کوئی نماز نہیں پڑھتے ہیں۔

(۳) امام ابو حنیفہ نے سماک بن حرب سے انھوں نے جابر بن سمرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح کے بعد سے آفتاب کے طلوع ہونے اور اچھے سفید ہونے تک مصلی پر تشریف فرما رہتے تھے۔

مغرب فجر اور عصر پڑھ لینے کے بعد اعادہ نکیا چاہیئے۔

امام ابو حنیفہ نے نافع سے انھوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی فجر اور مغرب پڑھنے کے بعد پھر اعادہ نکیا چاہیئے اور عصر کے بعد غروب تک کوئی نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔

نماز میں کوئی سورہ معین نہیں

(۱) امام ابو حنیفہ نے عدی بن ثابت سے انھوں نے براء بن عازبؓ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشا پڑھی آپ نے سورہٗ والتین پڑھا۔

(۲) امام ابو حنیفہ نے زیاد بن علاقہ سے انھوں نے قطبہ بن مالکؓ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نماز کی ایک رکعت میں صرف والنخل باسقات لہا طلع نضید پڑھتے سنا ہے۔

(۳) امام ابو حنیفہ نے نافع سے انھوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبح کی نماز مین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ چالیس دن تک پڑھتے ہوے میں نے سنا۔

نماز کی ہر حرکت پر تکبیر کہنی ضرور ہے۔

امام ابوحنیفہ نے عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت کی کہ انھون نے دیکھا کہ ابوہریرہؓ ہر رکوع اور سجدہ پہ اللہ اکبر کہتے تھے۔

امام ابوحنیفہ نے بلال سے انھون نے وہب بن کیسان سے انھون نے جابرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر رکوع و سجود اور ہر حرکت پر نماز مین تکبیر کہا کرو۔

صبح کی نماز میں قنوت نہیں

(۱) امام ابوحنیفہ نے ابان بن ابی عیاش سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے علقمہ سے انھون نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صرف ایک مہینا صبح میں قنوت پڑھی تھی۔

(۲) امام ابوحنیفہ نے عطیۃ عوفی سے انھون نے ابوسعیدؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چالیس دن تک قنوت پڑھی پھر وصال مبارک تک پڑھا نہیں۔

(۳) امام ابوحنیفہ نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے علقمہ سے روایت کی کہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز میں اپنی زندگی بھر کبھی قنوت نہیں پڑھی۔

ہر مسلمان کے پیچھے نماز درست ہے

حدیث نماز پڑھو ہر لا الہ الا اللہ کہنے والے کے پیچھے (اس حدیث کو ابونعیم وطبرانی و ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا۔

استقبال الی القبلۃ

قال تعالیٰ فولوا وجوہکم شطرہ امام ابوحنیفہ نے تمیم بن سلمہ سے سنا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب بندہ مستقبل قبلہ ہو کر نماز میں کھڑے ہوتا ہے۔ اللہ پاک اوسکے طرف اپنا منھ کر دیتا ہے جبتک کہ وہ نماز سے فارغ ہو

جماعت اور صف بندی

امام ابوحنیفہ نے عکرمہ سے انھون نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت

کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منفرد کی نماز سے جماعت کی نماز ستائیس درجہ افضل ہے۔

امام ابوحنیفہ نے عطار بن یسار سے انھوں نے ابی سعید خدریؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو لوگ صفوں سے چمٹے ہوئے نماز گزارتے ہیں اونپر اللہ پاک اور فرشتے اپنی رحمت بھیجتے ہیں۔

تکبیر تحریمہ پر رفع یدین کانوں تک۔

(۱) امام ابوحنیفہ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی جس نے افتتاح صلوۃ پر تکبیر نہ کہی وہ نمازیں نہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہ نے عاصم بن کلیب سے انھوں نے وائل بن حجرؓ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم افتتاح کے وقت اپنے دونوں ہاتھ کانوں کے لوتک اوٹھاتے تھے

(۳) بخاری و مسلم نے مالک بن الحویرثؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت افتتاح کانون تک ہاتھ اوٹھاتے تھے۔

(۴) مسلم نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز شروع کرتے وقت کانون تک ہاتھ اوٹھاتے تھے۔

(۵) ابوداؤد و نسائی طبرانی دارقطنی نے بھی وائل بن حجرؓ سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا افتتاح نماز پر کانوں تک ہاتھ اوٹھانا روایت کیا ہے۔

(۶) مسلم نے مالک بن الحویرثؓ سے روایت کی کہ تکبیر تحریمہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کانوں کے برابر ہاتھ اوٹھاتے تھے۔

(۷) مسلم نے مالک بن حویرث سے روایت کی کہا میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم

کانوں تک ہاتھ اوٹھاتے تھے۔

(۸) طحاوی امام احمد اسحٰق بن راہویہ اور دارقطنی نے براء بن عازبؓ سے روایت کی کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام افتتاح نماز پر رفع یدین فرماتے تھے یہاں تک کے انگوٹھے کانوں کے قریب ہوتے تھے۔

(۹) حاکم دارقطنی اور بیہقی نے انسؓ سے روایت کی کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کے برابر رکھتے دیکھا۔

(۱۰) نسائی نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کانوں کے برابر تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اوٹھاتے دیکھے۔

(۱۱) ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ نے مالک حویرث سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اتنے بلند فرماتے تھے کہ کانوں کے لو تک ہو جاتے تھے۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

(۱) امام ابوبکر ابن ابی شیبہ نے بہ سند صحیح بشرط امام مسلم وائل بن حُجرؓ سے روایت کی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں سیدھا دست مبارک بائیں ہاتھ پر زیر ناف باندھے دیکھا۔

(۲) ابن ابی شیبہ نے وکیع بن الجراح سے انھوں نے موسیٰ بن عمیر سے انھوں نے علقمہ بن وائل سے انھوں نے وائل بن حُجر سے روایت کی مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیر ناف ہاتھ باندھتے نماز میں دیکھا۔

(۳) امام احمد ابوداؤد نے ابی جحیفہ سے روایت کی کہ سیدنا علیؓ نے فرمایا نماز میں ہتیلی پر ہتیلی ناف کے نیچے رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوامی سنت ہے۔

(۴) ابوداؤد نے ابو وائل سے روایت کی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا نماز میں ناف کے نیچے نیچے پر

نیچے رکھنا چاہیے۔

(۵) امام ابن حزم نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی عادت تھی کف راست کف چپ پر رکھکر ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے تھے۔

(۶) ابن شاہین نے نماز میں اور ابن مندہ نے خشوع میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت کی کہ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ زیر ناف باندھنا سنت انبیا ہے۔

ثنا سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک۔

(۱) امام ابوحنیفہ نے انس سے روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد تکبیر تحریمہ کے سبحانک اللہم الخ پڑھا کرتے تھے۔

(۲) ابوداؤد۔ ترمذی ابن ماجہ وحاکم نے حضرت عائشہ سے نسائی ابن ماجہ وحاکم نے ابی سعید خدری سے طبرانی نے واثلہ بن الاسقع سے اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قراۃ سے پہلے اول رکعت میں سبحانک اللہم الخ پڑھتے تھے

(۳) امام ابوحنیفہ اور امام مسلم نے ابراہیم سے روایت کی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی قرات سے پہلے سبحانک پڑھتے تھے۔

(۴) سعید بن منصور نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے اور دارقطنی نے حضرت عثمان سے بھی یہی روایت کی۔ امام ابوحنیفہ نے عبدخیر سے روایت کی کہ سیدنا علی پہلی رکعت میں سبحانک اللہم پڑھتے تھے۔

اعوذ و بسم اللہ آہستہ پڑھنا اور آمین آہستہ کہنا

واذا قرات القران فاستعذ باللہ تو نص قرآن ہے۔

(۱) بخاری مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

ابو بکرؓ کے ساتھ عمرؓ کے ساتھ اور عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے ۔ سب کے سب قرات الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے تھے ۔

(۲) امام ابو حنیفہ نے حماد سے انھوں نے انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور نہ حضرات ابو بکر و عمر و عثمان بسم اللہ پکار کر پڑھتے تھے ۔

(۳) امام ابو حنیفہ نے ابی اسحٰق سبیعی سے انھوں نے براء بن عازبؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ کو آہستہ پڑھتے تھے ۔

(۴) ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت انسؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرات ابو بکر و عمر سورۂ فاتحہ سے قراۃ شروع فرماتے تھے ۔

(۵) نسائی نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور نہ حضرات ابو بکر و عمر و عثمان جہر بہ بسم اللہ کرتے تھے ۔ طحاوی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عمر بھر بسم اللہ پکار کر نہ پڑھا حتیٰ کہ وصال مبارک ہو گیا ۔

(۷) بخاوی و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابو بکرؓ ۔ عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے مگر ان سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کبھی نہ سنا

(۸) دارقطنی نے ابو وائل سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ اور علیؓ نہ بسم اللہ پکار کر کہتے تھے اور نہ آمین پکار کر کہتے تھے ۔

(۹) طحاوی نے ابی وائل سے روایت کی کہ سیدنا عمرؓ اور سیدنا علیؓ نہ اعوذ پکار کر پڑھتے تھے نہ بسم اللہ پکار کر کہتے تھے اور نہ آمین پکار کر کہتے تھے ابن جریر نے بھی یہی روایت کی

(۱۰) طبرانی نے کبیر میں ابو وائل سے روایت کی کہ حضرت علیؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ بسم اللہ

اعوذ و آمین پکار کر نہ پڑھتے تھے۔

(۱) طحاوی ابو داؤد ابن ماجہ ترمذی نسائی نے عبداللہ بن مغفل سے روایت کی کہ اونکے باپ نے اونہیں حکم دیا نماز میں بسم اللہ کی جہر نہ کیا کرنا۔ علامہ ابن تیمیہ نے کہا کہ دار قطنی نے خود لکھا ہے کہ جہر بسم اللہ کی ساری حدیثیں ثابت نہیں ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے عبد خیر سے روایت کی کہ میں نے حضرت علی کے پیچھے برسوں نماز پڑھی کبھی آپکو اعوذ۔ بسم اللہ اور آمین بالجہر کہتے نہ سنا۔

اخفائے آمین

(۱) امام ابو بکر ابن ابی شیبہ نے کہا حدیث کہی مجھ سے وکیع بن الجراح نے اون سے سفیان ثوری نے اون سے سلمہ بن کہیل نے اونسے حجر بن عنبس نے اونسے وائل بن حجر نے کہا انھوں نے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ نے ولا الضالین پڑھا پھر آمین فرمایا اور اپنی آواز پست فرمائی آمین پر (قال ابن حبان فی الثقات حجر بن عنبس ابو السکن الکوفی وہو الذی یقال لہ حجر ابو العنبس یروی عن علی و وائل وعنہ سلمہ)

(۲) امام احمد بن حنبل اور ابو داؤد طیالسی نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا الضالین پڑھ چکے تو آہستہ سے آمین بھی فرمایا۔

(۳) ترمذی نے علقمہ بن وائل بن حجر سے علقمہ نے اپنے والد وائل بن حجر سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین سے فارغ ہوتے تو آہستہ سے آمین بھی کہتے تھے۔

(۴) ترمذی اور ابو داؤد نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آمین میں اپنی آواز مبارک پست فرمائی تھی۔

(۵) حاکم اور دار قطنی نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمین فرماتے تو اوس وقت پر آپ کی آواز پست ہو کر تی تھی۔

(۶) ابو یعلی الموصلی اور طبرانی نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ولا الضالین کے بعد جب آمین فرمایا تو آہستہ سے کہا۔
(۷) امام ابو حنیفہ اور دارقطنی نے ابو وائل سے روایت کی کہ سیدنا عمرؓ اور سیدنا علی نہ تو بسم اللہ میں جہر کرتے تھے اور نہ آمین پر جہر کرتے تھے۔ علقمہ بن وائل کا سماع اون کے والد وائل بن حجر سے ثابت ہے۔ چنانچہ ترمذی نے کتاب الحدود میں لکھا ہے (باب المراۃ) علقمہ بن وائل بن حجر سمع عن ابیہ وہو اکبر من اخیہ عبد الجبار وعبد الجبار بن وائل لم یسمع من ابیہ حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام کی حدیث سلام میں جو علقمہ عن ابیہ وائل سے ابو داؤد نے روایت کی ہے صحیح کہا ہے۔
مسلم نے باب وضع الیمنی علی الیسری میں علقمہ بن وائل عن ابیہ کہا ہے۔ نسائی نے چار جگہ پر علقمہ عن ابیہ وائل بن حجر لکھا ہے۔ حافظ ابن حجر تو تہذیب التہذیب میں علقمہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں حکی العسکری عن ابن معین انہ قال علقمہ عن ابیہ وائل بن حجر۔ حافظ ابن عبد البر استیعاب میں وائلؓ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ روی عنہ کلیب بن شہاب وابناہ عبد الجبار وعلقمہ ولم یسمع عبد الجبار من ابیہ فیما یقولون منہما علقمہ بن وائل۔ ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے روی عنہ ابناہ علقمہ وعبد الجبار وقیل ان عبد الجبار لم یسمع من ابیہ۔ سمعانی سے قول الجازم میں روایت لائی گئی ہے وفی الانساب السمعانی عبد الجبار من امہ عن ابیہ وہو اخو علقمہ۔ اس سے واضح ہوا کہ جہر آمین کی حدیث جسکو عبد الجبار بن وائل نے وائل سے روایت کی ہے منقطع ہے اور سر آمین کی روایت علقمہ بن وائل کی صحیح ہے۔ حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ نے تو کہا بھی ہے صحیح علی شرط المسلم۔

فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھے	مطلق قرأۃ بفحوائے فاقرؤا ما تیسر من القرآن کے فرض ہے۔ اور سورہ

فاتحہ اور کچھ اور چیز قرآن سے ضم کرنا واجب ہے (۱) امام ابو حنیفہ نے عطاء بن ابی رباح سے انھوں نے

ابی ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منادی فرمادی مدینہ میں کہ نماز بلا قرأت کے اگرچہ سورہ فاتحہ ہی صرف کیوں نہ ہو درست نہیں اور بخاری و مسلم نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اعرابی کو فرائض نماز سکھاتے ہوئے فرمایا تکبیر کہہ اور جو بھی قرآن سے تجھے یاد ہو پڑھ لیا کر۔

رکوع و سجود فرض ہے قال اللہ تعالے وارکعوا واسجدوا۔

(۱) امام ابوحنیفہ نے عبدالملک بن میسو سے روایت کی کہ سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ ہم کو پہلے تطبیق یدین کا حکم تھا پھر ہم کو دونوں ہاتھ زانوں پر رکھنے کا حکم ملا۔

(۲) ابن ماجہ نے وابصہ بن معبد سے روایت کی میں نے دیکھا سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رکوع میں پشت برابر رکھتے تھے طبرانی، اور بیہقی نے بھی ابن عباس اور ابوہریرہؓ سے بھی روایت کی۔

(۳) مسلم نے حضرت عائشہ سے ابن حبان اور ترمذی نے ابوحمید ساعدی سے روایت کی کہ رکوع میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک نہ جھکا ہوا رہتا تھا اور نہ اوٹھا ہوا رہتا تھا۔

(۴) ابوداؤد نے عقبہ بن عامر سے روایت کی جب فسبح باسمک العظیم نازل ہوئی فرمایا اس کو رکوع میں رکھو اور جب سبح اسم ربک الاعلی نازل ہوا تو فرمایا اسکو سجدہ کی تسبیح بنالو سبحان ربی العظیم تین مرتبہ کہے ترمذی ابوداؤد و ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہو

قیام بعد رکوع (۱) ابوبکر ابن ابی خیثمہ نے سیدنا علیؓ سے روایت کی کہ سیدنا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم رکوع سے سیدھے ہوتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تھے مسلم نے کتاب الصلوٰۃ باب اعتدال میں نافع سے کی ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہ نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر رض سے روایت کی کہ ہمارے ساتھ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی رکوع سے سر اوٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ فرمایا کسی نے پیچھے سے کہا ربنا لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ تو فرمایا کہنے والے نے کیا خوب جملہ کہا ہے۔

(۳) بخاری و مسلم نے ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا امام سمع اللہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔

سجدہ میں جاتے ہوئے گھٹنے پہلے ٹیکنا۔

(۱) ابو حنیفہ عن عاصم بن کلیب عن وائل بن حجر رض وائل نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے ٹیکتے تھے پھر ہاتھ اور جب اوٹھتے تھے تو پہلے ہاتھ پھر گھٹنے زمین سے اوٹھاتے تھے۔

(۲) ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد ابن ماجہ اور دارمی نے بھی وائل بن حجر رض سے یہی روایت کی کہ سجدہ میں تشریف فرماتے ہوئے پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے تھے۔

سجدہ میں دونوں ہاتھوں کے درمیان سر رہے

(۱) امام مسلم نے اپنی صحیح میں وائل بن حجر رض سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے سر مبارک کو سجدہ میں دونوں کف مبارک کے مابین رکھتے تھے۔

(۲) عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں اور امام طحاوی نے معانی الآثار میں براء بن عازب اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سجدہ میں بجائے

کو درمیان دونوں ہتیلیوں کے وضع فرمایا تھا۔

(۳) اسحاق بن راہویہ استاد امام بخاری نے اپنی مسند میں وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں اپنا سر مبارک رکھا اور آپ کے دونوں دست مبارک کانوں کے برابر تھے۔

پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اوٹھ کھڑے ہوجانا بیٹھنا نہیں امام محمدؒ نے کتاب الحج میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا سنت یہی ہے کہ اوٹھ کھڑے رہے صدور قدم پر اگر بوڑھا یا بیمار نہ ہو یا جسیم نہ ہو۔ ورنہ ہاتھ ٹیکے مگر صدور قدم پر ہی اوٹھے۔ چنانچہ ابن ابی عیاش نے روایت کی کہ اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی اور تیسری رکعت پر سیدھے کھڑے ہوجاتے تھے بلا جلسہ کے۔

(۱) ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صدور قدوم پر اوٹھ کھڑے ہوجاتے تھے۔ ان الصحابۃ اجمعو علی ترک جلسۃ الاستراحۃ (شرح ہدایہ ابوالخطاب حنبلی)

(۲) امام ابن ابی شیبہ اوستاد امام بخاری نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ آپ نماز میں سیدھے اوٹھ کھڑے ہوتے صدور قدم پر اور نہ بیٹھے تھے درمیان میں۔

(۳) امام ابوحنیفہ اور ابن ابی شیبہ نے سیدنا علیؓ سے روایت کی کہ آپ بھی بلا جلسہ کرنے کے سیدھے اوٹھ کھڑے ہوجاتے تھے صدور قدوم پر۔

(۴) امام ابوحنیفہ نے شعبی سے (جنھوں نے پانچسو صحابہ کی شاگردی کی) روایت کی کہ سیدنا عمر اور سیدنا علی اور اکثر اصحاب رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم نماز میں بلا جلسۂ استراحت کے سیدھے قدموں پر اوٹھ کھڑے ہوجاتے تھے امام شعبی امام ابوحنیفہ

کے اکبر اوستاد ہیں۔

(۵) ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ اور دارمی نے وائل بن حجر سے یہی روایت کی۔ امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ جلسۂ استراحت اکثروں کے عندیہ میں مستحب نہیں حضرات عمرؓ علیؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ ابن زبیر ابن عمر ابن عباسؓ کے عندیہ میں ضروری نہیں ہے۔

سجدہ میں ساتوں اعضا پر سجدہ ہونا چاہیئے

(۱) امام ابوحنیفہ نے عکرمہ سے اونھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مجھے سات اعضوں پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے وہ پیشانی دونوں ہاتھ دو گھٹنے اور دونوں قدم ہیں۔

پیشانی اور ناک دونوں سجدہ میں لگے رہنا۔

ابوداؤد اور نسائیؒ نے روایت کی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی ناک اور پیشانی سجدہ میں جماتے تھے اور دونوں کہنیوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے تھے۔ امام بخاری نے ابوحمید ساعدیؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سجدہ کیا تو اپنی ناک اور پیشانی زمین پر جمائی تھی۔ ابویعلی وطبرانی نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم زمین پر پیشانی کے ساتھ ساتھ ناک بھی رکھتے تھے۔

بین السجدتین رب اغفرلی کہنا امام ابوحنیفہ کے نزدیک مستحب ہے کما صرح بہ الطحاوی والامام محمد رحمتہ اللہ علیہما۔

(۱) ابوداؤد نے اور ترمذی نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم

دونوں سجدوں کے درمیان رب اغفرلی وارحمنی وارزقنی فرمایا کرتے تھے۔

(۲) نسائی و دارمی نے خدیفہ بن الیمانؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں سجدونکے مابین رب اغفرلی فرماتے تھے۔

(۳) عبدالرزاق اور بیہقی نے سیدنا علی کرم اللہ وجہ سے روایت کی کہ آپ بین السجدتین رب اغفرلی وارحمنی وارزقنی الخ فرماتے تھے۔

دونوں قعدوں میں (قعود فی الصلوۃ) بایاں پیر بچھائے اور سیدا کھڑا کرے اور بائیں پر ٹکے رہے

(۱) مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر دو رکعت کے بعد التحیات کہتے تھے اور بایاں پیر بچھاتے اور سیدھا کھڑے فرماتے تھے۔

(۲) مسلم نے حضرتہ عائشہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بایاں پچھاتے تھے اور سیدھا کھڑا کرتے امام نودی نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے فیہ حجتہ لابی حنیفہؒ ومن وافقہ ان الجلوس فی الصلوۃ یکون مفترشا سوا ئر فیہ جمیع الجلسات اس حدیث سے امام ابوحنیفہ اور اون لوگوں کے لئے حجتہ ہے جو ہر جلسہ نماز میں بایاں پیر بچھانا ضرور تصور کرتے ہیں۔

(۳) ابوداؤد نسائی امام احمد نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ انھوں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے پھر سجدہ کیا آپ نے پھر بیٹھا آپ نے بایاں پیر بچھا کر اور سیدھا کھڑے کئے ہوئے۔

(۴) امام احمد نے رفاعہ بن رافع سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابی کو حکم فرمایا کہ ہر جلسہ میں تو بائیں پیر پر بیٹھا کر۔

(۵) نسائی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ فرمایا نماز میں سنت یہ ہے کہ سیدھا پیر کھڑا

کرے اور بایاں بچھائے اور اوپر بیٹھے داہنے پیر کی اونگلیاں قبلہ رخ رہیں۔

(۶) امام ابوحنیفہ اور ترمذی نے وائل بن حجرؓ سے روایت کی کہ آنحضرت جب کبھی نماز میں قعدہ فرماتے تو بایاں پیر بچھاتے اور داہنا کھڑا کرتے تھے ترمذی نے کہا حدیث صحیح ہے اور کہا اسی پر اکثر اہل علم کا عمل ہے (باب کیف الجلوس فی التشہد)

(۷) سعید بن منصور نے اپنی سنن میں وائلؓ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے جب کبھی آپ قعدہ فرماتے تو بایاں پیر بچھا کر تشریف فرما ہوتے تھے سکے خلاف امام بخاری کی حدیث ابوحمید الساعدی سے جو ہے وہ منقطع ہے کیونکہ محمد ابن عمرو بن عطا کو ابوحمید ساعدی سے سماع ثابت نہیں اور عبدالحمید ابن جعفر ضعیف منکر ہے

امام صاحب کے نزدیک تشہد واجب ہے۔

تشہد ابن مسعودؓ

امام ابوحنیفہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے یہ تشہد سکھلایا التحیات للہ والصلوۃ والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ اسی تشہد کو بخاری مسلم ترمذی نسائی ابوداؤد ابن ماجہ بیہقی طبرانی۔ طحاوی حاکم ابن ابی شیبہ احمد ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے

(۲) عبدالرزاق نے مصنف میں معمر سے انھوں نے خصیف سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ تشہد کے اختلاف نے پریشان کر رکھا ہے آپ نے فرمایا التشہد تشہد عبداللہ ابن مسعودؓ۔ اخرجہ الترمذی ایضاً۔

(۳) امام ابوحنیفہ نے ابواسحاق سبیعی سے انھوں نے براء بن عازبؓ سے روایت کی کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہم کو قران جس طرح سے یاد کرواتے تھے اسی طرح تشہد بھی یاد کروایا تھا۔

اشارہُ بابہ | سنت ہے۔

(۱) مسلم نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشہد میں دونوں ہاتھ دونوں رانو پر رکھتے تھے اور یدہے ہاتھ کی انگلیاں سوائے بابہ کے بند فرما لیتے اور اشارہ فرماتے تھے اوس انگلی سے جو انگوٹھے کے نزدیک ہے۔

(۲) دارمی نے بسند جید وائل بن حجرؓ سے اور امام ابو حنیفہ نے خود وائل بن حجر سے روایت کی کہ آنحضرت نے نماز میں اشارہُ بابہ فرمایا تھا مسلم اور دارمی نے بھی ایسی ہی روایت کی نماز میں درود شریف سنت موکدہ ہے۔

درود شریف | (۱) امام نسائی۔ ابن مردویہ۔ خطیب اور ترمذی نے محمد بن الحنیفہ سے روایت کی انھوں نے اپنے والد سیدنا علے سے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز میں آپ پہ درود شریف کس طرح پڑھنا چاہیئے فرمایا اللھم صل علی محمد و علے ال محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی ال ابراہیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علے ابراہیم و علی ال ابراہیم انک حمید مجید۔

سلام | سلام کا لفظ کہنا امام صاحب کے نزدیک واجب ہے۔

(۱) امام ابو حنیفہ نے عطاء سے انھوں نے جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم یدہے اور بائیں طرف منھ پھیر کر سلام کرتے تھے۔

(۲) امام ابو حنیفہ نے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ یدہے جانب اور دوسرے مرتبہ بائیں جانب

سلام پھیرتے تھے۔

(۳) مسلم نے عامر بن سعد سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یدہے بائیں سلام پھیرتے وقت آپکے بیاض رخ انور بھی دیکھا کرتا تھا

(۴) ترمذی۔ نسائی ابو داؤد نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سیدہے جانب رخ انور پھیر کر السلام علیکم ورحمتہ اللہ فرماتے تھے اور ہم رخ انور کی تجلی دونوں وقت دیکھا کرتے تھے۔

مکتوبہ کے پہلی دو رکعتوں میں ہی سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ ہے اور بعد میں صرف فاتحہ یا تسبیح یا خاموش رہنا آیا ہے

(۱) بخاری و مسلم ابو داؤد نسائی اور ابن ماجہ نے ابو قتادہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر کی آخر دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑہتے تھے۔

(۲) اسحق بن راہویہ نے اپنی سند میں رفاعہ بن رافع انصاری سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم آخر کی رکعتوں میں فاتحہ الکتاب صرف پڑہتے تھے۔

(۳) طبرانی نے اوسط میں جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ سنت یہی ہے کہ رکعتیں اولی میں ضم سورہ کریں اور باقیوں میں صرف فاتحہ۔

(۴) امام محمدؒ نے روایت کی کہ عبد اللہ بن مسعود آخرئین میں کچھ بھی نہ پڑہتے تھے۔

(۵) امام ابو حنیفہ نے روایت کی کہ علقمہ اسود اور حارث سے مروی ہے یدنا علی اور عبد اللہ بن مسعود کہتے تھے اولئین میں فاتحہ و سورہ پڑہو اور آخرئین میں صرف تسبیح پڑہو مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک فاتحہ کا پڑہنا واجب ہے اور اسکا سہواً بھی ترک کرنا سجدۂ سہو

کا لزوم عائد کرتا ہے (رواہ الحسن عن ابی حنیفہ)

(۷) امام بخاری نے زہری سے انھوں نے عبیداللہ بن ابی رافع سے روایت کی کہ سیدنا علی اولیین میں قرأت فرماتے تھے الحمد اور سورہ کا اور آخریین میں عصر اور ظہر کے کچھ بھی نہ پڑھتے تھے۔

تشہد میں حدث ہوجائے تو نماز ہوجاتی ہے (۱) ترمذی اور ابن جریر نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ آخر جلسۂ نماز میں سلام کے پیشتر مصلی کو حدث ہو رہے تو نماز ہوچکی مگر اعادہ ضروری ہے۔

(۲) خطیب نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی آخر رکعت میں سلام سے پہلے اگر امام نے حدث کیا تو سب کی نماز ہوجاتی ہے۔

(۳) ابن جریر نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب امام آخر رکعت کے سجدہ سے سر اوٹھائے اور حدث کرے تو مقتدیونکی نماز بھی پوری ہوچکی

(۴) بیہقی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ آخر رکعت میں امام قعدہ میں بیٹھا اور قبل تشہد کے اوس کو حدث ہوگیا تو اوس کی نماز پوری ہوی۔

(۵) عبدالرزاق ابن جریر اور طبرانی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا آخر قعدہ میں بیٹھتے ہوے امام سے حدث ہوجائے تو امام اور مقتدیوں کی نماز ہوچکی۔

(۶) ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا آخر نماز میں امام نے قعدہ کیا اور تشہد پڑہنے سے قبل اوس کے حدث ہوچکا تو اوس کی نماز ختم ہوچکی۔

(۷) امام ابو حنیفہ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے روایت کی کہ سلام سے پہلے امام کو حدث ہو تو نماز ہو جاتی ہے مگر اعادہ اچھا ہے۔

سنت نمازین بارہ رکعتیں ہیں صبح سے پہلے دو ظہر کے قبل چار اور بعد دو اور عشا کے بعد دو۔

(۱) امام احمد ابو داؤد نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا صبح کی دو سنتیں ترک نہ کرو اگرچہ دشمن کے سوار تم کو نکالدیں۔

(۲) امام ابو حنیفہ اور بخاری و مسلم نے ام المومنین عائشہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام کسی اور سنت نماز ونکی اتنی حفاظت نہ فرماتے تھے جتنی کہ صبح کی سنت کی

(۳) مسلم نے روایت کی کہ آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا دنیا و مافیہا سے صبح کی دو سنتیں بہتر ہین۔

(۴) طبرانی نے حضرتہ عائشہؓ سے روایت کی کہ میں نے آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام کو سفر میں حضر میں صحت میں علالت میں کبھی ترک سنت فجر کرتے ہوے نہ دیکھا۔

(۵) مسند ابو یعلی میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ صبح کی دو سنت مت ترک کرو۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہہ دو رکعتیں سنت موکدہ بلکہ واجبہ ہیں کما صرح بہ علامتہ العینی فی شرحہ علی الہدایہ۔

ظہر کے قبل چار بعد دو (۱) بخاری و مسلم نے اور ابو داؤد و نسائی نے عائشہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم صبح کی دو سنت اور ظہر کے قبل کی چار کبھی چھوڑتے نہ تھے۔

(۲) امام ابو حنیفہ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والسلام

چار رکعت سنت بیک سلام قبل فرض پڑھا کرتے تھے۔

(۳) امام ابوحنیفہ نے مجاہد سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے بعد ہمیشہ دو رکعت پڑھتے تھے۔

مغرب کی دو سنتیں امام ابو داؤد طیالسی نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم دو رکعت بعد مغرب حجرہ مبارک میں پڑھتے تھے۔

جملہ بارہ رکعتیں سنت ہیں ابن جریر ترمذی نسائی ابن ماجہ ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ سے روایت کی جس نے قبل ظہر چار بعد دو اور مغرب کے بعد دو اور عشا کے بعد دو اور دو رکعت قبل فجر کے پڑھی تو اوس کا مکان جنت میں بنا بنایا رہتا ہے۔

مستحب چار قبل العصر۔ ابوداؤد۔ امام احمد۔ ابن خزیمہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا قبل عصر چار رکعت پڑھنے والے پر خدا تعالےٰ رحم فرمائے۔

چار بعد عشا ابوداؤد نے شریح بن ہانی سے روایت کی کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا نہیں پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عشا مگر میرے حجرہ میں پھر چار رکعتیں یا چھ رکعتیں ادا فرمائیں الخ۔

وتر کے تین رکعت متصل بدو سلام واجب ہیں۔

(۱) امام ابوحنیفہ نے ابی نضرہ منذر بن مالک سے انھوں نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وتر میں فصل نہیں۔

(۲) امام احمد نے سیدنا علی سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم تین رکعت بلافصل وتر کے پڑھتے تھے۔

(۳) نسائی۔ حاکم ترمذی۔ ابن ماجہ و ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تین رکعت وتر کے پڑھکر سلام کرتے تھے۔

(۴) ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے صغیر میں عائشہؓ سے روایت کی کہ وتر کی دو رکعتوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کبھی سلام نہ کرتے تھے۔

(۵) امام ابوحنیفہ نے پانچ طریقوں سے بسند صحیح عائشہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت تین رکعت وتر بدو سلام پڑھتے تھے اور پہلی میں سبح اسم دوسری میں قل یا تیسری میں قل ھو اللہ پھر تکبیر کہتے اور قنوت پڑھکر نماز پوری فرماتے تھے (اس حدیث کے اسناد یہ ہیں (۱) ابوحنیفہ عن حماد عن ابراہیم عن الاسود (۲) عن زبید بن الحرث الیامی عن ابن عمر

قنوت قبل رکوع ہے

(۱) ابو داؤد و نسائی نے ابی بن کعبؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وتر کی نماز میں قبل رکوع قنوت پڑھا۔

(۲) طبرانی نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم قنوت وتر میں قبل رکوع پڑھتے تھے۔

(۳) ابوحنیفہ ابن ابی شیبہ نے عبداللہ مسعودؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبل رکوع قنوت پڑھتے تھے۔

قنوت

(۱) ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبداللہ بن مسعودؓ سے ابوداؤد نے خالد بن ابی عمران سے امام طحاوی نے سیدنا عمر ابن الخطاب سے۔ عبدالرزاق۔ ابن ابی شیبہ اور بیہقی و امام ابوحنیفہ نے سیدنا علی سے روایت کی کہ یہ حضرات اللھم انا نستعینک و نستغفرک

الا منک بالکفار ملحق تک قنوت پڑھا کرتے تھے۔

ابو داؤد و ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ نے سیدنا امام حسن علیہ السلام سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے یہ کلمات وتر میں اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارک لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت فانک تقضی ولا یقضی علیک انہ لا یذل من والیت تبارکت ربنا وتعالیت سکھائے۔ بہتر ہے کہ دونوں جمع کر کے پڑھ لے۔

اقامت کے وقت سوائے فرض کے اور کوئی نماز نہیں

امام ابو حنیفہ نے عطا بن یسار سے اور عمرو بن دینار سے ان دونوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اقامت کہی جائے تو سوائے فرض وقت کے اور کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔

عشا کے پہلے کھانا امام ابو حنیفہ نے زہری سے انھوں نے انس بن مالک سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہ عشا کی اذان ہو اور شب کا کھانا بھی سامنے آجائے تو پہلے کھانا کھا لینا چاہیئے۔

ظہر و عصر بقول امام ابو حنیفہ بروایت حسن ایک سایہ تک آخر وقت ظہر ہے اور اول وقت عصر ایک سایہ ہو جانے کے بعد سے ہے یہی قول ہے محمدؒ ابو یوسفؒ زفرؒ اور حسن بن زیاد کا صاحب درمختار نے کہا فتویٰ اسی پر ہے۔ ابن ابی شیبہ امام احمد اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اول وقت نماز ظہر زوال کے ساتھ ہے اور آخر وقت ظہر جبکہ عصر کا وقت داخل ہوتا ہے الخ حاکم امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے میری امامت کی ایک دن تو ظہر پڑھائی زوال کے ساتھ اور عصر ایک سایہ کے ختم پر اور مغرب وقت افطار پر اور عشا غیاب شفق کے ساتھ اور فجر جبکہ روزہ دار پر کھانا پانی حرام ہوتا ہے۔ دوسرے دن آپ نے نماز پڑھائی ظہر کی ایک سایہ پر اور عصر دو سایہ پر مغرب تو افطار کے وقت اور عشا تہائی رات پر اور صبح جب اچھی روشنی ہو چکی پھر جبرئیل نے مجھ سے کہا اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔

امام محمدؒ نے مؤطا میں کہا کہ امام صاحب نے وقت عصر دو مثل پر اور صبح اسفار میں رکھا ہے مگر ہمارے نزدیک (ابو یوسف زفر اور محمد رحمتہ اللہ علیہم) سایہ جب ایک ہو جائے تو مثل کہلاتا ہے سوائے سایہ اصلی کے بس اسوقت عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے مگر امام ابوحنیفہ کا قول اس میں یہ ہے کہ عصر کا وقت داخل نہیں ہوتا ہے جب تک پورے دو سایہ نہ ہو جائیں۔

امام حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ سے روایت کی کہ امام نے فرمایا کہ وقت عصر ایک سایہ ہونے کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے امام ابو یوسف امام محمد امام حسن بن زیاد اور امام زفر تلامذہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین بھی ایک سایہ ہونے کے بعد سے عصر کے شروع ہو جانے کے قائل ہیں امام محمدؒ نے اسکو موطا میں اور مبسوط میں بیان بھی کیا ہے چنانچہ دُرِّ مختار میں بحو الہ فیض کرکی لکھا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ابو داؤد ابن ماجہ ابن ابی شیبہ وغیرہم نے جابر رضی اللہ عنہ کے توسط جو روایت کی ہے کہ آپ نے دو سایہ ہونے پر عصر پڑھی تھی اس سے محض اتنا نکلتا ہے کہ عصر کی نماز دو سایہ ہو جانے پر بھی پڑھنا جائز ہے کسی حدیث سے یہ ہرگز نہیں

نکلتا کہ وقت عصر دو سایہ کے بعد ہی داخل ہوتا ہے اوس سے پیشتر نہیں اور اسی پر
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے رجوع بھی فرمایا ہے چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ
نے معانی الآثار میں اور مولانا عبدالحی مرحوم نے تعلیق الممجد میں اس کی صراحت بھی کی ہے
امام طحاوی نے معانی الآثار میں روایت کی مجھ سے روایت کی ابن ابی عمران
انھوں نے ابن الثلجی سے انھوں نے حسن بن زیاد سے انھوں نے امام الائمہ امام ابوحنیفہ
رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ آخر وقت ظہر وہ ہے کہ جب سایہ ایک مثل ہو جائے
اور یہی ہے قول امام ابویوسف اور امام محمد رحمتہ اللہ علیہما کا اور اسی کو ہم ماخوذ
کرتے ہیں۔

طحاوی نے معانی الآثار میں (باب مواقیت الصلوٰۃ) لکھا ہے فثبت بذالک
اذا جمعوا فی ہذہ الروایات ان بعد ما یصیر ظل کل شیٔ مثلہ وقت العصر انہ محال ان یکون
وقتاً للظہر یعنے طحاوی کہتے ہیں ان ساری حدیثوں کے جمع کرنے کے بعد یہ ثابت ہوگیا
کہ ایک سایہ ہونے کے بعد وقت عصر شروع ہوتا ہے ایک سایہ ہو جانے کے بعد ہرگز
وقت ظہر رہتا نہیں۔ کیونکہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک سایہ ہو جانے کے بعد کسی دن بھی ظہر پڑھی ہو۔

پس فتویٰ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے دوسرے قول پر ہے کہ ظہر کا وقت ایک سایہ
تک ہے جس کی روایت امام صاحب سے حسن بن زیادؒ نے کی ہے اور یہی ہے قول امام ابویوسف
امام محمدؒ امام حسن امام زفر کا جو خاص شاگرد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ ایک سایہ کے بعد عصر کا
وقت داخل ہو جاتا ہے اور تاخیر اس نماز عصر کی دو سایہ کے بعد اسی طرح امام صاحب کے
پاس مستحب ہے جسطرح تاخیر نماز فجر کی اسفار میں ہے اگرچہ کہ وقت نماز صبح کا طلوع فجر

طلاق کے ساتھ ہی غیر صحیح ہو جاتا ہے چنانچہ در مختار و صاحب ملا ثار و عالمگیری و جمیعات و غیرہ میں یہی قول صحیح ہے۔

عدم رفع یدین

امام ابو حنیفہ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے اسود اور علقمہ سے ان دونوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے افتتاح نماز کے کبھی رفع یدین نہ فرماتے تھے۔

(۱) ابو داؤد طیالسی نے مسند میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع پر اللہ اکبر اور قومہ پر سمع اللہ لمن حمدہ اور سجود پر تکبیر کہا کرتے تھے۔

(۲) ترمذی و ابو داؤد اور امام احمد بن حنبل نے وکیع بن الجراح سے انھوں نے عاصم بن کلیب سے انھوں نے اسود اور علقمہ سے روایت کی کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے تلامذہ سے کہا میں تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی نماز پڑھکر دکھاتا ہوں پھر انھوں نے نماز پڑھی اور تکبیر تحریمہ کے وقت پر ہی ایک مرتبہ ہاتھ اوٹھائیے۔

(۳) امام احمد نے وکیع سے انھوں نے اسرائیل بن ابی اسحٰق سے انھوں نے علقمہ اور اسود سے روایت کی ان دونوں نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ اور عمرؓ کو نمازیں دیکھا کہ رکوع۔ قیام و سجود کے وقت صرف تکبیر کہا کرتے تھے اور رفع یدین نہ کرتے تھے۔

(۴) دار قطنی و ابن عدی نے محمد بن جابر سے انھوں نے حماد بن ابی سلیمان سے انھوں نے ابراہیم نخعی سے انھوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ عبداللہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما

کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے یہ بزرگوار سوائے افتتاح نماز کے پھر کبھی نماز میں رفع یدین نہ کرتے تھے (محمد بن جابر کو ابن عدی نے ثقہ کہا ہے ان سے سفیان ثوری، امام شعبہ، ابن عون اور ایوب نے حدیث لی ہے عینی)

(٥) امام ابوداؤد اور نسائی نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم افتتاح نماز پر رفع یدین فرماتے تھے پھر نماز بھر میں اوسکا اعادہ نفرماتے تھے۔

(٦) ترمذی اور ابوداؤد نے علقمہ سے روایت کی کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھکر تم کو دکھاتا ہوں پھر نماز پڑھی عبد اللہ نے اور سوائے اول وقت کے نماز بھر میں رفع یدین نفرمایا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے مگر امام ابن حزم نے کہا صحیح ہے۔

(٧) ابوداؤد نے براء بن عازبؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم افتتاح نماز کیوقت دونوں ہاتوں کو کانوں تک اوٹھاتے تھے پھر نماز بھر میں اوسکا اعادہ فرماتے نہ تھے حدیث صحیح ہے۔

(٨) ابوداؤد نے براء بن عازب سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو میں نے افتتاح نماز کے وقت ہی ہاتھ اوٹھاتے ہوے اور نماز بھر میں رفع یدین نفرماتے دیکھا ہے۔

(٩) امام ابوجعفر طحاوی نے ابن ابی داؤد سے انھوں نے نعیم بن حماد سے انھوں نے وکیع سے انھوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے عاصم بن کلیب سے انھوں نے عبد الرحمن بن اسود سے انھوں نے علقمہ سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے

نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی ان بزرگواروں نے سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ فرمایا۔ (ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور دارقطنی ابن عدی طبرانی اور بیہقی نے بھی اسکی روایت کی

(۱۱) دارقطنی نے حماد عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ کے طریقہ سے روایت کی عبداللہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی میں نے ان بزرگواروں کو افتتاح نماز کے سوا باقی نماز میں کبھی رفع یدین نہ کرتے دیکھا۔

(۱۲) امام ابوحنیفہ امام مسلم - ابن ابی شیبہ نسائی امام احمد بن حنبل اور ابو داؤد نے جابر بن سمرہ سے روایت کی کہ نکلے ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ہم رفع یدین کرتے تھے نماز میں آپ نے ہمیں ٹوکا اور فرمایا میں کیا دیکھ رہا ہوں نماز میں تم رفع یدین کرتے ہو جسطرح سرکش گھوڑے اپنی دم ہلاتے ہیں نماز میں ساکن کھڑے رہو۔ (اس سے بڑھکر اور کیا چیز عدم رفع کے لئے چاہیئے عینی)

(۱۳) طحاوی اور بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ عاصم بن کلیب سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہ افتتاح نماز ہی پر رفع یدین کرتے تھے پھر نماز میں نہ کرتے تھے۔

(۱۴) طحاوی و بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ بطریق زبیر بن عدی عن ابراہیم عن اسود سے روایت کی میں نے عمر فاروق کو نماز میں سوائے افتتاح کے رفع یدین کرتے نہیں دیکھا

(۱۵) طحاوی نے مجاہد سے روایت کی کہ میں نے عبداللہ بن عمر کے پیچھے نماز پڑھی آپ سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی وقت رفع یدین نہ کرتے تھے۔

(۱۶) امام ابوحنیفہ نے بطریق ابراہیم عن عبداللہ بن مسعود اور بیہقی و دارقطنی و طبرانی نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سات موطنوں کے سوائے اور کسی وقت رفع یدین نکئے جائیں ایک تو افتتاح صلوۃ میں۔ عیدین میں۔ استلام حجر اسود کے وقت۔ صفا مروہ پر عرفات کے نزدیک۔ مزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت۔

(۱۷) ابوبکر ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح مجاہد سے روایت کی ہیں نے عبداللہ بن عمر کو نماز میں سوائے افتتاح کے کبھی رفع یدین کرتے نہ دکھا۔

(۱۸) امام طحاوی نے کہا حدیث کہی مجھ سے ابن ابی داؤد نے اون سے نعیم بن حماد نے اون سے فضل بن موسیٰ نے اون سے ابن ابی لیلیٰ نے اون سے نافع نے اون سے ابن عمر نے اور نیز ابن ابی لیلیٰ کو حدیث کہی مقسم نے اون کو ابن عباس نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ اوٹھائے جائیں ہاتھ مگر سات جگہوں میں افتتاح نماز پر الخ۔

رفع کی حدیثوں میں حدیث براء ابن عازب بھی ہے امام یحییٰ بن معین اور امام احمد نے کہا رفع یدین میں حدیث براء جو آئی ہے وہ موضوع ہے۔ رفع یدین کی نسبت جو ثابت حدیثیں آئی ہیں اون میں ابوحمید ساعدی کی حدیث سب سے پہلے ہے۔ اسکی نسبت محدثین کی یہ آراء ہیں کہ۔

(۱) امام احمد نے اس حدیث کی روایت میں رفع عندالرکوع کو ذکر نہ کیا ہے۔

(۲) مزید براں اسکے رواۃ میں عبدالحمید بن جعفر ضعیف ہے بلکہ مطعون ہے یہ قدریہ تھے اور وہم میں مبتلا تھے۔

(۳) دوسرا راوی محمد بن عمرو بن عطا ہے اس نے نہ قتادہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور نہ

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ علامہ ابن حزم نے کہا عبدالحمید کا یہی وہم
تھا اس نے محمد بن عمرو بن عطا کو ابو حمید کا راوی بیان کیا ہے حالانکہ ان کے درمیان
ایک مجہول شخص ہے طحاوی نے کہا کہ عبدالحمید ضعیف ہے محدثین کے نزدیک اور اس
سے حجت نہیں پکڑتے ہیں اور محمد بن عمرو نے اس حدیث کو نہ ابو حمید ساعدی سے
سنا اور نہ اون صحابہ سے سنا جو ابو حمید کے ساتھ اوس روز تھے محمد بن عمرو اور ابو حمید
یا اون صحابہ کے درمیان کوئی گمنام شخص ہے۔ کیونکہ عطاف بن خالد نے اسی حدیث
کی محمد بن عمرو بن عطا عن رجل عن ابی حمید کے طریقہ سے روایت کی ہے جسکو میں نے
جلوس الصلوٰۃ میں لکھا ہے۔

اگر کہا جائے کہ بیہقی نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے کہا ہے کہ محمد بن عمرو بن عطا
کو ابو حمید ساعدی سے سماع حاصل تھا ہم کہتے ہیں کہ امام الائمہ شعبی کہتے ہیں کہ محمد بن
عمرو نے نہ ابو حمید ساعدی کو دیکھا نہ سنا اور شعبی حجت ہیں کیونکہ امام شعبی کے ہمعصر محمد بن
عمرو تھے امام بخاری اوس وقت وجود میں نہ آئے تھے۔ اس کے ساتھ تاریخ شاہد ہے کہ
ابو حمید ساعدی اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہما محمد بن عمرو کے زمانہ میں زندہ نہ تھے قتادہ
۵۴ھ میں اور ابو حمید خلافت امام حسن علیہ السلام علیہما میں انتقال کر گئے۔ رہے ابو قتادہ
تو حضرت علی نے ابو قتادہ کی نماز جنازہ پڑھی ہے دطحاوی معانی الآثار صفحہ ۲۸۷،
رفع یدین کی دوسری حدیث انس بن مالک کی ہے۔

(۳) محدثین کا اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک سوائے عبدالوہاب ثقفی کے
کسی اور نے اس حدیث کو مرفوع نہ کیا بلکہ یہ موقوف ہے۔ رفع یدین کی تیسری حدیث
ابو ہریرہؓ کی ہے جس کی ابن ماجہ نے روایت کی۔

اس میں اسمٰعیل بن عیاش ہے۔ حضرت نسائی نے کہا اسمٰعیل ضعیف ہے ابن حبان نے کہا کثیر الخطا ہے ابن خزیمہ نے کہا قابل حجت نہیں۔

(۴) رفع کی چوتھی حدیث وائل بن حجر کی ہے جسکو ابوداؤد نسائی وغیرہم نے نکالا ہے۔ چونکہ یہ روایت حضرات عبداللہ بن مسعود۔ عمر۔ اور سیدنا علی کے خلاف لہذا قابل اعتماد نہیں کیونکہ وائل کو صرف ایک دن کی صحبت تھی اور حضرت علی و عبداللہ بن مسعود کو تیئیس ۲۳ سال کی صحبت حاصل تھی حضرت علی و عبداللہ کے مقابلہ میں ایسا ہی شخص ہوتا تو مناسب تھا اور شہادت قابل حجت ہوتی تھی۔

(۵) رفع کی پانچویں حدیث سیدنا علی کی ہے جس کو ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

اس کے خلاف میں خود سیدنا علیؓ سے عدم رفع کی روایت امام ابوحنیفہ ابوبکر ابن ابی شیبہ۔ طیالسی۔ طحاوی۔ امام محمد اور ابوداؤد نے نکالی ہے۔ اور ابوحنیفہ کو حضرت علی سے بیک واسطہ روایت کی سعادت ہے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں رفع یدین کی دو حدیثیں لائی ہیں۔ ایک حدیث عبداللہ بن عمر کی ہے تین طریقوں سے مروی ہے اور دوسری حدیث ابوقلابہ کی ہے۔

نیز امام بخاری نے رسالہ رفع الیدین میں دعوی کیا ہے کہ رفع یدین میں ان دو حدیثوں سے بڑھکر صحیح حدیث کوئی نہیں مگر ان کی تنقید کے بعد انکی علوئے صحت خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔

حدیث عبداللہ بن عمر بطریق سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما دو طرح سے مروی ہے

(۱) قال البخاری حدثنا محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبداللہ قال اخبرنا یونس عن الزہری قال اخبرنی سالم بن عبداللہ عن عبداللہ بن عمر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس روایت میں یونس بن یزید ہیں انکی یاداشت نہ تھی غلطیاں بکثرت کرتے تھے اور منکرات کے راوی تھے لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

(۲) قال البخاری حدثنا ابوالیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری قال اخبرنا سالم عن ابیہ عبداللہ بن عمرؓ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

امام احمد بن حنبل اور دوسرے ہم عصر محدثین کہتے تھے کہ ابوالیمان کو شعیب سے سماع حاصل نہ تھا اور بیچ میں کوئی ایک مجہول شخص ہے۔ لہذا یہ روایت منقطع ہے۔ دوسری حدیث عبداللہ بن عمر بطریق نافع تین طرح سے مروی ہے۔

(۱) قال البخاری حدثنا عیاش قال حدثنا عبدالاعلی قال حدثنا عبیداللہ عن نافع ان ابن عمر کان اذا دخل فی الصلواۃ کبر ورفع یدیہ الخ۔

(۲) قال البخاری رواہ حماد بن سلمہ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر مرفوعاً۔

(۳) قال البخاری ورواہ ابن طہمان عن ایوب وموسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر الخ

یہ تینوں طریقے بھی ٹھیک نہیں ہیں پہلے طریقہ میں عبدالاعلے معتزلی ضعیف اور کم یاد کا شخص ہے دوسرے میں حماد بن سلمہ ہے۔ انکا حافظہ آخر عمر میں خراب رہا اور اختلاط کیا کرتے تھے تیسرے میں موسیٰ ابن عقبہ ہیں انکی ساری روایتیں جو نافع سے ہیں محدثین کے پاس غیر ثابت ہیں اور ابن طہمان ثقہ وعدول تو ہیں مگر انکی روایتوں میں لاینحل باتیں ہوتی ہیں اگر ابراہیم بن طہمان سے کوئی ثقہ روایت کرے تو حجت ہوسکتی ہے مگر بخاری نے یہ تبلایا نہیں کہ ابراہیم سے کس نے سنا البتہ امام بیہقی جنکو اپنے مذہب کی تائید کے لئے حدیث کی بڑی تلاش تھی اس تعلیق بخاری کو موصول کرکے کہتے ہیں حدثنا ابوالحسن محمد ابن الحسین العلوی حدثنا احمد بن محمد بن الحسن

حدثنا احمد بن یوسف السلمی حدثنا عمرو بن عبداللہ بن زرین السلمی حدثنا ابراہیم بن طہمان عن ایوب وموسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر مگر افسوس ہے کہ ابراہیم بن طہمان کو محمد بن عبداللہ بن عمار نے ضعیف کہا اور دوسروں نے مضطرب الحدیث لکھا ہے دارقطنی اور ابی اسحٰق نے کہا یہ مرجی ہیں انکی حدیث رفع یدین منکر ہے۔

تیسری حدیث ابو قلابہ کی ہے۔

قال البخاری حدثنا اسحٰق الواسطی قال حدثنا خالد بن عبداللہ عن خالد عن ابی قلابہ انہ رائی مالک بن الحویرث اذا صلّی رفع یدیہ الخ۔

مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو بیس دن کی صحبت تھی اور ابو قلابہ کے شاگرد خالد سئی الحفظ تھے شعبہ نے انہیں مجروح کہا تھا۔ ابو حاتم کہتے ہیں وہ ناقابل حجت ہیں۔ یہ حدیث موقوف تھی سو تھی ضعیف بھی نکلی۔ رفع یدین کی جتنی حدیثیں آئی ہیں وہ سب کی سب صغار صحابہ سے مروی ہیں امام بخاری کا یہ کہنا کہ حسن بصری اور حمید بن ہلال کہتے ہیں کہ سارے صحابہ رفع یدین کرتے تھے بدا ہتہ ہے کیونکہ نہ حسن بصری نے سارے صحابہ کو دیکھا اور نہ حمید نے عبداللہ بن زبیر سے روایت ثابت ہوی کہ آپ نے فرمایا رفع یدین آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ میں منسوخ ہوگیا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حدیث ابن عباس میں صرف سات جگہ رفع یدین کا حکم فرمایا اور حدیث جابر بن سمرہ میں اسکنو فی الصلواۃ کا حکم فرمایا عدم رفع نکرنے والوں میں سیدنا ابوبکر الصدیق۔ سیدنا عمر۔ سیدنا عثمان سیدنا علی اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے خود روایت کی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خلفائے راشدین سیدنا ابوبکر اور عمر کے ساتھ نماز پڑھی ہے سوائے تکبیر تحریمہ کے یہ بزرگوار نماز بھر میں کبھی رفع یدین

کرتے تھے اور یہ حدیث صحیح ہے جس کی روایت امام ابوحنیفہ امام مالک امام احمد بن حنبل امام ابن ابی شیبہ امام طحاوی۔ ابن عدی۔ دارقطنی وغیرہم نے کی ہے اور ان کی صحت کا اعتراف بھی کیا ہے۔

نیز طحاوی ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حسن بن عیاش کے طریقہ سے روایت کی کہ امام اسود نے جو عبداللہ بن مسعود کے خاص شاگرد تھے جنھوں نے سیدنا ابوبکر الصدیق۔ سیدنا عمر سیدنا عثمان۔ سیدنا علی۔ سیدہ عائشہ کی خاص تعلیم سے استفادہ حاصل کیا ہے جنھوں نے حذیفہ۔ معاذ بلال جابر بن عبداللہ اور امہات المومنین۔ زید بن ثابت۔ ابی بن کعب سعد بن ابی وقاص۔ عباس۔ زبیر بن العوام۔ سعید بن زید۔ عمار بن یاسر۔ جناب سلمان ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم جملہ یکہزار پانسو سے زیادہ صحابیوں سے حدیث سنی تھی۔ حدیث بیان کی کہ میں نے سیدنا عمر کو نماز میں دیکھا آپ صرف اول تکبیر کے وقت رفع یدین فرماتے تھے۔ نیز طحاوی امام محمد ابن ابی شیبہ نے عاصم بن کلیب سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ سیدنا علی اول تکبیر پر نماز میں رفع یدین کرتے تھے پھر نہ کرتے تھے۔

نیز طحاوی زیلعی ابوداؤد ابن ابی شیبہ امام محمد نے مجاہد سے اور امام محمد نے عبدالعزیز بن حکیم سے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رفع یدین نہ کرتے تھے سوائے تکبیر تحریمہ کے وقت غرض یہ ہے کہ مدینہ والوں نے حضرت علی۔ حضرت ابن عمر۔ حضرت ابوہریرہ سے رفع کی روایت کی اور کوفہ والوں نے انہیں حضرات سے عدم رفع کی حدیثیں پیش کی ہیں چونکہ امام مالک مدینہ والوں کی حدیث سے زیادہ واقف ہیں پس انکا قول قابل اعتماد ہے اون سے یہ روایت ہے لا اعرف رفع الیدین فی شیٔ من الصلوٰۃ الا فی افتتاح الصلوٰۃ «مدونہ امام مالک» لہٰذا ابوحنیفہ کا عدم رفع صحیح ثابت ہوا۔

چھٹے سلطان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فقہ حنیفہ کے بانی مبانی ہیں انپر ابو حنیفہ کا دار و مدار ہے
انکی کنیت عبد البو عبد الرحمٰن ہے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معتمد از معتمد خاص خلوم ہیں آپنے سال اول میں حضرت ابوبکر الصدیق
کے کہنے پر بعد حضرت عثمان و زبیر و سعید و ابن عوف کے ایمان لائے آپ سابقین اولین سے ہیں۔
کبار مدرکین نبلاء فقہاء صحابہ اور اعلم بالقرآن اولاً آپ مفتی تھے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کی زبان مبارک سے ستر سورے۔ قران کے حفظ فرمائے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم
آپ سے قرآن سنتے تھے فرمایا بھی جیسا قرآن اترا ہے ایسا ہی اگر کسی کو سننا منظور ہو تو ابن ام عبد یعنے
عبداللہ سے سنے۔ آپ سفر اور حضر میں آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام کے ہمراہ رہا کرتے
تھے آپ حضور سرور عالم علیہ الصلواۃ والسلام کا بستر مبارک۔ وضو کا لوٹا جائے نماز
اور مسواک مقدس ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کفش
بردار تھے جب مجلس میں حضور تشریف فرمائے ہوتے تو نعلین مبارک اوتار کر بغل میں رکھ لیتے تھے اور
جب برخاست فرماتے تو جوتیاں پہنایا کرتے تھے۔ جلوت اور خلوت میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ والہ وسلم کے رحلت فرمانے تک ساتھ نہ چھوٹا آپ حضور سرور عالم علیہ الصلواۃ والسلام
کے عبادت۔ اخلاق اور عادات کے عالم بن گئے تھے راستہ میں حضور سرور عالم علیہ السلام
کے آگے آگے عصائے مبارک لئے چلا کرتے تھے۔ سیدنا ابوبکر الصدیق اور سیدنا عمر آپ کی
بڑی تعظیم فرماتے تھے اور حضرت علے آپ کو بہت چاہتے تھے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کی حدیث حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خاص لفظوں میں ادا فرماتے تھے
اور اپنے شاگردوں پر بھی اس امر کی پابندی کرواتے تھے ۳۲ھ میں آپنے وفات پائی
رضی اللہ عنہ وعلیہم اجمعین حنیفہ حضرات علی و عمر و حضرت عبداللہ کے کہنے سے رفع یدین نہیں
کرتے ہیں جنہوں نے ۲۳ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پشت مبارک کے پیچھے

نماز پڑھی تھی ان کی روایت عدم رفع کے آگے کسی اوصغیر سن صحابی یا کبھی کبھی حاضر ہونے والے صحابی کی روایت رفع کو ترجیح نہیں دی جا سکتی کیونکہ صغیر سن صحابہ آخر صف میں ہوا کرتے تھے۔

قرأت خلف الامام

امام ابو حنیفہ نے کہا کہ مقتدی امام کے پیچھے نہ سورہ فاتحہ پڑھے اور نہ کوئی سورہ پڑھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے۔ واذا قری القران فاستمعوا وانصتوا جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش ہو رہو اور قرآن سنو۔ یہ آیت قرأت فی الصلوٰۃ میں اتری: چنانچہ

(۱) طراز المحدثین ابن مردویہ نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے روکنے میں نازل ہوئی۔

(۲) حافظ عماد ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں روایت کی کہ علی بن طلحہ نے حدیث کہی کہ عبد اللہ بن عباس نے اس آیت کی تفسیر یوں کہی جب قرآن پڑھا جائے نماز فرض میں تو چپ رہو اور سنو۔

(۳) بغوی نے معالم التنزیل میں فیصلہ یہ کیا ہے کہ بڑی جماعت کا مذہب یہ ہے کہ آیت قرأت نماز کے متعلق ہے اور عبد اللہ بن مسعود نے جب نماز میں امام کے پیچھے لوگوں کو قرآن پڑھتے سنا تو فرمایا واذا قری القران فاستمعوا له وانصتوا۔

(۴) علامہ ابن عبد البر نے شرح موطا میں لکھا ہے کہ یہ آیت نماز کی قرأت کی نسبت ہے اور اس پر اجماع ہے۔ اور اسی پر قول نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی شاہد ہے کہ جب امام قرأت پڑھے تو چپ رہو اور اس حدیث کو مسلم اور احمد نے صحیح کہا ہے بس ظاہر قرآن

اور حدیث سے گریز نہیں۔

(۵) بیہقی نے کہا کہ امام احمد بن حنبل نے لکھا ہے کہ اجماع ہو چکا ہے کہ یہ آیت نماز میں اتری ہے

(۶) اور مدارک میں ہے کہ جمہور صحابہ کا یہ قول ہے کہ آیت مقتدی کے استماع قرأت پر نازل ہوی ہے۔

حدیث امام احمد ابوبکر بن ابی شیبہ طحاوی ابن ماجہ احمد بن منیع اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور امام ابوحنیفہ نے موسیٰ سے انھوں نے عبداللہ بن شداد سے انھوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جبکا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔ موسیٰ ثقۃ عابد۔ عبداللہ بن شداد بن الہاد ولد من النبی من کبار التابعین الثقات الفقہاء السادات مات [۸۱ھ]

(۲) امام احمد۔ ابونعیم ابن ابی شیبہ نے مالک بن اسمٰعیل عن حسن بن الصالح عن ابی الزبیر عن جابرؓ سے حدیث نکالی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اوس شخص کے لئے جبکا امام ہو امام کی قرأت اوس کی قرأت ہے (مالک بن اسمٰعیل سبط حماد بن ابی سلیمان ثقۃ متقن صحیح الکتاب عابد روی عنہ مسلم حسن بن صالح الثوری ثقۃ فقیہ عابد تقریب)

(۳) امام ابوحنیفہ بیہقی طحاوی دارقطنی ابن عدی نے جابرؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے اوس کے لئے امام کی قرأت ہی اوس کی قرأت ہے۔

(۴) امام بخاری و مسلم نے سیدنا علی کرم اللہ وجہ سے روایت کی آپ نے فرمایا سنت یہی ہے کہ ظہر اور عصر میں امام سورۂ فاتحہ اور سورہ آہستہ پڑھے اور مقتدی چپ کھڑے رہیں

(۵) مسلم ابوداؤد نسائی امام احمد اور ابن ماجہ نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام قرات پڑھے تو چپ ہو رہو۔
(۶) مسلم۔ ابو عوانہ اور ابن ابی خزیمہ نے ابو موسیٰؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام قرأت پڑھے تو چپ ہو رہو اور سنو۔
(۷) مسلم۔ دار قطنی۔ عبدالرزاق ابن ماجہ نسائی اور امام احمد نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لئے ہوتا ہے کہ اوس کی اقتدا کی جائے۔ جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب قرأت پڑھے تو چپ سنو۔
مسلم اور امام احمد نے کہا کہ جملہ اذا قرأ فانصتوا صحیح ہے بعضوں نے جو کہا اس کے ایک راوی ابو خالد کا یہ وہم ہے وہ غلط ہے حافظ منذری نے کہا کہ ابو خالد احمر سلیمان بن حبان کی کنیت ہے یہ وہ ثقہ راوی ہے کہ بخاری و مسلم دونوں نے اس سے حجت پکڑی ہے اور یہ اس روایت میں اکیلے نہیں بلکہ ابو سعید محمد بن سعید انصاری نے بھی فقرۂ واذا قرأ فانصتو کو روایت کیا ہے۔ ماردینی نے جوہر نقی میں لکھا ہے کہ ابو خالد ثقہ ہے اور نہایت مضبوط ہے حدیث میں اس سے واضح ہوتا ہے کہ تعصب سے ابو داؤد نے اس کو ابو خالد کا جو وہم تصور کیا ہے وہ غلط ہے کیونکہ مسلم اور ابو داؤد کے اوستاد امام بن حنبل نے اس حدیث کو فقرۂ واذا قرأ فانصتو کے ساتھ صحیح لکھا ہے۔
(شرح موطا ابن عبدالبر)
(۸) بیہقی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایک شخص کی نسبت جو امام کے پیچھے قرأت نہیں پڑھتا ہے۔ پوچھا کیا اوس کی نماز ہوتی ہے آپ نے فرمایا ہاں ہو جاتی ہے۔
(۹) امام مالک ابو داؤد نسائی ترمذی بیہقی دار قطنی نے ابو ہریرہ سے ایک طویل روایت

کی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے پیچھے قرات پڑھنے والوں کو ٹوکا تو لوگوں نے نماز جہر میں حضور کے پیچھے اوس روز سے قرأت پڑھنا ترک کر دیا (بیہقی نے لکھا یہ حدیث صحیح ہے)

(۱۰) دارقطنی نے سیدنا علی سے روایت کی کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا آیا امام کے پیچھے قرات پڑھوں یا چپ رہوں آپ نے حکم دیا بلکہ چپ رہ کیونکہ امام تیرے لئے کافی ہے۔ اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(۱) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا قرا فانصتوا امام اس لئے ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے وہ قرات پڑھے تو خاموش ہو رہو۔ بیہقی۔

(۲) سیدنا علی کرم اللہ وجہہ من قرا خلف الامام فقد اخطاء الفطرۃ جس نے امام کے پیچھے قرات پڑھی اوس نے خلاف شرع کیا (بخاری مسلم عبدالرزاق ابن ابی شیبہ دارقطنی)

(۳) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اذا صلی احدکم خلف الامام فلیصمت جس نے امام کے پیچھے نماز پڑھی وہ خاموش رہے (خطیب)

(۴) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سئل عبداللہ عن القراۃ خلف الامام قال لا کسی نے عبداللہ سے قرأت خلف امام کے متعلق پوچھا فرمایا نہ چاہیئے۔ (امام محمد عن ابی وایل)

(۵) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ لا قراۃ مع الامام فی شئی امام کے ساتھ کسی نماز میں بھی قرأت نہیں (مسلم طحاوی عن عطا ابن یسار عن زید)

(۶) جابر رضی اللہ عنہ لا صلوۃ لمن یقرا خلف الامام جس نے امام کے پیچھے قرات پڑھی اوسکی نماز نہیں (ترمذی)

(۷) جابر رضی اللہ عنہ من صلی رکعۃ لم یقرا فیھا بام القران فلم یصل الا وراء الامام جس نے

ایک رکعت بھی بلا فاتحہ پڑھی اوس کی نماز نہ ہوئی مگر امام کے پیچھے (امام مالک عن وہب بن کیسان)

(۸) سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ جمر، یعنی اوس کے منہ میں پتھر ہوں جو امام کے پیچھے پڑھتا ہے (عبد الرزاق عن علی)

(۹) زید بن اسلم نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن القراۃ خلف الامام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قرأت خلف امام سے منع فرمایا (عبد الرزاق)

(۱۰) بریدہ رضی اللہ عنہ ان من احسن صلوۃ الرجل ان یحفظ قراۃ الامام اچھی نماز کسی کی وہی ہے جس میں امام کی قرأت مقتدی کو یاد ہو جائے (نسائی عن عبد اللہ بن بریدہ رض)

(۱۱) بلال رضی اللہ عنہ امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا اقرأ خلف الامام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ امام کے پیچھے قرأت نہ پڑھوں (حاکم عن بلال فی تاریخہ)

(۱۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ اذا صلی احدکم مع الامام فحسبہ قراۃ الامام وکان ابن عمر لا یقرأ مع الامام امام کے ساتھ نماز پڑھنے والے کے لئے امام کی قرأت کافی ہے ابن عمر خود نہ پڑھتے تھے (امام مالک عن نافع)

(۱۳) ابن عباس رض تکفیک قراۃ الامام خافت او جہر یعنی جہر میں ہو یا سر میں امام کی قرأت کے لئے کافی ہے (عبد الرزاق عن ابن عباس رض) ابو الدرداء رضی اللہ عنہ۔

(۱۴) قلت لابن عباس اقرأ خلف الامام قال لا ابو درداء فرماتے ہیں میں نے ابن عباس سے پوچھا کیا امام کے پیچھے قرأت پڑھوں فرمایا نہیں چاہیے (نسائی عن ابی الدرداء والطحاوی عن ابن عباس رض۔

(۱۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اذا قرأ فانصتوا جب امام قرأت شروع کرے تو چپ رہو

وسلم ابو داؤد ونسائی عن ابی ہریرہ ۔

(۱۶) ابو موسیٰ اشعریؓ واذا قرأ الامام فانصتوا جب امام قرأت پڑھے تو چپ ہو رہو (مسلم ابو داؤد ونسائی عن ابی موسیٰ)

(۱۷) عمران بن حصینؓ نهی عن القراۃ خلف الامام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأت خلف امام سے منع فرمایا (ابن ابی شیبہ عبد الرزاق عن بلال عن عمرانؓ)

(۱۸) ابو سعید الخدریؓ لیس علی من خلف الامام قراۃ جو امام کے پیچھے ہو اس پر قرأت نہیں (حاکم عن ابی سعیدؓ)

ترمذی نے باب قرأت خلف الامام میں لکھا کہ امام احمد نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن یقرأ بفاتحۃ الکتاب کے یہ معنے لئے ہیں کہ قرأت فاتحہ کے بغیر منفرد کی نماز نہیں ہوتی ہے اور حدیث جابر بن عبد اللہ سے جو مالک نے روایت کی ہے کہ بلا فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی مگر امام کے پیچھے حجت لی ہے ۔

ایک روایت امام ابو حنیفہ سے یہ آئی ہے کہ نماز سر میں الحمد آہستہ پڑھنا مضائقہ نہیں اور امام محمد بھی اسی کے قائل ہیں ۔

قال ابو حنیفہ حدثنی سعید ابن جبیر اقرأ خلف الامام فی الظہر والعصر ولا تقرأ فیما سوی ذالک ابو حنیفہ کہتے ہیں سعید بن جبیر نے مجھ سے کہا کہ ظہر اور عصر میں امام الکتاب پڑھ لیا کرو اور باقیوں میں کچھ نہ پڑھو ۔

صاحب ہدایہ نے کہا مستحسن ہے قرأت مقتدی کی نماز ظہر و عصر میں امام کے پیچھے امام محمد کے نزدیک بطور احتیاط کے ۔

مقتدی کی قرأت فاتحہ پر ذیل کی حدیث کے سوا اور کوئی حدیث صریح الدلالۃ نہیں آئی ہے

اور حدیث یہ ہے۔

عن عبادہ بن الصامت قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبح فثقلت علیہ القرأۃ فلما انصرف قال انی اراکم تقرؤن وراء امامکم قال قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال تفعلوا الا بام القرآن فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرا بہا (رواۃ الترمذی وقال حسن وقال الدارقطنی جید الاسناد) اور امام زیلعی نے کہا امام احمد نے اور ایک جماعت نے اس حدیث کو ضعیف کہا اور ابن معین نے کہا الا بام القرآن فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرا بہا حدیث نبوی نہیں اس کے علاوہ راویان حدیث بالا میں ایک شخص محمد بن اسحق بن یسار ہے اور یہ شخص جھوٹا مانا گیا ہے۔

یحییٰ قطان کا قول ہے میں خدا کی گواہی سے کہتا ہوں کہ ابن اسحاق جھوٹا ہے۔

سلیمان تیمی کا قول ہے کہ محمد ابن اسحاق کذاب ہے۔

امام مالک کہتے ہیں کہ ابن اسحاق ناقابل حجت ہے۔

نسائی کہتے ہیں وہ ضعیف ہے۔

ابن حجر کہتے ہیں وہ مدلس ہے۔

نووی کہتے ہیں ابن اسحاق میں تدلیس کے سوائے اور کیا ہے۔

ابوزرعہ کہتے ہیں ناقابل حجت ہے۔

تقریب میں ہے کہ وہ مدلس تھا۔

جب اس کے ایک راوی کی یہ حالت ہو تو حدیث پر اعتماد کیونکر کیا جا سکتا ہے خصوصاً جب کہ بقول امام یحییٰ بن معین جملہ استثنائیہ الحاقی ثابت ہے۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے اور دو طریقوں سے روایت کیا ہے اوس کے پہلے طریقہ میں

نافع بن محمود مجہول شخص ہے تقریب التہذیب کے صفحہ ۲ ۶ میں لکھا ہے نافع بن محمود مستور ہے دور ثالثہ کا اور جوہر النقی میں ہے حافظ ابن عبد البر نے کہا وہ مجہول ہے اور طحاوی نے کہا پہچانا گیا نہیں ۔

اسکے دوسرے طریقہ میں مکحول شامی ہے ترمذی کے صفحہ ۴۲ میں جلد ثانی کے لکھا ہے مکحول نے حدیث سنی واثلہ بن الاسقع اور ابی ہند الداریؓ سے اور انسؓ سے اور کہا گیا ہے امر اوس نے سوائے ان تین صحابہ کے اور کسی سے نہ سنا علامہ ابن حجر نے تہذیب میں کہا کہ ابوبکر بزاز نے لکھا ہے کہ مکحول نے ایک جماعت صحابہ عبادہ بن صامت ابو درداء خذیفہ ابوہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایتیں کردی ہیں حالانکہ ان میں سے کسی سے بھی حدیث نہ سنی ہے ۔ چونکہ عبادہ بن صامت سے مکحول کا سماع ثابت نہیں لہذا یہ حدیث منقطع ہے چونکہ نافع بن محمود مجہول ہے لہذا یہ حدیث منکر بھی ہے ۔

علامہ عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ حدیث من کان لہ امام فقرات الامام قراۃ کو ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا جن میں جابر بن عبداللہ ۔ عبداللہ بن عمر ابوسعید ابوہریرہ ابن عباس اور انس بن مالک بھی ہیں اور نیز اسی صحابیوں نے قرات خلف الامام سے منع فرمایا ہے جن میں حضرت عمر حضرت علے حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس ابوموسی اور زید بن ثابت اور ابوسعید ہیں اور عبداللہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ پیچھے قرأت پڑھنے سے حضرات ابوبکر عمر عثمان ۔ علی ۔ عبداللہ بن مسعود ۔ عبدالرحمن بن عوف ۔ سعد بن ابی وقاص ۔ زید بن ثابت ۔ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم منع کرتے تھے ۔

دو رکعت سنت فجر اقامت کے بعد بھی واجب الادا ہیں اگر نماز صبح جماعت کے ساتھ نہ ملنے کا

خوف نہ ہو۔

(۱) طحاوی نے معانی الاثار میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کی انھوں نے مسجد میں دیکھا کہ امام نماز صبح پڑھا رہا ہے آپ نے کونے میں سنت ادا کی اور پھر جماعت میں شرکت کی

(۲) طحاوی نے روایت کی کہ سعید بن عاص نے عبداللہ بن مسعود وابو موسیٰ اور حذیفہ کو اپنے گھر بلایا یہ لوگ مسجد کو اس وقت پہونچے کہ صبح کی قامت ہو چکی تھی پس ابن مسعود کونہ میں سنت پڑھے اور جماعت میں جا ملے۔

(۳) طحاوی نے ابو مخلد سے روایت کی میں عبداللہ بن عمر اور ابن عباس کے ہمراہ صبح کی نماز کے لئے چلا امام نے نماز شروع کر دی تھی ابن عمر تو صف میں داخل ہو گئے مگر ابن عباس سنت پڑھکر فرض میں شریک ہوے جب امام نے سلام پھیرا ابن عمر طلوع تک بیٹھے رہے بعد طلوع دو سنت فجر ادا کیا۔

(۴) طحاوی نے محمد بن کعب سے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر نے بھی امام کے نماز فجر شروع کرنے کے بعد دو سنتیں ادا کیں اور پھر جماعت میں شرکت فرمائی یہی روایت نافع اور زید بن اسلم سے بھی عبداللہ بن عمر کی نسبت آئی ہے۔

(۵) طحاوی نے ابو عبداللہ سے روایت کی کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ جب امام صبح کی نماز شروع کر دیا ہوتا مسجد میں اگر آتے تو پہلے سنت ادا کر لیتے پھر جماعت میں شریک ہوتے صبح کی سنت اگر ترک ہو جائے تو بعد طلوع پڑھی جائے۔

امام بخاری و مسلم نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں عصر کے بعد کوئی نماز نہیں غروب تک۔ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو

وہ سنت فجر کی پڑہنے سے قاصر رہے اوسکو چاہیئے کہ بعد طلوع آفتاب کے پڑہے۔

تین آیتوں سے کم کی قرأت مکروہ ہے

امام ابوحنیفہ نے ابو محمدؒ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود کا قول یہ ہے کہ نماز میں تین آیتوں سے کم ضم کرنا گویا قرأت نہ پڑہنا ہے۔

سنن اور نوافل مکانوں پر افضل ہیں

امام ابوحنیفہ نے نافع سے نافع نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اپنے مکانوں میں بھی نمازیں پڑہا کرو اور اون کو قبرستان مت بناؤ۔

جمعہ کے قبل اور بعد کی چار رکعتیں

امام ابوحنیفہ نے سہل بن ابی صالح سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ جمعہ کے پہلے چار اور بعد چار سنتیں پڑہا کرو۔

غسل جمعہ مستحب ہے

امام ابوحنیفہ نے ابان سے انھوں نے انس بن مالک سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا جمعہ کے روز صرف وضو کرے یا غسل مگر غسل بہتر ہے۔

جماعت سنت ہے

ابوحنیفہ نے عطا سے انھوں نے عبداللہ بن عباس سے انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی جس نے چالیس روز باجماعت نماز ادا کی اللہ پاک اوس کو شرک اور نفاق سے بری فرماتا ہے۔

امام خطبہ سے پہلے ممبر پر بیٹھے

امام ابوحنیفہ نے عطیۃ العوفی سے انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انھوں نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم خطبہ سے پہلے ممبر پر تھوڑی دیر تشریف رکھتے تھے

مسافر کے لئے قصر

امام ابوحنیفہ نے مجاہد سے انھوں نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اللہ پاک نے تمھارے نبی کی زبان پر نماز کو مقیم کے لئے چار مسافر کے لئے دو اور خائف کے لئے ایک رکعت فرض کی ہے۔

نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں

(۱) حاکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پر آخری تکبیریں جو کہیں وہ صرف چار تھیں اور حضرت عمر نے چار عبد اللہ بن عمر نے چار اور حسن بن علی علیہما السلام نے سیدنا علے پر چار اور حسین بن علی نے سیدنا حسن پر چار مرتبہ تکبیریں کہی اور فرشتوں نے آدم علیہ السلام پر بھی چار ہی تکبیریں کہی تھیں۔

(۲) امام احمد بن حنبل نے بطریق عامر بن شقیق ابو وائل سے روایت کی کہ سیدنا عمر نے باجماع صحابہ چار تکبیریں مقرر کیں۔

(۳) ابو نعیم نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جنازہ پر آخری مرتبہ صرف چار تکبیریں کہیں یہاں تک کے آپ اس دنیا سے نقل فرمائیے

(۴) ابو عمرو نے استذکار میں سالم بن ابی خیثمہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ میں صرف چار تکبیریں کہیں پھر ثابت رہے سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم چار پر یہاں تک کے اوٹھا لیا حق سبحانہ نے آپ کو۔

(۵) حارث بن اسامہ نے اپنی مسند میں ابن عمر رض سے اسی طرح اور علامہ ابن حزم نے محلی میں کہا کہ زید بن ثابت نے اپنی ماں پر بھی چار تکبیریں کہیں۔

(۶) حازمی نے الناسخ والمنسوخ میں انس بن مالک سے کہ آخر مرتبہ آپ نے جنازہ پر چار تکبیریں کہیں یہاں تک اللہ نے آپ کو اوٹھا لیا۔

(۷) ابو حنیفہ نے طریف بن شہاب سے انھوں نے ابی نضرہ سے انھوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادہ ابراہیم پر چار تکبیریں کہیں اور ایسی ہی روایت کی زید بن ارقم براء بن عازب ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے ہے۔

(۸) ابو حنیفہ نے سعید بن المرزبان سے روایت کی عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے اپنے فرزند کے جنازہ پر چار تکبیریں کہی تھیں اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی اتنی ہی تکبیریں کہتے دیکھا ہے۔

نماز جنازہ مسجد میں ہو کیونکہ ام المومنین کے قول کا صحابہ نے انکار کیا اور کہا ما کانت الجنازۃ یدخل بہا المسجد (مسلم)

(۱) آنحضرت نے فرمایا مسجد میں نماز جنازہ ہو تو مردہ کو کوئی اجر نہیں (ابو داؤد از ابی ہریرہؓ)

(۲) ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا نماز جنازہ جو مسجد میں ہوتی ہے وہ لاشی محض ہے (رواہ امام احمد)

اس نماز میں قرآن نہ پڑھا جائے

(۱) امام مالک نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ نماز جنازہ میں حمد خدا کرے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھے اور مردہ کے لئے دعا مانگے۔

(۲) امام مالک نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے بھی قرأت نکی جنازہ پر۔

(۳) ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعا میت پر خلوص سے دعا کرو جنازہ کی نماز کے وقت اون صحابۂ کرام سے جو قرأت سورۂ فاتحہ نماز جنازہ میں نہ پڑھتے تھے بلکہ انکار کرتے تھے۔

سیدنا عمر سیدنا علی۔ عبد اللہ بن عمر ابو ہریرہ مشہور ہیں اور امام مالک نے بھی کہا کہ ہم مدینہ منورہ میں ہمارے زمانہ میں جنازہ کی نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا معمول نہیں ہے
(۴) ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز جنازہ میں اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا الخ پڑھتے تھے۔
(۵) ابن ماجہ نے واثلہ بن الاسقعؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میت پر دعائیں پڑھی تھیں۔
(۶) ابن ماجہ نے عوف بن مالک سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نماز جنازہ میں دعائیں پڑھتے میں نے سنا ہے۔
(۷) ابو نعیم نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل عن ابیہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میت پر پڑھنے کی دعائیں صحابہ کو تعلیم دیں۔
(۸) ابن حبان اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی آپ نے سرور عالم کو فرماتے سنا میت پر نماز پڑھتے وقت خلوص کے ساتھ دعا کرو۔
حسب ارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسلمان کی نماز جنازہ کی صرف چار تکبیریں ہیں۔
صلو علی موتاکم فی اللیل والنھار اربع تکبیرات (بیہقی عن جابر)
(۱) روی الطحاوی عن قتادہؓ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو میت کی نماز میں صرف چار مرتبہ تکبیر کہتے دیکھا ہے۔
(۲) طحاوی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نجاشی پر صرف چار تکبیر کہیں (دار قطنی عن عمرؓ) (وابن ابی شیبہ عن ابی ہریرہؓ)
(۳) طحاوی نے زید بن ثابتؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک

دفن شدہ میت کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی اور اوس میں صرف چار تکبیریں فرمائیں۔

(۴) طحاوی نے روایت کی کہ زید بن ارقمؓ نے ابو شریحہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی چار تکبیریں کہتے دیکھا ہے

(۵) طحاوی نے سہل بن حنیف سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ شب میں ایک عورت کا انتقال ہوا اور راتوں رات اوسکو دفن کر دیا گیا پس آپ آئے اوس نئی قبر پر اور نماز جنازہ پڑھی جس میں چار تکبیریں کہیں۔

(۶) ابی امامہ رضی اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں کہا کرتے تھے (طحاوی)

(۷) طحاوی نے عبد اللہ بن اوفی کا اپنے فرزند پر نماز پڑھنا اور صرف چار تکبیریں کہنا بیان کیا ہے عبد اللہ بن اوفیؓ سے جب سوال ہوا تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اتنی ہی تکبیریں کہتے دیکھا۔

(۸) طحاوی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نجاشی کی خبر سنکر مصلے تشریف فرمائے اور صف باندھی اور اوس پر چار تکبیریں فرمائیں (طبرانی میں خفیف)

(۹) طحاوی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میت پر چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔

(۱۰) طحاوی نے ابی عطیہ سے روایت کی کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود سے سنا کہ نماز جنازہ کی تکبیریں چار ہی تھیں۔

(۱۱) عبد الرحمٰن بن ابزی سے طحاوی نے روایت کی کہ سید ناعمرؓ نے حضرت زینبؓ کے جنازہ پر چار تکبیریں کہی تھیں (ابن سعد والبیہقی عنہ)

(۱۲) موسیٰ بن طلحہ سے طحاوی نے روایت کی کہ حضرت عثمانؓ نے جنازوں پر چار تکبیریں ہی پڑھی ہیں۔

(۱۳) عمر بن سعید سے طحاوی نے روایت کی کہ سیدنا علیؓ نے یزید بن المکفف کی میت پر چار ہی تکبیریں کہیں۔

(۱۴) زید بن طلحہ سے طحاوی نے روایت کی کہ عبداللہ بن عباسؓ بھی نماز جنازہ میں چار تکبیریں فرماتے تھے۔

(۱۵) طحاوی نے سیدنا حسن ابن علی سے روایت کی کہ آپ نے حضرت علی پر چار تکبیریں کہیں

(۱۶) ثابت بن عبید سے طحاوی نے روایت کی ہیں نے نماز جنازہ حضرت زید بن ثابت اور ابوہریرہ کے پیچھے پڑھی ان بزرگواروں نے صرف چار تکبیریں کہیں۔

نماز جنازہ پر صرف چار تکبیریں کہنا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آخری سنت ہے اور اسی پر اتفاق ہے عمر عثمان علی عبداللہ بن مسعودؓ قتادہ جابر زید بن ثابت زید بن ارقم سہل بن حنیف ابوامامہ عبداللہ بن ابی اوفی ابوہریرہ انس بن مالک عبداللہ بن عباسؓ سیدنا امام حسن اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم کا اور امام ابوحنیفہ سفیان ثوری ابویوسف اور امام محمد رحمتہ اللہ علیہم کا یہی فتویٰ ہے۔

(۱۸) ابن ماجہ نے حضرت عثمانؓ بن عفان سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عثمان بن مظعون کے جنازہ پر چار تکبیریں کہیں اخرجہ البغوی۔

(۱۹) ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہی کہتے ہیں۔

(۲۰) ابراہیم نخعی سے ابن سعد نے طبقات میں روایت کی کہ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کی قبر شریف پہ چار تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھی۔

(۲۱) ابونعیم نے معرفت میں میمون بن مہران سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے سیدنا ابوبکر پہ چار تکبیریں کہیں (اخرجہ ابن سعد عن سعید بن المسیّب)

(۲۲) ابن ابی شیبہ نے سہلؓ بن حنیف سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔

ہر مسلمان پر نماز جنازہ پڑھی جائے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر کلمہ گو پر نماز پڑھو اور ہر کلمہ گو کے پیچھے اقتدار کرو (ابونعیم طبرانی ابن ابی شیبہ عن ابن عمرؓ) فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مسلمان کی میت پر نماز پڑھو۔

(ابن ماجہ عن واثلہ بن الاسقع رضؓ)

مجموعۂ فقہ کتابت الصیانتہ میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے اپنے مجموعۂ فقہ کو جسکا باب اول باب الطہارۃ۔ دوسرا باب الصلوۃ۔ تیسرا باب الصوم۔ چوتھا باب الزکوۃ پانچواں باب الحج چھٹا باب الجہاد ساتواں باب المعاملات اور سب کا آخر باب المیراث تھا ہزار بھر شاگردوں کے مجمع میں جن میں اکابر محدثین۔ عمدہ مفسرین۔ اساطین اہل قیاس اعاظم اہل لغت اور مشاہیر اولیاء اللہ تھے تیار کروایا اس کی تدوین میں کامل بیس سال صرف ہوے اور جس میں امام صاحب کے چھ لاکھ فتاوے تھے۔ یہہ مجموعہ آج معدوم ہے کیونکہ امام ابویوسف اور امام محمدؒ نے اپنی تصنیفوں میں اسی مجموعہ کا نہایت شرح و بسط اور دلائل سے اندراج کر دیا ہے۔

امام ابویوسف کی ساری تصنیفوں کی فہرست ابن الندیم نے کتاب الفہرستہ میں دی ہے مگر صرف کتاب الخراج ہم کو یہاں ملسکتی ہے۔

امام محمدؒ	کی ساری تصنیفیں الحمد للہ آج ہماری ہاتھوں میں ہیں جن سے لکھو کہا مسائل امام رحمتہ اللہ علیہ سے ہمیں وقفیت حاصل ہوتی ہے اور ان میں جتنے مسئلے امام محمدؒ نے نقل کئے ہیں وہ سب روایتاً عن ابی حنیفہ ہیں اس لئے امام محمدؒ کی کتابیں فقہ حنفیہ کی بنیاد تصور کی جاتی ہیں۔
مبسوط	لابی یوسف القاضی امام محمدؒ نے اسپر اپنی شرح لکھی ہے۔
جامع صغیر	اس میں امام محمدؒ نے بتوسط ابی یوسف امام ابو حنیفہ کے کوئی ڈیڑھ ہزار مسئلے لکھے ہیں اسکی کوئی چالیس شرحیں ہوچکیں۔
جامع کبیر	یہہ بڑی ضخیم کتاب ہے اس میں امام صاحب کے فتوؤں کے ساتھ ابو یوسف اور زفر کے فرعیات بھی درج کئے ہیں اس کی ۴۲ شرحیں ہوچکیں۔
زیادات	جامع کبیر اس میں اون مسئلوں کا ذکر ہے جو ذہن سے اوتر گئے تھے پھر یاد پڑے
موطاء	حدیث میں جمع کی ہیں اور اوس میں ہر ہر حدیث کے تحت میں امام صاحب کے استنباطات بھی نقل کئے ہیں اس میں حدثنا مالک سے ہر حدیث کی ابتداء ہوتی ہے۔
کتاب الآثار	اس میں احادیث مرفوعہ اور موقوفہ تنقیح المسائل اور توضیح دلائل کیساتھ امام صاحب کے فتاوے درج کئے ہیں اس کتاب میں اکثر اخبرنا ابو حنیفہ سے ہر اثر شروع ہوتا ہے۔
کتاب الحج	امام محمدؒ نے ابو حنیفہ کے وفات کے بعد مدینہ جا کر امام مالک سے تین سال تک

حدیث سنی اور آپ کے موطا کی قرات حاصل کی واپس ہو کر آپ نے یہہ کتاب امام کے
اون تلامذہ کے رد میں لکھی جو ابوحنیفہ پر حدیث کی بے اعتنائی کا الزام لگاتے تھے پہلے
آپ امام ابوحنیفہ کا فتویٰ لکھتے ہیں پھر مدینہ والوں کے فتوے لکھتے ہیں اور امام صاحب
کے قول کو حدیث۔ اثر اور عقل سے ثابت کرتے جاتے ہیں یہ کتاب لاجواب ہے۔

سیر صغیر و کبیر پہلے آپ نے صغیر لکھی اسپر امام اوزاعی نے کہا کہ عراقیوں کو سیر سے کیا نسبت
اسپر آپ نے کبیر بھی لکھی جس کے ۶ مجلد تھے امام محمد نے اس کتاب کو ۶۰ جزوں
پر لدوا کر ہارون الرشید کے پاس روانہ کیا پادشاہ نے شہزادوں کو امام صاحب کی خدمت
میں روانہ کیا تا کہ خود امام محمد سے وہ سند حاصل کریں۔

امام ابوحنیفہ اور مجاہدہ امام صاحب نہ صرف فقہا اور محدثین کے امام اور ارباب ظواہر کے راس،
درئیس تھے بلکہ اپنے وقت کے عرفا اور صوفیا کے بھی مسلمہ شیخ اور رہبر
تھے۔آپ کا مرتبہ نہ صرف علوم کسبیہ میں بلند تھا بلکہ علوم وہبیہ میں بھی
آپ کا پایہ ممتاز تھا۔چنانچہ حضرت شیخ محی الدین عربی فتوحات کے باب الوصایا میں لکھتے
ہیں کہ ائمہ مجتہدین پر طعن و تشنیع نہ کیا کرو یہ عوام کا شیوہ ہے۔ ائمہ مجتہدین کا قدم اسرار شریعت
میں اوسی طرح راسخ تھا جیسے ظاہر شریعت میں تھا۔گو یہ لوگ بغلبۂ ظن حکم کرتے ہیں مگر اون کا
ظن بھی علم الیقین ہی تھا۔ یہ بزرگوار شریعت کی تدوین کی وجہ سے انبیا و مرسلین کے زیر قدم
ہیں نیز فتوحات ب ۳۱۶ میں فرماتے ہیں ورثۃ الانبیاء حقیقۃً ائمہ مجتہدین ہی ہیں کیونکہ حق
اجتہاد ملکۂ نبوت ہے اور اس وجہ سے یہ لوگ نبوت و رسالت کے انوار سے مقتبس ہوتے
ہیں آنحضرتؐ نے ائمہ اربعہ پر اجتہاد جیسی اہم شی کو مباح فرمادیا ہے۔ جیسے انبیا علیہم السلام
معصوم ہیں ائمہ ہدیٰ بھی بے عیب اور محفوظ ہوتے ہیں۔

میں نے خود حضرت خضر سے ان کا حال پوچھا تو کہا ائمہ مجتہدین کو صدیقیت کا رتبہ دیا گیا ہے۔ بسند صحیح مجھے یہ روایت پہونچی کہ امام ابوحنیفہ کوفی بڑے عالم۔ متورع اور عابد وزاہد تھے انکا قول تھا کہ دین الٰہی میں بجز خدا ورسول کے قول کے اپنی عقل کا دخل نہ رکھو اور سنت پیغمبر مسلمان کا شعار رہے۔ جس نے سنت پیغمبر کو چھوڑا اوس نے پیغمبر سے مونھ موڑا اور ہلاک ہوا۔

حضرت فریدالدین عطار تذکرۃ الاولیا میں بھی امام ابوحنیفہ کا تذکرہ اٹھارویں باب میں بایں الفاظ کرتے ہیں کہ عارف۔ عالم۔ عامل۔ صوفی۔ فقیہ۔ محدث۔ عالم دنیا ابوحنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ کے ریاضات ومجاہدات اور اون کے مشاہدات کی انتہا نہ تھی شریعت وطریقت میں نظر غائر رکھتے تھے باطن میں صاحب بصیرت تھے۔ امام ہمام امام جعفر صادق علیہ السلام کے مرید خاص اور فیضیاب تھے۔ ابوحنیفہ کے مرید فضیل۔ ابراہیم۔ بشر حافی اور داؤد جیسے اقطاب تھے۔ آپ کو بارگاہ رسالت سے خطاب ہوا وعلیک السلام یا امام المسلمین (تذکرۃ الاولیا ۳۱) ذہبی جیسے مشدد محدث نے۔ ابوداؤد جیسے ماہر فن نے۔ نووی جیسے امام المحدثین نے۔ ابن حجر جیسے شیخ الاسلام نے امام صاحب کو طبقہ ثانیہ کے حفاظ حدیث اور ائمہ فن میں شمار کیا ہے۔ سفیان ثوری۔ عبداللہ بن مبارک۔ امام مالک اور امام شافعی اور احمد جیسے فقہائے مجتہدین نے آپ کو امام المجتہدین تسلیم کیا ہے اور فریدالدین عطار۔ محی الدین ابن عربی اور علامہ قشیری جیسے ارباب باطن نے آپ کو ارباب باطن کے پیشوا مان لیا ہے تو حاسدین اور منکرین کے عناد نے اور ترقی کی اور لگے آپ کی شان میں گستاخیاں کرنے۔ ان باتوں سے امام ابوحنیفہ ذرا بھی کم نہیں ہوتے وہ بڑے محدث ہیں امام فقہا ہیں اور اولیائے صدیقین سے ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی الشافعی اپنی کتاب خیرات الحسان[۳۶] میں لکھتے ہیں:۔

قال الذہبی قد تواتر قیامہ اللیل وتہجدہ وتعبدہ ومن ثمتہ کان یسمی الوتد من کثرۃ قیام اللیل بل احیاہ بقراۃ القران فی رکعتہ ثلاثین سنتہ وحفظ عنہ انہ صلی صلاۃ الفجر بوضوء العشا اربعین سنتہ فکان عامتہ اللیل یقرا جمیع القران فی رکعتہ واحدۃ یسمع بکاءہ باللیل حتی یرحمہ جیرانہ وحفظ عنہ انہ ختم القران فی الموضع الذی توفی فیہ سبعتہ آلاف مرۃ

(ذہبی نے کہا امام صاحب کی نماز تہجد اور عبادت اور قیام لیل تواتر سے ثابت ہے اسی کثرت قیام لیل کی بنا پر آپ کا لقب وتد ہو چکا ہے۔ بلکہ آپ نے تیس سال تک ایک ختم قران کا فرماکر شب زندہ دار کہلائے اور یہ بھی آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے چالیس سال وضوئے عشا سے صبح کی نماز ادا کی اور ہر رات دو رکعت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں ایک قران ختم کرتے تھے آپ کے رونے کی آواز شب میں آپ کے ہمسایہ سنکر آپ پر ترس کھایا کرتے تھے اور جس جگہ آپ کی روح مبارک پرواز کی وہاں پر آپ کے سات ہزار ختم قران ہوے تھے۔

ابن حجر خیرات الحسان[۳۶] میں فرماتے ہیں قال ابو یوسف کان یختم کل یوم ولیلتہ ختمتہ و فی رمضان ویوم العید اثنین وستین ختمتہ وکان سخیا بالمال صبوراً علی تعلیم العلم شدید الاحتمال لما یقال فیہ بعید الغضب شہدتہ یصلی الصبح بوضوء اول اللیل عشرین سنتہ ومن صحبہ قبلنا قالوانہ کذالک اربعین سنتہ امام ابو یوسف کہتے ہیں امام صاحب رات اور دن میں ایک ختم قرآن کرتے تھے اور رمضان اور عید کے دن ۶۲ ختم قران فرماتے تھے ہاتھ کے سخی تعلیم پر صابر غصہ سے دور تھے میں نے آپ کو بیس سال تک شب کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے دیکھا ہم سے پیشتر سے جو لوگ آپ کے اصحاب تھے وہ کہتے تھے آپ کی یہ حالت چالیس سال سے ایسی ہی رہی ہے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کل بیس سال امام ابو یوسف نے آپکی صحبت اوٹھائی

قال الموفق ابوالموید المکی باسنادہ الی محمد بن الحسن البلخی قال حدثنا محمد بن شجاع عن ابی حفص عن ابیہ قال کنت اسمع ان ابا حنیفۃ یختم القران کلہ فی رکعۃ واحدۃ باللیل وکنت احب ان اشاہد ذالک منہ فرغت نفسی واتیتہ عشر لیال فرایتہ یبدا صلاتہ برکعتین خفیفتین ثم یصلی رکعتان اخران فیختم القران فی الرکعۃ الاولی وکان یقرا فی الثانیۃ فاتحۃ الکتاب وقل ہو اللہ احد ثم یرجع الی منزلہ۔ ابی حفص کے والد کہتے ہیں میں سنا کرتا تھا کہ امام ابوحنیفہ شب کو ایک رکعۃ میں ایک قرآن ختم کیا کرتے ہیں مجھے اس کے مشاہدہ کی آرزو ہوی میں نے دس راتیں ان کا پیچھا کیں میں نے دیکھا کہ آپ دو رکعت خفیف پڑھا کرتے تھے پھر دو رکعت اور پڑھتے تھے پہلی رکعت میں کامل ایک قران ختم کر دیتے اور دوسری میں سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ۔ پڑھکر فارغ ہو جاتے تھے،

قال الموفق وابن حجر وغیرہما باسنادالجید عن یحیی بن آدم قال حج ابوحنیفۃ رضی اللہ عنہ خمسا وخمسین حجتہ (امام صاحب نے کل پچپن حج کئے، آپ کا پہلا حج ۹۴ھ میں دوسرا ۹۶ھ میں اور ۱۴۹ھ میں آپنے اپنا آخر حج ادا فرمایا۔

امام صاحب کی شب بیداری اور متواتر چالیس تک عبادت الہی میں رات رات بھر بیدار رہنا اور ہر شب میں ایک رکعت میں ایک قران ختم کرنا بعض ارباب ظواہر کے عقل ونقل کے خلاف ہے اور بعضوں کا یہہ خیال ہے کہ ایسی شب بیداری مسنون نہیں۔

جواب - قرآن پاک میں اللہ پاک نے وقلیلاً من اللیل ما یہجعون میں قائم اللیل کی تعریف ہی تعریف فرمادی ہے تتجافی جنوبہم عن المضاجع صحابہ کی شان میں وارد ہے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شب بھر نماز پڑھی ہے چنانچہ ابن ماجہ اور نسائی نے حضرت ابوذر سے روایت کی قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اصبح بایتہ والایتہ ان تعذبہم فانہم

عبادۃ کث ایج (نسائی وابن ماجہ عن ابی ذر)

حضرت ابو دردا رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے (بخاری کتاب الصوم) امام الاولیا سیدنا علی ہر شب ہزار رکعت نفل ادا فرماتے تھے (تفسیر عینی دارج مطالب[۱۶۴])۔

بعض صحابہ رات بھر قیام فرماتے تھے یہاں تک کہ پاؤں پھول جاتے تھے (ابو داؤد باب صلوۃ الیل)

تمیم داری نے ایک رات تہجد میں ام حسب الذین کفروا کی آیت پر صبح کر دی (اسد الغابہ تمیم داری)

حضرت حمنہ بنت جحش نماز میں تھک جاتیں تو ستون مسجد کی رسی کے سہارے نماز پڑھا کرتی تھیں (ابو داؤد باب النعاس فی الصلوۃ)

وعن امراۃ مسروق انہ کان یصلی حتی تتورم قدماہ (ذہبی تذکرۂ حفاظ) مسروق کی بی بی کہتی تھیں کہ مسروق اتنی نماز پڑھتے تھے کہ پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن اسود تابعی ہر شب سات سو رکعت نفل پڑھتے تھے (ذہبی تذکرہ)

عمرو بن میمون التابعی اتنی نماز پڑھتے تھے کہ ایک کھونٹی کے سہارے سے رات پوری کرتے تھے (ذہبی تذکرۃ الحفاظ)

سعید بن جبیر نے ایک شب کعبہ میں ایک ختم قرآن ایک رکعت میں کیا (وکان یختم القران فی لیلتیں (ذہبی تذکرۂ حفاظ)

کان خالد بن معدان یسبح فی الیوم سبعین الف مرۃ (ذہبی) خالد بن معدان دن میں ستر ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے۔

لبث وہب بن منبہ عشرین سنۃ ولم یحبل بین العشاء والصبح وضوء (ذہبی) وہب بن منبہ نے بیس سال عشا کے وضو سے نماز صبح پڑھی۔

كان ايوب السختياني يقوم الليل كله (ذہبی) عمر بھر ایوب سختیانی شب بیدار رہے۔

صام منصوراً اربعين سنة وقام ليلها وكان يبكي الليل كله (ذہبی تذکرہ) منصور بن معمر نے چالیس سال روزہ رکھے تھے اور چالیس سال شب بیدار رہے اور روتے تھے۔

كان ابو معمر يصلي صلوة الفجر بوضوء العشاء (ذہبی تذکرہ) ابو معمر عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے

كان الاوزاعي يحيي الليل صلوة وقرانا وبكاء (ذہبی تذکرہ) اوزاعی کی رات رات نماز و تلاوت و بکا میں گزر جاتی تھی۔

كان ابن ابي ذئب يصلي الليل اجمع (ذہبی تذکرہ) ابن ابی ذئب زندگی بھر رات نماز میں گزارا کرتے تھے۔

فقام الحسن بالليل كله (ذہبی تذکرہ حسن بن صالح) حسن بن صالح نے شب بیداری میں عمر گزاری۔

كان اسمعيل بن عياش يحيي الليل (ذہبی تذکرہ اسمعیل بن عیاش) اسمعیل بن عیاش عمر بھر شب زندہ دار تھے

كان ابوبكر بن عياش حبراً فاضلاً لم يضع جنبه الى الارض اربعين سنة (تذکرہ ذہبی) ابو بکر بن عیاش بڑے عالم فاضل تھے چالیس سال شب میں بستر سے پیٹھ نہ لگائی۔

كان يحيي القطان يقوم عشرين سنة يختم كل ليلة ختمة (ذہبی تذکرۃ الحفاظ) یحیی القطان بیس سال تک ہر رات میں ایک قران ختم کرتے رہے۔

روى ابونعيم ان ابن عمر كان يحيي الليل صلوة (ابونعیم حلیۃ الاولیاء) حضرت عبداللہ بن عمر ساری رات نماز میں گزارا کرتے تھے۔

روى الترمذي عن عمير بن هاني انه كان يصلي كل يوم الف ركعة ويسبح مائة الف تسبيحة عمیر بن ہانی

ہر روز ہزار رکعت پڑہتے اور ایک لاکھ تسبیح پڑہتے تھے برسوں اویس قرنی رضی اللہ عنہ تک نماز
پڑہتے رہے۔ (ابونعیم فی حلیتہ الاولیا)
ان عامر بن عبداللہ کان من العابدین وفرض علی نفسہ فی کل یوم الف رکعتہ (ابونعیم)
عامر بن عبداللہ ہر روز ہزار رکعت پڑہتے تھے۔
صلی سعید بن المسیب الغداۃ بوضوء العتمہ خمسین سنتہ (ابونعیم) سعید بن مسیب نے پچاس سال
عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی۔
کان عروہ بن الزبیر یقوم اللیل کلہ (ابونعیم) عروہ بن زبیر رات ساری عبادت میں
گزارتے تھے۔
کان علی بن الحسین یصلی الیوم واللیلۃ الف رکعت الی ان مات (ابونعیم) حضرت امام علی بن
حسین زین العابدین علیہ السلام اپنے انتقال تک ہر شبانہ روز ہزار رکعت پڑہتے تھے۔
امام ابوحنیفہ نے بھی اسی سنت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور سنن صحابہ وتابعین کی تقلید کی تھی
علامہ ذہبی کا یہ کہنا کہ آپ نے چالیس سال عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی اور ایک رکعت
میں ایک ختم قران اور دوسری میں فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑہتے تھے اور اس حال سے تیس
سال گزارے غلط نہیں۔ کیونکہ اس کی روایت امام صاحب کے کل شاگردوں نے امام صاحب
کے معاصرین مثل عبداللہ بن مبارک وکیع بن الجراح۔ سفیان۔ شعبہ۔ فضیل بن عیاض۔
شقیق بلخی وغیرہم نے بھی کی ہے اور ان روایتوں کی نقل خطیب بغدادی سبط ابن جوزی
علامہ ابن عبدالبر۔ امام نووی۔ حافظ ابن حجر۔ حافظ سیوطی۔ امام ذہبی۔ امام شعرانی نے اپنی
کتابوں میں کی ہے فلیطالع الیہ من شاء
خوارزمی مسعر بن کدام سے راوی ہیں کہ میں ابوحنیفہ کے پاس اون کی مسجد میں آیا دیکھا کہ وہ

صبح کی نماز کے بعد لوگوں سے علمی گفتگو کرتے تھے پھر مکان جاکر واپس ظہر کو آتے اور بعد ظہر
سے عصر تک طلبا سے متوجہ رہتے عصر کے بعد مغرب تک حدیث و تفسیر کی گفتگو کرتے تھے
مغرب کے بعد سے نماز میں رہتے پھر مکان جاکر عشا کے لئے واپس آتے میں حیران ہوا اور
یہ شخص رات کی عبادت کیسے کرتا ہوگا میں نے مسلسل اونہیں دیکھا کہ عشا کے بعد سے اذان
فجر تک نماز میں رہتے تھے اور مکان جاکر غسل کرتے اور پھر کپڑے بدلکر صبح کی نماز کے لئے مسجد
آتے تھے۔

خوارزمی صیمری سے راوی ہیں مجھے حیرت ہوتی تھی کہ ابو حنیفہ کی زندگی کیسی گذرتی ہے میں نے
دیکھا کہ وہ رات بھر مسجد میں نماز میں رہتے اور اذان کے بعد مکان جاتے نہاتے کپڑے
بدلکر مسجد آتے اور نماز صبح کے بعد سے مذاکرۂ علمیہ میں بیٹھ جاتے تھے۔ میں نے خیال کیا کہ
چند دنوں کے لئے یہہ ایسا کرتے ہونگے میں اون کے ساتھ ساتھ رہنا شروع کردیا یہاں
تک کہ ابو حنیفہ کا انتقال ہوا میں نے کبھی اون کو دن میں افطار کرتے سوائے ایام
ممنوعہ کے اور رات میں سوتے نہ دیکھا ہاں روزانہ قبل ظہر کے سوجایا کرتے تھے۔

خوارزمی کہتے ہیں کہ ایوب بن عبداللہ قصاب کہتے ہیں میں ابو حنیفہ کے ہمراہ رات دن
رہا کرتا تھا میں نے اونہیں دیکھا کہ صوم راؤوی رکھتے تھے اور روزآنہ ایک قرآن ختم کرتے
اور رمضان میں روزآنہ دو ختم کیا کرتے تھے۔

خوارزمی کہتے ہیں کہ باسناد متصل ہیں علی بن یزید صدائی سے خبر ملی ہے کہ ابو حنیفہ کا شبانہ
ورد جو فوت نہ ہوا کرتا تھا یہ تھا کہ ایک قرآن یا تو ایک رکعت میں یا کئی رکعتوں میں ہر شب
ختم کرتے تھے۔

خوارزمی باسناد متصل یوسف بن عدی سے راوی ہیں کہ ابو یوسف کہتے تھے کہ ابو حنیفہ اکثر ایک

ہی رکعت میں ایک قرآن پورا کرتے تھے۔

خوارزمی باسناد متصل حفص بن عبدالرحمٰن سے ناقل ہیں کہ میں حضرت ابوحنیفہ کا تیس سال تک ہم صحبت رہا میں نے انہیں دیکھا کہ رات بھر میں ایک ختم قرآن بحالت نماز کرتے تھے۔

صیمری باسناد متصل راوی ہیں کہ بکر بن عابد کہتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ کو شب میں نماز پڑھتے اور روتے اور یہ دعا کرتے بارہا دیکھا ہے۔ رب ارحمنی یوم تبعث عبادک وقنی عذابک واغفرلی ذنوبی یوم یقوم الاشہاد۔

خوارزمی خطیب بغدادی وصیمری اور ابن حجر وسیوطی لکھتے ہیں کہ امام صاحب نے جملہ پچپن حج کئے

وفات

امام المسلمین عالم الدنیا رئیس اہل السنۃ کو بغداد کے قید خانہ میں زہر پلا کر شہید کر دیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر شریف ستر سال کی تھی ماہ رجب ۱۵۰ھ میں آپ نے وفات پائی۔ چالیس سال شب میں نہ سوئے اور شب کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ایک ختم قرآن ایک رکعت میں کیا کرتے تھے اور ستر سال کی عمر میں ۵۵ حج اور ۷ ہزار قرآن ختم فرمائے اور ۳۰ سال صائم رہے (سوائے حرام دنوں کے) بحالت سجدہ آپ کی روح پرواز ہوی۔

محبس سے آپ کے مکان پر آپ کی لاش لائی گئی قاضی القضاۃ بغداد حسن بن عمارہ نے غسل دیا اور ابورجار عبداللہ بن واقد الھروی نے آپ کی مدد کی غسل سے فارغ ہونے کے بعد حسن بن عمارہ نے کہا قسم بخدا اے امام الدنیا تم نے تیس سال کامل روزہ سے گذارے اور چالیس سال خلب بھر نمازمیں اور ختم قرآن میں بسر کئے آپ پر خدا اپنا رحم کرے آپ ہم سب سے افقہ۔ اعلم۔ ازہد واعبد اور جمیع خصلتوں میں بہتر تھے۔

آپ کے جنازہ پر ٦ مرتبہ نماز پڑھی گئی پہلی نماز ہی میں ایک لاکھ شخص تھے اور غسل سے عصر کے بعد آپ کو دفن کیا گیا آپ کی قبر پر بھی لوگوں نے ۲۰ دن متواتر نماز پڑھی۔

ابن جریج کو سخت صدمہ ان کی موت کا ہوا فرمایا ہائے علم اُٹھ گیا اور شعبہ نے ذکر شیخ ابوحنیفہ فرمایا کوفہ سے نورِ علم چلا گیا قیامت تک تم لوگ ابوحنیفہ کا نظیر نہ دیکھ سکو گے۔

امام ابوالموید الموفق والکردری اور ابن حجر نے اپنے اسناد سے روایت کی کہ عبداللہ بن المبارک نے امام صاحب کے مرثیہ میں یہ شعر نظم کئے تھے۔

لقد زان البلاد و من علیہا ۔ امام المسلمین ابو حنیفہ

باثار و فقہ فی حدیث ۔ کآیات الزبور علی الصحیفہ

فما ان بالعراق نظیر ۔ ولا بالمشرقین لا بکوفہ

رضی اللہ عنہ وارضاہ

حیدرآباد دکن یکم رجب ۱۳۵۵ھ

٦٨٦٢

فقیر

عینی

اطلاع

اِس کتاب کے حقوق طبع محفوظ ہیں کوئی صاحب
قصد طبع نہ فرمائیں جتنے نسخوں کی ضرورت ہو مولف
کے پاس سے بقیمت (عصہ) فی جلد طلب فرمائیں۔

فقیر عینی

کوچہ چونے والے دادے صاحب عثمان گنج۔